مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۱۱

کتاب الطلاق، عدت، ثبوت النسب، حضانت، نفقہ

افادات

مفتی اعظم ہند عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۱۱

ثبوت النسب، حضانتہ، نفقہ

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

فہرست مضامین

فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد یازدہم

باب ہشدہم
نان ونفقہ سے متعلق احکام ومسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد یازدہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اللہ تعالیٰ کا اس پر جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل وکرم سے مجھ جیسے بے مایہ انسان کو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی ترتیب وتزئین اور تحشیہ کی خدمت پر لگا رکھا ہے، اور اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کرکے حوصلہ افزائی بھی فرما رہا ہے، ورنہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کام کس قدر محنت طلب، پیچیدہ اور سکون واطمینان کو چاہتا ہے، کیونکہ بکھرے ہوئے ہزاروں مسائل کی کتاب وباب وار بلکہ فصل وار فقہی ترتیب۔ ہر عربی عبارت کا حوالہ، جن مسائل میں مفتی علام نے حوالہ درج نہیں فرمایا ہے، ان کے لئے باضابطہ حوالجات کی تلاش وجستجو، اور پھر سب کا حواشی پر اندراج، کوئی آسان کام نہیں ہے۔

حضرت مولانا اکبر آبادی مدظلہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ ہمارے یہاں یونیورسٹی میں کسی معمولی قدیم پرانی کتاب کو کوئی ایڈٹ کرتا ہے تو تین سال تک اسے یونیورسٹی گرانقدر وظیفہ دیتی ہے، پھر اس کی تیاری اور منظوری پر اسے ڈاکٹر پی، ایچ، ڈی کی ڈگری سے نوازتی ہے، ایک استاذ مستقل محنت کرکے اس کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے، اور تم نے حضرت مفتی صاحبؒ کے ۳۶ سالہ دور افتاء پر کافی محنت کی، دارالعلوم جیسے مرکزی دارالافتاء کے بکھرے ہوئے فتاویٰ کو مرتب کیا، حاشیہ اور حوالہ جات درج کیا، اس کی کئی جلدیں شائع ہوکر مقبول عام

ہو چکیں، مگر تمہارے علماء کی نظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کام ہی نہیں ہوا، کوئی کلمہ خیر کہنے کے لئے بھی شاید آمادہ نہیں، حالانکہ یہ بڑا عظیم الشان تحقیقی کام انجام پا رہا ہے، مستقبل میں یہ علمی وفقہی ذخیرہ امت کے لئے بہت ہی کارآمد ثابت ہوگا، اور ایک دنیا اس سے مستفید ہوگی۔

اس وقت میں نے سمجھا تھا کہ مولانا میری حوصلہ افزائی کے لئے یہ کلمات فرمارہے ہیں، مگر اب جب دیکھ رہا ہوں کہ اس کی ایک ایک جلد کے کئی کئی اڈیشن چھپ رہے ہیں، تو اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کا اندازہ بہت درست تھا، انشاء اللہ جس طرح زمانہ آگے بڑھتا جائیگا، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل کی قدر وقیمت بھی بڑھتی ہی چلی جائے گی، اور مسلمانوں کا کوئی گھر انشاء اللہ اس سے خالی نہ رہے گا، کوئی شبہ نہیں یہ سب فضل ربی کے بعد جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند اور اس کے اکابر واسلاف کی خدمات واخلاص کا ثمرہ ہے، اور عارف باللہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی روحانیت کے اثرات کا خوشگوار نتیجہ۔

آج جب اس کی گیارہویں جلد مکمل ہوکر پریس جا رہی ہے، مرتب فتاویٰ کا دل اور اس کی زبان حمد وشکر رب سے لبریز وتر اور اس کی پیشانی مالک حقیقی کے آگے سجدہ ریز ہے، اور اس کے ہر بُنِ مو سے آواز آرہی ہے۔

"الٰہ العٰلمین! ایک بے مایہ ظلوم وجہول کی اس حقیر محنت کو شرف قبولیت سے نواز دے، اور دارین کی نعمتوں سے مرتب کے ظاہر وباطن کو مالامال کردے، اور اسی کے ساتھ دارالعلوم کا فیض تاقیامت باقی رکھ، تاکہ کائناتِ انسانی اس سے مستفیض ہوتی رہے، اور اس گہوارۂ علم وعمل کو دشمنوں، مخالفوں اور بدباطنوں کے شر وروفتن سے مامون ومحفوظ فرمادے، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔"

پیش نظر جلد میں کتاب الطلاق کے اخیر کے تین ابواب ہیں جو دسویں جلد میں آنے سے رہ گئے تھے، ثبوت النسب[1]، حضانت[2] اور نفقہ[3]، اس جلد کو انہی تین ابواب پر ختم کردینا مناسب معلوم ہوا، اب اس سے آگے کی جلدوں میں جو مسائل آئیں گے اُن کی تعداد نسبتاً بہت کم ہوگی، اس لئے کہ عام طور پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بعد عوام کو نکاح وطلاق سے متعلق ہی احکام ومسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور انہی کے متعلق وہ مفتیان کرام سے سوالات کرتے ہیں، ان کے علاوہ مسائل کی صرف خاص طبقہ کے لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے، اور وہی ان کے متعلق کبھی استفسار کرتے ہیں، اس لئے ان مسائل کی تعداد کم ہے، انشاء اللہ بارہویں جلد میں کتاب الأیمان سے لے کر کتاب الوقف تک کے مسائل آجائیں گے، جس پر کام شروع ہوچکا ہے، امید ہے اس سلسلہ کی اب بہت جلد تکمیل ہوجائے گی، دعا ہے اللہ تعالیٰ مابقی کام بھی حسن وخوبی کے ساتھ پورا کرادیں۔

اخیر میں سرپرست حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، محترم اراکین مجلس شوریٰ زید مجدہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ سپاس وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم وتربیت، حوصلہ افزائیوں اور دعاؤں کی برکتوں سے یہ خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا، رب العالمین ان تمام بزرگوں کا سایۂ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، آمین یارب العالمین۔

طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہ

مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۲۷/ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ

باب شانزدہم

نسب سے متعلق احکام ومسائل

منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد

سوال (۱۱۴۷) ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے نکل کر دوسری جگہ نکاح کرکے بیٹھ گئی ہے اور خاوند اول نے اس کو طلاق نہیں دی ہے۔ وہ اولاد جو خاوند ثانی سے ہوئی ہے حلال ہے یا حرام؟ اور اس اولاد کا دیگر نسلوں سے رشتہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:- غیر مطلقہ عورت کا نکاح ثانی ناجائز اور باطل ہے اولاد جو شوہر ثانی سے ہے وہ شوہر اول کی طرف شرعاً منسوب ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[1] اور جب کہ اس اولاد کا نسب شوہر اول سے ثابت ہے تو رشتہ کرنا ان سے جائز ہے۔ فقط وہذا اذا لم یعلم بان لہا زوجاً غیرہ فکیف اذا ظہر زوج غیرہ فلا شک فی عدم ثبوتہ من الثانی شامی باب ثبوت النسب[2] وکذا لو عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر عالماً

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۸/۲ ۱۲ ظفیر

بذلک الخ عن العدۃ۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

میاں دس سال سے باہر ہو اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہوگا یا حرامی

سوال (۱۱۴۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم ص۵۷ میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا تب بھی وہ بچہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے، فرض کرو کہ زید دس بارہ برس سے پردیس میں ہے اور اس کے لڑکا پیدا ہوگیا، دراں حالیکہ اس درمیان میں وہ ایک منٹ کو بھی گھر نہیں آیا تو یہ لڑکا کس طرح حرامی نہ کہلائے گا اور کیوں کر وہ حرامی نہ ہوگا؟ اگر یہ خیال کیا جائے کہ ممکن ہے مرد اپنی بیوی کے پاس تنہائی میں آگیا ہو، اور کسی کو علم نہ ہو تو مسئلہ مذکورہ میں یہ بات بھی نہیں، کیونکہ صاف ظاہر ہے برس گذر گئے وہ گھر نہیں آیا، چونکہ اس مسئلہ سے طبیعت میں ایک قسم کی الجھن پیدا ہوتی ہے اور دوسری قوموں کے صریح اعتراض کے لئے کافی موقعہ ہے، اس لئے براہ کرم مفصل و مشرح جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:- جو مسئلہ آپ نے بہشتی زیور سے نقل کیا ہے صحیح ہے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس کی زوجہ ہے بچہ اس کا کہلائے گا، حدیث شریف میں آگیا ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر[2] (بچہ اس کا ہے جس کا فراش ہے یعنی جس کے نکاح میں وہ عورت ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے یعنی محروم رہے گا اور اس کو سزا دی جائے گی) نسب بچہ کا اسی شوہر سے ثابت ہوگا۔ پس امام ابوحنیفہ

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انھا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المھر ص۴۸۳ ج۲) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث صحیح کے ارشاد کے موافق یہ حکم فرمایا کہ شوہر کہیں ہو، بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ پس جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو اس کے خلاف کیسے کوئی حکم کرسکتا ہے۔ اور مطلب اس حدیث کا اور بہشتی زیور کے مسئلہ کا یہ ہے کہ درحقیقت وہ بچہ اگرچہ ولد الزنا ہو مگر ہم کو حکم یہ ہے کہ اس کو حرامی نہ کہیں، عورت کے خاوند کے طرف منسوب کریں۔[1]

مدت حمل اور عدت حاملہ

سوال (۱۱۴۹) حمل عورت کی کتنی مدت ہے؟ اور حد عورت کرنگ کی کتنے سال ہے؟ اور علامات حمل کی کتنی ہیں؟ اور نشانات کرنگ کے کتنے ہیں؟۔

الجواب:- حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو برس ہے اور کم از کم چھ ماہ،[2] اور عدت حاملہ مطلقہ یا حاملہ متوفیٰ عنہا زوجہا کی وضع حمل[3] ہے۔ کرنگ عورت کا مطلب معلوم نہیں ہوا کس کو کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کچھ جواب نہیں دیا جا سکتا۔

زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا، اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۵۰) ایک عورت کے زنا سے حمل قرار پاگیا اور اس کا نکاح کر دیا گیا۔ نکاح سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو بچہ کا نسب ناکح سے ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور اس بچہ کا وارث ہوگا یا نہیں؟۔

[1] ان الفراش علیٰ اربع مراتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر من تزوجھا لتصور کرامۃ او استخدام اھ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۴ ج۲) ظفیر

[2] اکثر مدۃ الحمل سنتان الخ واقلھا ستۃ اشھر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۴ ج۲) ظفیر [3] وفی حق الحامل الخ وضع جمیع حملھا بلا تقدیر بمدۃ سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم او اقل جوھرۃ (رد المحتار باب العدۃ ص۸۳۰ ج۲) ظفیر

الجواب: ناکح سے پہلے زنا سے جو حمل ہے اور بعد میں جو نکاح ہوا اور نکاح سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس کا ناکح سے ثابت نہیں ہوگا اور میراث اس کی ناکح نہ پاوے گا، ماں اور بھائی اخیافی وارث ہوں[1] گے۔

نسب کا ثبوت

سوال (۱۱۵۱) الف نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ ابھی والدین کے گھر میں تھی کہ ب اسے اغوا کرکے لے گیا، اور الف کا دخول اور خلوت صحیحہ وغیرہ اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور الف خود بھی اپنی زوجہ سے دخول یا مس وغیرہ کرنے کا قطعی انکاری ہے۔ چنانچہ اس کا تحریری بیان مع شہادت منسلک ہوا ہے۔ عرصہ دراز تک الف کی منکوحہ ب کے یہاں رہی اور الف نے اس کو طلاق بھی نہیں دی اور ب کے گھر میں اس کے اولاد پیدا ہوئی۔ اب کچھ عرصہ سے وہ عورت تو مرگئی لیکن اس کی دو لڑکیاں زندہ ہیں۔ اب الف یا الف کا بھائی ان لڑکیوں میں سے کسی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔ اور نسب میں وہ دونوں لڑکیاں کس کو ملتی ہیں۔ اس استفتاء میں دو قول ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے!

زید کا بیان اس استفتاء کے جواب میں یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نسب میں الف کی ہیں، کیوں کہ ولد فراش کا ہے کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[2] اور تفسیر فراش کے ساتھ عقد کی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عقد فراش ہے جیسے کرخی سے فتح القدیر میں منقول ہے، دوسرے وہ اپنے دعوے کے اثبات میں عقد کو حکم وطی میں شامل جانتا ہے وللعقد حکم الوطی اور اپنے

[1] ولو ولدت لاقل منہ (ای نصف حول) لم یثبت (درمختار) لانہ تبین ان العلوق کان سابقا علی النکاح زیلعی (ردالمحتار باب ثبوت النسب ص ۲۳ ج ۲) ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر۔

دعوے میں تزویج مشرقی او رمغربیہ کا شامی سے سند لاتا[1] ہے اور کہتا ہے کہ جب عقد کے لئے حکم وطی اور فراش کا ثابت ہے تو تینوں امر مطلوب یعنی فراش و وطی و نسب ثابت ہوگئے، اس لئے الف یا الف کے بھائی کو ان لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اس صورت میں الف کی بیٹیاں اور الف کے بھائی کی بھتیجیاں ہیں، ان کا نکاح ان سے حرام ہے۔

عمر کا جواب بالعکس ہے۔ کہتا ہے کہ یہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں، پس الف یا الف کا بھائی ان سے نکاح کرنے کا مجاز ہے۔ اور صورت مسئولہ میں الف اولاد سے محروم ہے اگرچہ الف عقد صحیح بھی کیوں نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ بلا فراش صرف نکاح کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ حقیقت میں فراش دخول کا ہونا ارجح ہے اور یہ باتیں الف سے پایہ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اولاد ب کی ہے کیونکہ مستفرش حقیقی ب ہے اس لئے اولاد بھی فراش حقیقی کی ہونی چاہیے۔ اگرچہ بمقتضائے حدیث نبوی فاسد ہی کیوں نہ ہو الولد للفراش وللعاھر الحجر للعاھر الحجر کے یہ معنی ہیں کہ زوج اول مستفرش ہو اور عورت سے غائب نہ رہا ہو جیسے فقہاء نے صراحت سے بیان فرمایا ہے رجل غاب عن امرأتہ فتزوجت باخری وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی مذھب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ والجوھرۃ والکافی وغیرھا وفی حاشیۃ شرح المنار لابن حنبلی وعلیہ الفتوی ان احتمل الحال لکن فی آخر المجمع حکی اربعۃ اقوال ثم افتی بما اعتمدہ المصنف وعللہ ابن ملک بانہ المستفرش حقیقۃ

[1] کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر مذ تزوجھا لتصورہ کرامۃ او استخداما، الدر المختار علی ردالمحتار باب ثبوت النسب ص ۶۴۳ ج ۲ ظفیر

فالولد للفراش الحقیقی وان کان فاسداً وتمامه فیه فی اجعه رد المحتار[1] وظاهره ان المفتی به الولد للثانی مطلقاً وان جاءت به لاقل من ستة اشهر من وقت العقد کما یدل علیه ذکر الاطلاق قبله والاقتصار علی التفصیل بعده۔ شامی[2] اگر زید اپنے دعوے میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت شاہد لاتا ہے اور کہتا ہے کہ قیام فراش کے لئے مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں نکاح ہی بلا دخول حجت ہو سکتا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جیسے شامی میں وارد ہے قوله بلا دخول المراد نفیه ظاهراً وان لا فلا بد من تصوره وامکانه ولذا لم یثبتوا النسب من زوجة الطفل ولا ممن ولدت لاقل من ستة اشهر الخ والحق ان التصور شرط ولذا لو جاءت امرأة الصبی بالولد لا یثبت نسبه والتصور ثابت فی المغربیة لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوة او جنی۔ شامی[3]۔ اس دعوی میں نسب ب کی ثابت ہے پس الف کو ب کی لڑکیوں سے نکاح کرنا ہر طرح جائز ہے اور اسی طرح الف کے بھائی کو بھی۔ یہ دو قول ہیں ان میں سے کون مقبول کون مردود ہے۔؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں ہر دو قول یعنی زید وعمر دونوں کا قول دربارہ نسب کئی وجوہ سے بالکل مردود اور مطرود ہے، کیونکہ نسب ثابت کرنے کے لئے فراش جو مقارناً للعلوق کے ساتھ ہو ضروری ہے۔ ہم دونوں کے بیانات کو واضح طور پر رد کرتے ہیں، زید کا دعوی دریں بارہ کہ یہ عقد حکم وطی کا رکھتا ہے کئی اسباب کی بناء پر غلط ثابت ہوتا ہے۔ پہلے اگر عقد مطلق کو وطی کا حکم ہوتا تو طلاق

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۶/۲ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۷/۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۷/۲ ۱۲ ظفیر

قبل دخول کی صورت میں عدت لازم ہوتی حالانکہ نص اس کے رد میں شاہد ناطق ہے قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من عدة تعتدونها الآیة[1]۔

نیز اگر عقد کے لئے حکم وطی کا ہوتا تو حرمت ربیبہ میں ان کی ماؤں کا دخول شرط نہ ہوتا، وربائبکم اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بهن فان لم تکونوا دخلتم بهن فلا جناح علیکم[2] الآیة اور نیز اس ثبوت میں سنن ترمذی کی حدیث حلالہ کے لئے دخول مشروط قرار دیا گیا کما قال علیه الصلوٰة والسلام لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتک[3]۔

دوسرے وہ اپنے دعوی میں فراش کی تفسیر عقد سے بیان کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ فراش کی تفسیر میں صرف عقد ہی کالانا غیر تام ہے البتہ عقد فراش کے اجزاء میں سے ایک ضروری جزء ہے۔ کیا فتح القدیر میں جو فراش کی تعریف کی گئی ہے ملاحظہ سے نہیں گذری۔ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الفراش یثبت مقارناً للنکاح المقارن للعلوق[4] اس میں فراش کے لئے علوق کا ہونا ضروری مانا گیا ہے۔ اور چونکہ زید کے دعوی میں علوق مطلقاً مفقود ہے، اس لئے وہ اس کے اثبات میں چنداں مفید نہیں ہو سکتا۔

تیسرے ساتھ ہی زید کا اپنے دعوی کی دلیل میں کرخیؒ کے قول کے مطابق فراش کی تفسیر عقد کرنا جمہور کی تفسیر کے مخالف ہے۔ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں۔ تفسیر الفراش بالعقد کما فسر الکرخیؒ اعنی العقد هو الفراش مخالف

[1] سورة الاحزاب ع ۳۔ ظفیر۔ [2] سورة النساء ع ۴۔ ظفیر
[3] ترمذی ما جاء فی من یطلق امرأته ثلاثاً الخ ص۱۸۰ ۱۲ ظفیر
[4] فتح القدیر ص۳۰۱ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

لتفسیرھم السابق له فی فصل المحرمات یکون المرأة بحیث یثبت نسب الولد منها اذا جاءت به فان ھذا الکون یثبت بعد العقد لا مع العقد (فتح القدیر[1] باب ثبوت النسب)

چوتھے زید اپنے دعویٰ میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں استدلال کرتا ہے اور عقد کے ساتھ بلا دخول کو مفید اثبات جانتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہاں اس کے دعویٰ کے ثبوت میں اس صورت کو بطور دلیل لانا ہرگز صادق نہیں آسکتا کیونکہ ایک تو اس میں تصور اور امکان دخول کا پایا جانا ثابت ہے اور زوجہ طفل کی صورت میں عدم تصور وامکان کی وجہ سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا، اور فیما نحن فیہ تصور اور امکان خود الف کے ساتھ انکار صحبت و دخول کی وجہ سے قطعاً مفقود ہے۔ علاوہ ازیں صورت مسؤلہ میں زوجہ الف قبضہ غیر میں ہے۔ اور زوجہ مشرقی اس کے خلاف تحت وتصرف خود اس کے ہے، نیز مشرقی منکر دخول نہیں تو اس صورت میں ہر دو صورت مختلف واقع ہوئی، باوجود مذکورہ بالا دلیل کے یہ بھی بتادینا ضروری ہے کہ اگر عقد مطلق کو حکم وطی کا ہوتا تو ثبوت نسب میں مندرجہ ذیل صورت کے لئے احتیاج تکلف لاحق نہ ہوتی من قال ان تزوجت فلانة فهی طالق فتزوجها فولدت ولداً لستة اشهر من یوم تزوجها فهو ابنه وعلیه المهر اما النسب فلانها فی اشة والتصور ثابت بان تزوجها وھو یخالطها وطیاً وسمع الناس کلامها فوافق الانزال النکاح والنسب یحتاط فی اثباته ھکذا فی ھدایة ملخصاً[2]۔ پس نسب اس صورت میں ثابت ہوسکتا ہے جب کہ علوق مقارناً للنکاح اور تصور علوق کا مقارناً بالنکاح صورت مندرجہ بالا میں ثابت ہوسکتا ہے جیسے فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۳۸۴ علامہ ابن ہمامؒ

[1] فتح القدیر باب ثبوت النسب طبع ۳ ۔ ظفیر [2] دیکھئے ہدایہ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

فرماتے ہیں واذا فیکون العلوق مقارناً للنکاح فیثبت النسب وتصور العلوق ثابت بان تزوجها وھو یخالطها وطیاً وسمع الناس کلامهما فوافق الانزال النکاح الاحسن تجویزاً بها وکلامه فباشر الوکیل وطیهما کذلک فوافق عقد الانزال۔ ہاں وہ اس صورت میں نکاح سے قبل مرتکب گناہ مخالطت حرمت کا باعث بن گیا۔ دیگر علامہ موصوف فرماتے ہیں قال بعض المشائخ لا یحتاج الی ھذا التکلف بل قیام الفراش کاف ولا یعتبر امکان الدخول بل النکاح قائم مقامه کما فی تزوج المشرقی مغربیة لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوة او جنی (فتح القدیر[1]) اس مندرجہ بالا صورت میں ابن ہمامؒ کی تقریر سے یہ امر بخوبی محقق ہوگیا اور ساتھ ہی دلیل زید کی دلیل مشرقی اور مغربیہ کی صورت صورت مسؤلہ کے ساتھ متبائن ٹھہری، کہ الف کے خود اپنے انکار دخول خلوت ومس وغیرہ سے ہرگز یہ امر اس صورت میں ثابت نہیں آسکتا۔ اور تصور صورت مسؤلہ میں قطعاً مفقود ہے۔ زید کے بیانات کی حقیقت منکشف کردی گئی، اور اس کا استدلال مردود ہوا۔

اب عمر کے فتاویٰ کے بارے میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ صورت مسؤلہ میں لڑکیاں الف یا الف کے بھائی کے ساتھ نکاح کی جاسکتی ہیں کیوں کہ الف صرف عقد ہی عقد سے محروم النسب ہے اور بمجرد نکاح عدم دخول اور عدم تصور دخول کی وجہ سے وہ کسی صورت میں لڑکیوں کا باپ نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کا بھائی جب کہ بار بار بیان کردیا گیا ہے کہ الف مسماۃ مسؤلہ سے صرف نکاح رکھتا تھا اور اپنے بیانات سے دخول وغیرہ سے قطعی برات ظاہر کرتا ہے تو ہم اس صورت میں عمر کے فتویٰ سے

[1] فتح القدیر ص ۳/۳۰۲ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

صرف اسی شق یعنی جواز نکاح الف یا الف کے بھائی کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن اس کی بھی اس امر کے متعلق کہ وہ لڑکیاں بھی ب کی ہیں ہم کئی وجوہات سے اس کو بھی رد کرتے ہیں۔

اقول وباللہ التوفیق عمر کا یہ بیان کہ وہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں ہرگز درست نہیں، کیوں کہ پہلے ب بظاہر ساتھ علم نکاح الف کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے مصر علی الکبائر یعنی زانی ہے اور وہ الف کی منکوحہ کو اغوا کر کے لے جاتا ہے، اس کو نسب میں کیا دخل بلکہ اس کے لئے بمضمون کلام قدسی نظام وللعاهر الحجر اس کے لئے حجر جزا ہے۔

دوسرے وہ مستفرش حقیقی نہیں کیوں کہ فراش کے لوازم میں ہم نے مفصل ذکر کر دیا ہے کہ وہ نکاح کے بعد متحقق ہوتا ہے، حالانکہ ب تو اغوا کنندہ اور زانی ہے، تیسرے جو کہ وہ اپنے دعوی کے اثبات میں رجل غاب عن امرأته فتزوجت باخر الخ شامی سے سند لاتا ہے اس کے بعد میں صورت مسئولہ سے استشہاد لانا گویا زید کی تقلید کرنا ہے کیوں کہ وہ مشرقی مغربیہ کی صورت کی طرح یہاں ہرگز صادق نہیں آسکتی بلکہ صاف طور پر تبائن ہے کیوں کہ ب کو الف کے نکاح کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے بخوبی علم وتیقن ہے اور صورت مسئولہ میں تو اس عورت کو تو قاضی نے مفقود کی حیثیت سے فسخ نکاح کا حکم دے کر دوسرے شخص سے تزویج کر دی تھی اور تزویج غائب کی عورت کی دوسرے شخص سے محقق شدہ امر ہے، حالانکہ ما نحن فیہ میں اس کے بالکل برعکس ہے کیوں کہ ب زانی اور اغوا کنندہ ہے، نیز تزویج کنندہ تو اس طرح کے طریق پر ب کا نسب ثابت ہوا، پس نظر بر امورات متذکرہ بالا ہم اس نتیجہ پر بخوبی پہنچ گئے کہ الف اور ب دونوں نسب کی رو سے ان لڑکیوں سے بالکل محروم ہیں کیوں کہ الف کا صرف عقد ہی عقد ہے اور ب کا نکاح نہیں ہے بلکہ علوق اور دخول ہے، پس اس صورت

میں ہر دو کا فراش محقق نہیں ہو سکا، البتہ الف اور الف کا بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ اور ب زانی ہے اور زانی کی جزا بمصداق للعاهر الحجر حجر ہے، فقط

الجواب:۔ از حضرت مفتی صاحب مدرسہ اسلامیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقول وباللہ التوفیق۔ صورت مسئولہ میں جواب اول یعنی زید کا جواب صحیح ہے۔ شرعاً نسب ان لڑکیوں کا الف سے ثابت ہے اور الف یا الف کے بھائی سے ان کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1]۔ قال في الدر المختار ان الفراش على اربع مراتب ضعيف الخ ومتوسط الخ وقوي وهو فراش المنكوحة فانه فيه لا ينتفي الا باللعان شامي[2] (ص ۶۳۰ ج ۲) وفي صفحه ۲۹۳ قال في البحر لو تزوج بامرأة الغير عالما بذلك ودخل بها لا تجب العدة عليها حتى لا يحرم على الزوج وطؤها وبه يفتى لانه زنا والمزني بها لا تحرم على زوجها الخ وفي باب العدة منه. اما نكاح المنكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا[3]۔ وفيه ايضا والتصور ثابت في المغربية لثبوت كرامات الاولياء الخ وفي الدر المختار عن البحر متى سقط اللعان بوجه ما الخ لم ينتف نسبه ابدا فلو نفاه ولم يلاعن حتى قذفها اجنبي بالولد فحد فقد ثبت نسب الولد[4] وفيه قالوا وصرحوا ببقاء نسبه بعد القطع في كل الاحكام لقيام

---

[1] ترمذی ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار ص ۸۶۷ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۳۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر [4] رد المحتار ص ۸۳۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

نفی اشمعالہ[1] فی حکمین الارث والنفقۃ فقط[2] قولہ فی کل الاحکام فیبقی النسب بین الولد والملاعن فی حق الشہادۃ والزکوٰۃ والقصاص والنکاح[1] شامی[3]۔

روایات مذکورہ سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کا جواب صحیح ہے، اور عمر کا جواب صحیح نہیں ہے اور اس کا استدلال ردالمحتار رجل غاب عن المرأۃ فتزوجت باخری[1] کا مجیب ثالث نے دیدیا ہے۔ اور احقر نے جو روایات نکاح منکوحۃ الغیر کے بطلان اور اس کے زنا ہونے کے اثبات میں نقل کی ہیں ان سے بھی تردید عمر کے استدلال کی ظاہر ہے۔ اور مجیب ثالث کا یہ فیصلہ کہ دونوں جواب صحیح نہیں ہیں اور تجویز نکاح دختر با الف و با برادر الف صحیح نہیں ہے اس صورت میں تو نفی نسب کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ اور فقہاء کی تصریح سے تو یہ محقق ہوا کہ اگر بوجہ لعان نسب بھی منقطع کر دیا جائے۔ تب بھی نکاح بین الملاعن وولدہ حرام ہی رہتا ہے کما ھی عن الدر المختار۔ فقط

صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۲) عبدالرحمٰن فوت شدہ برادران عم زاد و یک دختر و دو زوجگان گذاشت زوجہ ثانیہ حاملہ بود، بعد وفات او دخترے پیدا شد مگر انتقال کرد و در برادران عم زاد تفصیل است بایں طور کہ یکے ازاں عبداللہ داد از بطن جنین زنے است کہ آن زن مطلقہ بود قبل اتمام عدۃ شوہر اول عم متوفی نکاح کردہ بود و دوازاں جملہ از بطن جنین زنے کہ نکاح مادران ہر دو را ثبوت شاہدے نیست۔ اکنوں نسب آل ہر سہ از عم متوفی ثابت است یا نہ، وازمال متوفی آں سہ ترکہ خواہند یافت یا نہ۔

الجواب:- در صورت موجودہ اگر والد عبدالجید و عبدالغفور مدعی نکاح با مادر اوشاں بود، نسب اوشاں از پدر خود ثابت است، واز ترکہ عبدالرحمٰن از راہ عصوبت وارث خواہند شد قال لغلام ھو ابنی ومات المقر فقالت امہ[1] انا امی أتہ وھو ابنہ یرثانہ استحسانا[1] در مختار[1] وفیہ ایضا لانھا شہادۃ علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال فی اثباتہ مھما امکن والامکان بینھا بسبق التزوج سرا بمھر یسیر[2] وایں حکم وقاعدہ در اولاد ہمہ جاری خواہد شد چرا کہ تجدید نکاح بعد عدۃ ممکن است، پس پدر او دعویٰ بنوۃ او کردہ است نسب ثابت است۔

جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے

سوال (۱۱۵۳) زید نے ہندہ بیوہ سے نکاح کیا، بعد استقرار حمل ہندہ اپنے بھائی کے یہاں چلی گئی، اس کے بھائی نے زید سے ایام حمل میں طلاق لے کر بعد وضع حمل ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا اب بکر اس مولود کو زید کا بتاتا ہے اور زید بھی اپنا پسر تیلا کو سکو لینا چاہتا ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- وہ لڑکا زید کا ہے اور زید ہی اس کا ولی ہے مگر حق پرورش سات برس کی عمر تک اول ماں کا حق ہے، ماں اگر بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ ماں کے بعد نانی کا پھر دادی کا پھر بہنوں کا پھر خالہ کا پھر پھوپھی کا حق ہے۔ اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو باپ لے سکتا ہے، بہرحال بکر کو کچھ حق بچہ کے روکنے کا نہیں ہے۔ در مختار میں ہے۔ او متزوجۃ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب اللعان ص ۸۱۵/۲ ۱۲ ظفیر۔
[2] رد المحتار باب اللعان ص ۸۱۵/۲ ۱۲ ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۰/۲ ۱۲ ظفیر۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۵/۲ ۱۲ ظفیر
[2] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ و ص ۸۶۴/۲ ۱۲ ظفیر۔

بغیر محرم الصغیر الخ[1]۔

جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا، وہ اسی کا ہے

سوال (۱۱۵۴) ایک شخص کے دو لڑکے ہیں ایک بعمر دس سال دوسرا بعمر ۸ یا ۹ ماہ اور شخص مذکور نہ اپنی زوجہ کو روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہر طرح کی اذیت پہنچاتا ہے اور وہ شخص اپنے چھوٹے لڑکے کی نسبت کہتا ہے کہ یہ مجھ سے پیدا نہیں ہوا حرامی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے اور عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس خاوند سے طلاق مانگتی ہے مگر یہ طلاق نہیں دیتا، اس کا نکاح جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- اس بچہ نو دس ماہ کا نسب اسی شخص سے ثابت ہے۔ انکار اس کا غیر معتبر ہے[2]۔ اور دوسرا نکاح اس عورت کا بدون طلاق دینے شوہر کے صحیح نہیں ہے جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے[3]۔

ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۵۵) ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے یا نہیں، اور نسب کا اعتبار ماں سے ہے یا باپ سے۔

الجواب:- لڑکی ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے۔ پس اگر باپ شریف خاندان کا ہے اور فرض کریں کہ زوجہ اس کی صحیح النسب نہیں ہے۔ تو اولاد کے نسب میں کچھ خرابی اور خلل نہ ہوگا[4]۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۴۳ ج ۲ ظفیر۔
[2] واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل ... ان جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف الزوج او سكت فان جحد الولادة يثبت بشهادة امرأة واحدة تشهد بالولادة حتى لو نفاه الزوج يلاعن لان النسب يثبت بالفراش القائم (هدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر۔
[3] واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته ... لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۶ ج ۲) ظفیر۔
[4] كما في قوله تعالى "وعلى المولود له رزقهن" الآية سيق لاثبات النفقة وفي ذكر المولود له اشارة الى ان النسب للآباء (حاشیہ رد المحتار باب الحيض ص ۱۸۴ ج ۱) ظفیر۔

طلاق سے پہلے جو لڑکا پیدا ہوا وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۵۶) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی۔ اب وہ عورت دعویٰ کرتی ہے کہ لڑکا زید کے نطفہ سے ہے اور خورش و پوشش کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا ہے مگر کوئی پورا ثبوت نہیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب:- اس صورت میں شرعاً نسب لڑکے کا زید سے ثابت ہے اور دعویٰ عورت کا صحیح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کما يثبت بلا دعوة احتياطا في مبتوتة جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر مطلقہ بائنہ وقت طلاق سے دو برس سے کم میں بچہ جنے تو وہ شوہر کا ہے۔

جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۵۷) زید نے جمع بین الاختین کیا اور دونوں سے اولاد ہوئی۔ یہ بیویاں اور اولادیں جائز قرار پائیں گی یا نہیں، اور زید کے ترکہ کی وارث ہوں گی یا نہیں؟

الجواب:- جمع بین الاختین حرام ہے جس سے پیچھے نکاح کیا وہ باطل ہے، پہلا نکاح صحیح ہے۔ پس پہلی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور وارث ترکہ پدری کی ہے اور دوسری عورت سے جس سے پیچھے نکاح ہوا، اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب نہیں ہے اور وارث نہیں ہے[2]۔

پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا، اس کا نسب

سوال (۱۱۵۸) ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا۔ یہاں اس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرایا، اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ شخص نوکری چھوڑ کر گھر آیا ہے، اب کس طرح

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۹ ج ۲ ظفیر
[2] فان تزوج اختين في عقدتين ولا يدري ايتهما اولى فرق بينه وبينهما لان نكاح احداهما باطل بيقين (هدایہ فصل المحرمات ص ۲۸۸ ج ۲) ظفیر

اپنی عورت کو ہمراہ رکھے اور نسب اس لڑکے کا اس سے ثابت ہے یا کیا؟

الجواب:- قال فی رد المحتار حیث قسم الفراش علی اربع مراتب. وقوی وھو فراش المنکوحۃ ومعتدۃ الرجعی فانہ فیہ لا ینتفی الا باللعان[1] اقول من شرائط اللعان کون القذف فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ[2] شامی۔ وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر من تزوجھا لتصورہ کرامۃ اوا ستخداما فتح[3]۔

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا اگرچہ شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں۔

| مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اس کا اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اسکے شوہر سے |

سوال (۱۱۵۹) زید کے دو لڑکے مفتوح و فاتح اور عمر کی ایک لڑکی ایلی ہے مفتوح کا نکاح ایلی سے ہوا، اور فاتح نے ایلی سے زنا کیا اور اس کو فاتح سے حمل رہ گیا اس صورت میں اس حمل کا ذمہ دار کون ہے۔ آیا مفتوح ایلی کو طلاق دیدے یا ہم صحبت ہونے سے وہ مفتوح پر حرام ہوگئی ہے، ثبوت زنا سے پہلے مفتوح کی منکوحہ کے ایک لڑکی پیدا ہوکر مرگئی وہ کس کی ہوگی، اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی فاتح نے ایلی پر حملہ نیت بد سے کیا تھا۔ اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے یا نہ اور بچہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر[3]

[1] رد المحتار باب اللعان ص ۸۰۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۴۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] پوری حدیث یہ ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قام رجل فقال یا رسول اللہ ان فلانا ابنی عاھرت بامہ فی الجاھلیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا دعوۃ فی الاسلام ذھب امر الجاھلیۃ الولد للفراش وللعاھر الحجر" رواہ ابوداؤد (مشکوۃ باب اللعان ص ۲۸۷) ظفیر۔

اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اس قاعدہ کے موافق منکوحہ کی اولاد کا نسب شوہر سے ثابت فرمایا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ایلی کی اولاد کا نسب مفتوح سے ثابت ہے اور حمل جو اب موجود ہے یہ بھی مفتوح کا ہے، اور مفتوح کے ذمہ ایلی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے اور صحبت کرنا ایلی سے جائز ہے، مفتوح پر اس کی زوجہ ایلی حرام نہیں ہوئی اور بالفرض اگر فاتح برادر مفتوح سے ایلی کا زنا ثابت ہو جاوے تب بھی ایلی اپنے شوہر مفتوح پر حرام نہیں ہوئی، اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے۔ اگر مفتوح ایلی کو طلاق دے گا تو کل مہر ایلی کا مفتوح کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اور بچہ جو پیدا ہوگا اس کی پرورش کا نفقہ بھی بذمہ مفتوح ہوگا[1]۔

| اولاد کا شوہر ثانی سے نسب |

سوال (۱۱۶۰) عورتے را زوج خود ترک کردہ بموضع دیگر بود و باش اختیار نمود، بعد چند ماہ آں عورت بسوئے زوج چند آدمی فرستادہ تاکہ ازاں زوج طلاق بگیرند۔ پس آں چند آدمی ازانجا آمدہ عورت مذکورہ را بہ شخص دیگر نکاح دارند، دیز، بہذا الشخص دبا ولادہ آنکہ پیدا شدند از بطن آں عورت تخمیناً تا سی سال مواکلہ و مشاربت و معاشرت می نمودند۔ اکنوں ازاں چند آدمی دو یک نفر محض دنیوی دشمنی کردہ گویند کہ وقتیکہ برائے طلاق عورت مذکورہ بسوئے زوج اول رفتہ بودیم دراں وقت آں زوج طلاق نداد فلہذا ما فریب نمودہ یک شخص دیگر را زوج قرار دادہ و دیگر دو شخص را گواہ قرار دادہ از قاضی حکم آوردہ بزوج ثانی نکاح دادیم و آں عورت می گوید کہ من آں معاملہ ندانم مگر باوجود ایں چوں زوج اول بقصبہ من آمدہ بود روبروئے دو سہ آدمی بار دیگر طلاق می گرفتم۔ آیا رجوع آں نفر معتبر شود یا نہ۔

[1] واذا تزوج الرجل امرأۃ فجاءت بولد لاقل من ستۃ اشھر منذ یوم تزوجھا لم یثبت نسبہ لان العلوق سابق علی النکاح فلا یکون منہ وان جاءت بہ لستۃ اشھر فصاعدا یثبت نسبہ منہ اعترف بہ الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدۃ تامۃ۔ (ھدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر

الجواب:- دریں صورت قول آں چند کس رجوع کنندہ معتبر نشود و نسب اولاد از شوہر ثانی ثابت شود لان النسب یحتاط فی اثباتہ کما فی رد المحتار فصل ثبوت النسب تنبیہ لا تسمع بینتہ ولا بینۃ ورثتہ علی تاریخ نکاحہا بما یطابق قولہ لانہا شہادۃ علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مہما امکن والامکان ہنا بسبق التزوج بما سر اعہی یسیر وجہرًا باکثر سمعۃ ویقع ذلک کثیرًا وہذا جوابی لحادثۃ فلیتنبہ لہ شرنبلالیہ[1] رد المحتار جلد ۲

سوال (۱۱۶۱) ایک شخص نے ناجائز طور پر ایک عورت سے فعل بد کیا اور حمل رہ گیا تو نکاح اس عورت سے کرلیا، اس صورت میں وہ بچہ حلال ہوا یا حرامی اور شخص مذکور کی جائداد سے بچہ کو حصہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

> جس سے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

الجواب:- اس شخص کا نکاح اس حاملہ عورت سے صحیح ہوگیا لیکن جو حمل نکاح سے پہلا ہے وہ ثابت النسب نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہوا وہ ولد الحرام ہے اور وارث نہیں ہے کما فی الحدیث المشہور الولد للفراش وللعاہر الحجر[2]۔ فقط

سوال (۱۱۶۲) ہندہ اپنے حمل کے بارے میں زید ہی کا قبل از نکاح نطفہ ناجائز ثابت کرتی ہے اور زید کو اس سے انکار ہے۔ اپنے اپنے دعوے میں دونوں کے بیانات حلفیہ ہیں، شرعاً کس کا بیان قابل تسلیم ہے۔

> زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا

الجواب:- زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا لقولہ علیہ السلام

---

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] مشکوۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

الولد للفراش وللعاہر الحجر[1] پس وہ حمل زید زانی سے ثابت النسب نہ ہوگا اور ہندہ سے نسب اس کا ثابت ہے کیونکہ ولد زنا کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے اور ماں ہی کی میراث کا وہ بچہ مستحق ہوتا ہے۔

سوال (۱۱۶۳) سکینہ کا خاوند بکر مرگیا، سکینہ اور اس کا دیور زید ایک ہی مکان میں رہتے تھے، سکینہ دوسروں کے ہاں آیا جایا کرتی تھی، سکینہ کے ایک لڑکی حرامی پیدا ہوئی سکینہ کہتی ہے کہ زید کا نطفہ اور قسم کھاتی ہے۔ زید قسم کھاکر کہتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا، اور سکینہ پرورش کا خرچہ زید سے طلب کرتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

> عورت جس مرد سے زنا کا دعوی کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

الجواب:- محض شبہ سے یا عورت کے کہنے سے زید کا زانی ہونا ثابت نہ ہوگا اور زنا سے جو بچہ پیدا ہو، اس کا نسب کسی سے ثابت نہیں ہے اور زید پر اس کا خرچ ونفقہ نہیں ہے، ماں سے اس کا نسب ثابت ہے اور ماں کے ذمہ ہی اس کا خرچ[2] ہے۔ فقط

سوال (۱۱۶۴) ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا تقیہ کرکے یعنی چھپا کر مذہب کو ایک اہل السنت والجماعت مسلمان کی لڑکی سے عقد کیا لیکن قادیانی شخص ہنوز مذہب قادیانی رکھتا ہے۔ آیا یہ نکاح ابتداءً صحیح ہوا یا نہیں اور مہر ونفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں اور بچہ کا خرچ اور پرورش کس کے ذمہ ہوگی۔

> قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

---

[1] مشکوۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر [2] ویرث ولد الزنا واللعان بجہۃ الام فقط لما قدمناہ فی العصبات انہ لا اب لہما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب فی الغرقی والحرقی وغیرہم ص ۵۱۰/۵) ظفیر

الجواب: نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا، اور مہر ونفقہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی۔ البتہ ماں سے اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ماں کے ذمہ پرورش اور نفقہ بچہ کا لازم ہوگا، اور وراثت ماں سے جاری ہوگی کما فی الدر المختار ویرث ولد الزنا واللعان بجہۃ الام فقط لما قدمناہ فی العصبات انہ لا اب لہما[1]۔ فقط

نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۵) جو لڑکی زید سے ہندہ کے نکاح میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی، اس لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں، زید ہندہ کو یہ تہمت لگاتا ہے کہ تو زانیہ ہے اور یہ لڑکی میرے نطفہ سے نہیں ہے۔

الجواب: نسب لڑکی کا زید سے ثابت ہے[2]۔

چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم

سوال (۱۱۶۶) ایک شخص کے چار زوجہ موجود ہیں ان سے اولاد بھی ہے۔ موجودگی چار ازدواج کے خامس عورت کے ساتھ نکاح کیا اس سے بھی اولاد پیدا ہوگئی اب شخص مذکور مرگیا، عورت پنجم اور اس کی اولاد میراث پاوے گی یا نہ اور عورت پنجم کی اولاد جائز ہے یا نہیں اور پنجم عورت کی ساتھ نکاح فاسد تھا یا باطل، ہر ایک کے احکام علیحدہ از قسم میراث وعدت ونسب وغیرہ بیان فرمادیں۔

الجواب: درمختار میں ہے ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد الخ وھو الذی فقد شرطا من شرائطہا الصحۃ کشہود بالوطء قولہ کشہود) ومثلہ تزوج الاختین معا ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الفرائض ص ۵۸۲ / ۵ ۱۲ ظفیر۔
[2] الولد للفراش وللعاہر الحجر (ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶) ظفیر

ونکاح المعتدۃ والخامسۃ فی عدۃ الرابعۃ الخ وان النسب یثبت فیہ والعدۃ ان دخل الخ شامی[1] ص ۳۵۰ / ۲۔

الحاصل اس بارے میں عبارت فقہاء مختلف ہیں، بعض عبارات سے ثبوت عدت وثبوت نسب ظاہر ہوتا ہے اور بعض سے اس کا عکس، لیکن باب نسب میں چونکہ احتیاط کی جاتی ہے اور مہما امکن نسب کو ثابت کیا جاتا ہے اس لئے اولاد کا نسب ثابت کیا جاوے گا اور میراث کا حکم کیا جاوے گا اور نکاح فاسد وباطل ہیں۔ عدت کے سوا، دیگر امور میں کچھ فرق نہیں ہے کما فی الشامی ص ۳۵۰ / ۲ والحاصل انہ لا فرق بینہما ای الفاسد والباطل فی غیر العدۃ اما فیہا فالفرق ثابت[2]

مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو اس کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۷) جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے اور پھر نکاح کرے تو اولاد حلال ہوگی یا نہیں۔

الجواب: مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے اور معصیۃ ہے اور بعد نکاح جو اولاد ہوگی نسب اس کا ثابت ہوگا احتیاطاً[3]۔ فقط

حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو اس کا نسب اسی سے ہوگا

سوال (۱۱۶۸) ایک ہندو عورت نے بحالت بلوغ برضامندی خود مذہب ہندوؤں کو ترک کرکے دین اسلام قبول کیا اور بعد دو چار یوم کے الٰہی بخش سے نکاح کیا، بعد نکاح بیان

[1] رد المحتار باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد ص ۴۸۰ / ۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ص ۴۸۲ / ۲ ۱۲ ظفیر
[3] وعدۃ المنکوحۃ نکاحا فاسدا الخ لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ / ۲) قال الحلوانی ہذہ المسئلۃ تدل علی ان الفراش ینعقد بنفس العقد فی النکاح الفاسد الخ فہذا اصرح فی ثبوت النسب فیہ (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۶ / ۲) ظفیر

کیا کہ مجھے پہلے ہندو خاوند کا دو ماہ کا حمل ہے، چنانچہ سات ماہ گذرنے پر لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی ہے اور یہ نکاح نومسلمہ کا الٰہی بخش سے جائز ہوا یا نہیں۔

الجواب:- حسب تصریح فقہاء حنفیہ اسلام لانے سے دو چار روز بعد اس عورت نومسلمہ کا نکاح جو الٰہی بخش کے ساتھ ہوا باطل و ناجائز ہوا، اور نسب اس کی دختر کا شوہر اول سے[1] ہے۔ فقط

> بچہ زنا سے ہو اگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں، تو بچہ شوہر کا ہوگا

سوال (۱۱۶۹) زید کا فرزند پردیس سے چھ ماہ یا برس روز کے بعد واپس آیا، اس کو معلوم ہوا کہ میری بیوی کے ساتھ میرے والد نے یہ حرکت کی کہ اس سے بدفعلی کی اور اس کے دو گواہ ایک زید کا فرزند خورد اور ایک زید کی بیوی، لیکن نہ معلوم اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو نہ چھوڑا، اور اس کے خاوند کے نطفہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اور زید کا نطفہ نہ ٹھہرا تھا اور عورت اپنے فعل کا اقرار نہیں کرتی اور زید بھی اقرار نہیں کرتا تو اس حالت میں وہ لڑکا حلالی کہلائیگا یا حرامی۔ زید کے فعل سے طلاق ہوگئی یا نہیں اور مہر واجب ہے یا نہیں، اور ایسے شخص کے ساتھ بیٹے کو سلوک کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب:- وہ بچہ شوہر کے نطفہ سے ہی قرار دیا جاوے اور نسب اس کا اس سے ثابت ہوگا اور حرامی نہ سمجھا جاوے گا اور وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور مہر بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ جب وہ عورت اور زید اقرار زنا کا نہیں کرتے اور گواہی کافی موجود نہیں تو زنا ثابت نہیں ہے، اور جب کہ زنا

[1] ومن هاجرت الينا مسلمة حاملا بانت بلا عدة فيحل تزوجها اما الحامل فحتى تضع على الاظهر لا للعدة بل لشغل الرحم بحق الغير (در مختار) فان هذه حملها ثابت النسب (رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۸ ج ۲) ظفير

ثابت نہیں ہے تو بیٹے کو باپ کی طرف بدگمانی نہ کرنی چاہئے اور بدسلوکی نہ کرنی چاہئے۔

> نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے

سوال (۱۱۷۰) ایک عورت بیوہ بالغہ نے ایک شخص سے نکاح کرلیا۔ سات ماہ چار یوم میں اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ اور قبل عقد یہ شہرت تھی کہ اس کو حمل ہے۔ اب نکاح کرانے والے اور عورت کے کنبہ والوں کے ساتھ متارکت کرنا کیسا ہے۔

الجواب:- شریعت میں مدت حمل کی کم سے کم چھ ماہ ہیں، پس نکاح سے چھ ماہ پورے ہونے کے بعد جو بچہ عورت کے پیدا ہو وہ اسی شوہر کا ہے اور نسب اس بچہ کا اس سے ثابت ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[1] پس بموجب اس حدیث شریف کے وہ لڑکی اسی شوہر سے ہے جس کے نکاح کو سات ماہ چار یوم ہوئے۔ اس میں کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے اور عورت کو تہمت زنا کی نہ لگانی چاہئے۔ اور زوجین اور ان کے قرابت داروں سے متارکت نہ چاہئے کہ یہ گناہ ہے۔

> غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اور اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی

سوال (۱۱۷۱) زید اپنی زوجہ کی خبرگیری نہیں کرتا تھا۔ ناچار زوجہ کے باپ نے زید سے کہا کہ تم اپنی زوجہ کو بلالو یا طلاق دیدو تاکہ اس کا عقد ثانی ہی کردیں وہ مہر معاف کرتی ہے، زید نے کہا کہ چاہے وہ کسب کرے چاہے نکاح ثانی کرے ہماری بلا سے۔ زوجہ زید محمود سے نکاح ثانی کرنے پر آمادہ ہوگئی اور محمود بھی تیار ہوگیا، لیکن باوجود کوشش کے کسی نے ان کا نکاح نہیں پڑھا مجبوراً دونوں ایک دوسرے کو میاں بیوی کہنے لگے اور رہنے سہنے لگے، زید بھی خاموش ہوگیا، اولاد بھی ہوئی، عرصہ بیس سال سے زیادہ گذر گیا اور یہ دونوں

[1] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۳۶ ۱۲ ظفیر

مع اپنے بچوں کے مثل میاں بیوی کے رہتے ہیں، غالباً زید فوت بھی ہوگیا، کیا یہ اولاد حلالی ہے اور اپنے باپ زید کے ترکہ کی وارث ہوگی یا نہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے بھی نزدیک جائز ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب:- زید نے کوئی بات صاف نہ کہی جس سے وقوع طلاق کا حکم کیا جاوے اور جب کہ زید نے طلاق نہیں دی تو دوسرا عقد اس کی زوجہ کا شرعاً درست نہیں ہوا[1]۔ اور صورت مسئولہ میں نکاح بھی نہیں کیا گیا ویسے ہی وہ عورت محمود کے ساتھ رہنے لگی اور میاں بیوی کہنے لگے تو اس صورت میں جو اولاد ہوئی وہ ولد حرام ہے اور نسب اولاد کا محمود سے ثابت نہیں ہے۔ اور کسی امام کے نزدیک بھی نکاح اس صورت میں نہیں ہوا، اور نسب باپ سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا ان[2] میں میراث بھی جاری نہ ہوگی۔ فقط

چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہوا وہ ثابت النسب نہیں

سوال (۱۱۷۲) زید کی ہمشیرہ سے عمر نے ۲۱ر شعبان ۱۳۳۷ھ کو عقد کیا اور زید کی ہمشیرہ کے ۶ر صفر ۱۳۳۸ھ کو لڑکی تولد ہوئی، نکاح عمر کا ساقط ہوا یا جائز رہا۔

الجواب:- نکاح صحیح ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا، لیکن وہ دختر جو بوقت نکاح عمر سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوئی ہے نسب اس کا عمر سے شرعاً ثابت نہیں[3] ہے۔ فقط

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر۔۔۔ فلم یقل احد بجوازہ اصلاً (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر

[2] ویرث ولد الزنا واللعان بجہۃ الام فقط لما قدمناہ فی العصبات انہ لااب لہما (سراجی) ظفیر

[3] اکثر مدۃ الحمل سنتان۔۔۔ واقلہا ستۃ اشہر اجماعاً (در مختار باب العدۃ ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر۔

ولد الزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے

سوال (۱۱۷۳) زید ہندہ کنواری کے ساتھ زنا کرتا رہا، جب ہندہ نے خود کو پنج شش ماہہ حاملہ محسوس کیا تو زید کو کہا کہ اس حالت میں مجھے میرا باپ بھائی مار ڈالیں گے، لہٰذا تو مجھے بھگا کرلے چل یا میں خودکشی کرتی ہوں، پس اس بنا پر زید ہندہ کو بھگا کرلے گیا، ہندہ کے بکر پیدا ہوا جب ہندہ مرگئی تب زید وطن مالوفہ میں آیا، زید کا نکاح ہندہ کے مرتے وقت تک نہ معلوم ہے کہ آیا ان کا نکاح بعد ازاں بھی ہوا یا نہ۔ اس وقت عدم ثبوت نکاح کے دو وجہ ہیں ایک تو اس زمانہ کے لوگ مرگئے ہیں، جس کو عرصہ ستر برس سے زیادہ گذر چکا ہے دوسرے یہ کہ ہندہ کا نکاح نہ اس وقت مشتہر تھا نہ اب۔ اور زید نے اپنی حیات میں بکر کو اپنی املاک سے محروم کردیا تھا، زید نے واپس آکر دوسری شادی بموجب شرع شریف کرلی، جس سے تین لڑکے پیدا ہوئے، ایک تو مرگیا باقی دو لڑکے عمر اور خالد حیات ہیں جو ورثہ پدری کے متصرف اور قابض ہیں۔

بکر جس کو ولد الزنا کہا جاتا ہے کسی اور جگہ اپنی شادی کرلی جس سے دو بیٹے شاکر وحارث پیدا ہوئے اور خود مرگیا، زید کے مرنے کے بعد اس وقت شاکر ۴۵ برس کا اور حارث ۳۸ برس کا۔ اب شاکر وحارث عمر اور خالد سے ورثہ جد کا طلب کرتے ہیں آیا شرعاً دونوں مدعی وارث ہوسکتے ہیں یا نہیں، اور صورت مسئولہ میں نکاح زید کا ہندہ سے ثابت ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں شاکر اور حارث کو جو کہ بکر کے بیٹے ہیں اور مدعیان وراثت ہیں ان کو حصہ ترکہ زید سے ملے گا یعنی جس قدر حصہ بکر کو پہنچا اس کے وارث اس کے دونوں پسر شاکر وحارث ہوں گے اور جب کہ شاکر وحارث مدعی اس امر کے ہیں کہ ہمارا باپ بکر زید کا بیٹا تھا اور صحیح النسب تھا اس کا حصہ ہم کو ملنا چاہئے۔ تو شریعت میں ان کا قول معتبر ہوگا اور دعوی صحیح ہوگا کیونکہ

فقہاء نے لکھا ہے کہ نسب کے بارے میں بہت احتیاط کی جاتی ہے، پس جب کہ علم اس کا نہیں ہے کہ زید کا ہندہ سے نکاح ہوا یا نہیں تو زید کا نکاح ہندہ سے شرعاً تسلیم کیا جاوے گا اور یہ سمجھا جاوے گا کہ زید کا نکاح ہندہ سے خفیہ ہو گیا ہوگا یعنی دو گواہوں کے سامنے جس کی خبر عام طور سے مشتہر نہ ہوئی۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر زید کا ایک لڑکا یعنی عمر اور خالد کا بھائی زید کی حیات میں فوت ہو چکا تھا تو اس صورت میں زید کے مرنے کے بعد اس کی وارث تین پسر ہوئے بکر و عمر و خالد۔ ان تینوں کو بحصہ مساوی ترکہ زید کا ملے گا اور حصہ بکر کا اس کی پسران شاکر و حارث کو ملے گا۔ شامی جلد ثانی باب ثبوت النسب میں ہے لا تسمع بینتہ ولا بینۃ ورثتہ علی تاریخ نکاحھا بما یطابق قول لانھا شہادۃ علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مھما امکن[1] الخ الحاصل نفی نکاح پر شہادت معتبر نہیں ہوتی، اور زید کا محروم کردینا بکر کو املاک سے شرعاً معتبر نہیں ہے، بعد مرنے زید کے بکر وارث اس کا ہوگا۔

| نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو گا ثابت النسب ہوگا |

سوال (۱۱۷۴) اگر نکاح سے چھ مہینہ بعد لڑکا پیدا ہوا تو وہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- وہ ولد ثابت النسب ہے، ناکح سے نسب اس کا ثابت[2] ہے۔ فقط

| معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے |

سوال (۱۱۷۵) زید کی زبانی و تحریری اقرار سے اور سرکاری کاغذات سے عمر کا زید کا بیٹا ہونا

[1] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ و ص ۸۶۲/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] فولدت لنصف حول منذ نکحھا لزمہ نسبہ لتصور الوطء حالۃ العقد ولو ولدتہ لاقل منہ لم یثبت (الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۲/۲) ظفیر

ثابت ہوتا ہے، کیا دو تین ٹرسٹیوں کے یہ کہنے سے کہ رجسٹر پیدائش میں ماں کے نام سے داخلہ ہے اسلئے بیٹا ہو سکتا ہے یا نہیں، کیا باپ کے اقرار سے ٹرسٹیوں کے کہنے کی زیادہ وقعت ہو سکتی ہے یا نہیں، تمام اہل شہر وغیرہ عمر کو زید کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں، اور ٹرسٹی بھی عمر کو وقف میں سے تنخواہ دیتے ہیں اگرچہ زید عمر کو دستاویز وقف میں محروم کر گیا ہو۔ اس صورت میں عمر زید کا بیٹا اور نسب عمر کا زید سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:- شامی میں ہے والنسب یحتال فی اثباتہ مھما امکن[1] یعنی نسب کے ثابت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط کی جاتی ہے اور نسب ثابت کیا جاتا ہے، پس معروف النسب کا نسب ٹرسٹیوں کے کہنے سے منتفی نہیں ہو سکتا اور جب کہ زید کا زبانی و تحریری اقرار عمر کے بیٹا ہونے کا ہے اور عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں تو اب وہ نسب کسی کے نفی کرنے سے اور انکار کرنے سے منتفی نہ ہوگا اور زید نے اگر اس کا کچھ حصہ دستاویز وقف میں نہ رکھا تو اس سے عمر کا نسب زید سے منتفی نہیں ہوا۔

| نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہوا وہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائیگا |

سوال (۱۱۷۶) ہندہ زید کی منکوحہ غیر مدخولہ ہے۔ زید بعد عقد رنگروٹ ہو کر چلا گیا جب واپس آیا تو اس کو حاملہ پا کر طلاق دیدی شرعاً یہ حمل ثابت النسب ہے یا زنا کا۔ ہندہ کا نکاح قبل وضع حمل زانی یا غیر زانی سے درست ہے یا نہیں۔ ایسی عورت کیواسطے عدت طلاق ہے یا نہیں۔

الجواب:- شرعاً حمل مذکور ثابت النسب ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ ۱۲ ظفیر۔

والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[۱] وهكذا في كتب الفقه اور چونکہ وہ حمل ثابت النسب ہے اور مطلقہ مذکورہ عدت میں ہے اور عدت اس کی وضع حمل پر پوری ہوتی ہے، لہذا نکاح اس کا قبل وضع حمل زانی وغیر زانی سے درست نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ[۲]۔ فقط

نکاح باطل سے جو اولاد ہو اس کو ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۱۱۷۷) زید و ہندہ دونوں رشتہ میں پھوپی زاد بھائی بہن ہیں، اور دونوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ کی دختر زبیدہ سے ہوگیا اور پانچ بچے ہونے کے بعد یاد آیا کہ زید و ہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اس نکاح کا کیا حکم ہے اور یہ بچہ حلالی ہیں یا حرامی اور نکاح لڑکیوں کا ثابت النسب لڑکوں سے جائز ہے یا نہ

الجواب :- جب کہ زید و ہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا بحالت شیر خوارگی تو زید و ہندہ رضاعی بھائی بہن ہوگئی اور ہندہ کی دختر زید کی بھانجی رضاعی ہوئی۔ لہٰذا نکاح زید کا ہندہ کی دختر سے ناجائز اور باطل ہے۔ اور ثبوت النسب میں اختلاف روایات ہے، احوط یہ ہے کہ نسب اولاد کا ثابت کہا جاوے اور اولاد کو ولد الحرام نہ کہا جاوے، اور نکاح ان لڑکیوں کا صحیح النسب لڑکوں سے درست[۳] ہے۔

[۱] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۳۶ ۱۲ ظفیر [۲] سورۃ البقرہ ع ۳۰ رکوع ۶ ۔ ۱۲ ظفیر [۳] والنسب يحتال لاثباته مهما امكن (رد المحتار فصل في ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲) ان الدخول في النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب الخ (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵/۲) ظفیر۔

زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب

سوال (۱۱۷۸) اگر زید نے مطلقہ سے عدت میں نکاح کیا اور فوراً ہی حمل قرار پاگیا تو یہ نکاح جائز اور اولاد حلال ہوگی یا نہیں۔

الجواب :- وہ نکاح ناجائز اور باطل ہے اور نسب اولاد کا ثابت ہے[۱]

شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو وہ ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۱۱۷۹) عمر کے فوت ہونے سے بائیس ماہ کے بعد عمر کی زوجہ ہندہ بیوہ کے لڑکا پیدا ہوا، شرعاً یہ لڑکا عمر کا متصور ہوگا یا کیا حکم ہے۔

الجواب :- عورت متوفی عنہا زوجہا کے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ شوہر متوفی سے ثابت النسب ہے ولد الحرام کہنا اس کو درست نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ بائیس ماہ میں بچہ پیدا ہوا جو کہ دو برس سے کم مدت ہے تو بالیقین نسب اس بچہ کا شوہر متوفی سے ثابت ہے قال في الدر المختار ويثبت نسب ولد معتدة الموت لاقل منهما من وقته اي الموت[۲] الخ ترجمہ اور ثابت ہوتا ہے نسب ولد معتدہ موت کا وقت موت سے دو برس سے کم میں

شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہو یا شوہر اول کی وفات کے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب ہوگا

سوال (۱۱۸۰) ایک شخص نے عورت حاملہ سے نکاح کیا چار پانچ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا اس کے بعد شوہر نے اس عورت کو طلاق دیدی۔ اور بوقت ولادت پہلے شوہر کے انتقال کو دو سال یا کچھ کم مدت ہوتی ہے، لہذا

[۱] ومثل له في البحر هناك بالتزوج بلا شهود وتزوج الاختين معا والاخت في عدة الاخت ونكاح المعتدة الخ اي ان الدخول في النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵/۲) ظفیر

[۲] الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۰/۲ ۱۲ ظفیر

وہ بچہ پہلے شوہر کا ہوگا یا ثانی کا۔ اور نفقہ اس کا کس کے ذمہ ہوگا، اور وارث کس کا ہوگا۔

الجواب:- حاملہ متوفی عنہا زوجہا سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو بچہ نکاح ثانی سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو وہ شوہر ثانی کا نہیں ہے، اور شوہر اول سے ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وفات شوہر اول سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا ہو۔ اگر پورے دو برس میں یا اس کے بعد پیدا ہوا تو وہ بچہ شوہر اول کا نہیں ہے، اس کی طرف نسبت نہ ہوگا اور نہ شوہر ثانی کا ہے بلکہ ولد الزنا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے ذمہ بھی اس کا نفقہ نہیں ہے۔ اور اگر شوہر اول کی وفات سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا تو شوہر اول سے نسب اس کا ثابت ہے اور اس کا وارث ہوگا[1]۔ فقط

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۸۱) زید اپنی بیوی کو اپنے بھائی خالد کے حوالہ کر کے جنگ پر چلا گیا۔ دس ماہ بعد بچہ پیدا ہوا مخالف کہتے ہیں کہ یہ بچہ خالد کا ہے اور خالد و زینب دونوں زانی و زانیہ ہیں۔ اسی وجہ سے خالد کو برادری سے خارج کرنا کیسا ہے اور بچہ زید کا ہے یا خالد کا۔

الجواب:- شرعاً وہ بچہ زید کا ہے اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[2] پس خالد اور زینب کو زانی و مزنیہ کہنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اس اتہام ناجائز کی بناء پر خالد کو برادری سے خارج کرنا جائز

[1] ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما من وقتہ ای الموت اذا کانت کبیرۃ (درمختار) لاقل منہما ای من سنتین (رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۹۹۹/۲) ظفیر [2] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۳۶ ۱۲ ظفیر۔

نہیں ہے اور اہل وطن کا اس مولود ثابت النسب کو ولد الحرام کہنا صریح حدیث الولد للفراش کا خلاف ہے لہٰذا وہ عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں۔

شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۸۲) ایک عورت بعد شادی کے دو سال تک اپنے خاوند کے پاس رہی، پھر دو سال تک خاوند سے جھگڑا ہونے پر والدین کے گھر رہی پھر جب خاوند کے گھر آئی تو ساڑھے سات ماہ میں بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ خاوند کا ہے یا غیر کا۔

الجواب:- شرعاً وہ بچہ خاوند کا ہی سمجھا جاوے گا اور نسب اس کا اسی سے ثابت ہے لقولہ علیہ السلام الولد للفراش الحدیث[1] فقط

بچہ کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۳) زید کا باپ شیخ یا سید ہے تو زید اور اس کی اولاد شیخ یا سید شمار ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نسب باپ کی طرف سے ہوتا ہے جس کا باپ شیخ یا سید ہے وہ بھی شیخ یا سید ہے اور اس کی اولاد آگے کو بھی[2]۔

طلاق کے بعد دو برس سے کم میں بچہ ہو تو وہ حلالی ہوگا ورنہ حرامی

سوال (۱۱۸۴) بعد طلاق بائن دوران عدت میں بلا عقد ثانی زید و ہندہ میں تعلق زن و شو کا قائم ہو گیا تو اولاد حلالی ہے یا حرامی۔

الجواب:- طلاق کے وقت سے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر مطلق سے ثابت ہے اور وہ بچہ ولد الحلال ہے اور اگر دو برس یا زیادہ میں پیدا ہوا تو دعویٰ سے نسب ثابت ہوتا ہے ورنہ نہیں، یعنی اگر مطلق

[1] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۳۶ ۱۲ ظفیر

[2] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (کنایۃ عن الزوج) (بخاری مع حاشیہ ص ۹۹۹/۲) ظفیر

کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہ ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت لاقل منہما من وقت الطلاق ۲ ولو لتمامہما لا یثبت النسب الا بدعوۃ لانہ التزمہ (درمختار) ولہ وجہ بان وطأہا بشبہۃ فی العدۃ - ہدایہ وغیرہا (شامی[1])

سوال (۱۱۸۵) | چچا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ

مسماۃ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا، اس کا چچا اور والدہ وغیرہ موجود تھے، عائشہ صغیرہ کے چچا نے اس کا نکاح جزیرہ مورس میں کردیا تھا، مگر عائشہ کی والدہ وغیرہ اس نکاح سے ناخوش تھی نہ ان کے مشورہ سے یہ نکاح ہوا تھا۔ عائشہ کی ماں نے دو عالموں سے یہ واقعہ بیان کر کے مسئلہ دریافت کیا اور نکاح فسخ کرانا چاہا، مولوی صاحبان نے فرمایا کہ نکاح تو ہوچکا، لیکن اگر تم نکاح فسخ کرانا چاہتی ہو تو جب لڑکی بالغ ہو تب کسی عالم سے فسخ کرالینا، کیونکہ اس وقت قاضی شرعی کوئی نہیں ہے، پس جب لڑکی بالغ ہوئی تو اس لڑکی کی استدعا پر علمائے مذکورین نے نکاح فسخ کیا اور عائشہ کے چچا کو مورس خبر پہنچائی انھوں نے سکوت کیا۔ اس زمانہ میں حافظ محمد سلیمان صاحب افریقہ میں تھے ان کو اس واقعہ کی مطلقاً خبر نہ تھی۔ چار پانچ سال کے بعد جب حافظ صاحب واپس آئے تو علماء مذکورین اور باشندگان راندیر کی یہ رائے ہوئی کہ عائشہ کا نکاح حافظ صاحب سے ہوجائے، کیونکہ اقرباء میں سے ہیں ہر دو مولوی صاحبان مذکور و دیگر علماء کا اس پر اتفاق تھا کہ نکاح اول فسخ ہوچکا ہے لہذا وہ سب اس سعی میں تھے کہ نکاح عائشہ کا حافظ صاحب موصوف سے ہوجاوے۔ اور مسماۃ عائشہ بالغہ بھی اس وجہ سے کہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ میرا پہلا نکاح فسخ ہوچکا ہے،

[1] دیکھئے رد المحتار علی ہامش الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۵/۲ ۱۲ ظفیر۔

حافظ صاحب سے نکاح کرنے پر راضی تھی، الحاصل حافظ صاحب کا نکاح مسماۃ عائشہ سے ہوگیا، اور اس نکاح میں راندیر، سورت اور اطراف کے معزز علماء شریک تھے، حافظ صاحب کے ایک دختر مسماۃ عائشہ سے پیدا ہوئی جو موجود ہے اور مسماۃ عائشہ کا انتقال ہوچکا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ اس صورت میں نکاح اول مسماۃ عائشہ کا فسخ ہوگیا یا نہیں، اور نکاح ثانی صحیح ہوا یا نہیں، اور اس لڑکی کا نسب حافظ صاحب سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:- روایات فقہیہ سے یہ ظاہر ہے کہ چچا کے کئے ہوئے نکاح کو نابالغہ بعد بلوغ کے فسخ کراسکتی ہے، لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے، بدون قضاء قاضی وہ نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الشامی فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیہ لقولہ فیتوارثان فیہ ای فی ہذا النکاح قبل ثبوت فسخہ[1] اور کوئی عالم اس بارے میں قائم مقام قاضی ہوکر نکاح کو فسخ نہیں کرسکتا۔ البتہ اگر فریقین کسی کو حکم مقرر کردیں تو حکم قائم مقام قاضی ہوسکتا ہے اور حسب قاعدہ نکاح فسخ کرسکتا ہے بہرحال صورت مسئلہ میں نکاح سابق فسخ نہیں ہوا۔ لیکن ایسی غلطی میں اگر لاعلمی سے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا جاوے اور شوہر ثانی سے اولاد ہو تو مفتی بہا روایت کے موافق نسب اولاد کا شوہر ثانی سے ثابت ہوتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اس لڑکی نسب حافظ محمد سلیمان صاحب شوہر ثانی سے شرعاً ثابت ہے ولد الزنا کہنا اس کو ناجائز اور حرام ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امرأتہ فتزوجت بآخر، وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذہب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ

[1] رد المحتار باب الولی ص ۴۳۱/۲۶۰ ۱۲ ظفیر

والجوهرة والكافي وغيره اه وفي الشامي قوله غاب عن امرأته شامل لما اذا بلغها موته او طلاقه فاعتدت وتزوجت ثم بان خلافه ولما اذا ادعت ذلك ثم بان خلافه شامی جلد ثانی ص۶۳۱ فصل فی ثبوت النسب۔ وایضاً فی الدر المختار فی بیان حکم النکاح الفاسد لکن الصواب ثبوت العدة والنسب وفی الشامی فهذا صریح فی ثبوت النسب فیه[۱] اه وفی الدر المختار والموطوءة بشبهة ومنه تزوج امرأة الغیر عالما بحالها[۲] اه

ان عبارات سے واضح ہے کہ صورت مذکورہ فی الحال میں نسب لڑکی کا شوہر ثانی حافظ محمد سلیمان سے ثابت ہے۔

دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہو وہ باپ کا ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۶) زید اپنی بیوی کو اس کے والدین کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا۔ پندرہ ماہ بعد واپس آیا تو اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب زید کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں، اس کی بیوی کہتی ہے کہ لڑکا تیرا ہے اب وہ لڑکا زید کا سمجھا جائے یا ولد الزنا۔

الجواب:- وہ لڑکا زید کا ہے ولد الزنا نہیں ہے۔ زید سے ہی اس کا نسب ثابت ہے شرعاً دو برس تک بچہ شکم میں رہ سکتا ہے کذا فی کتب الفقہ[۳]

[۱] دیکھئے رد المحتار علی هامش الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ص۸۶۶ ج۲ ظفیر [۲] دیکھئے رد المحتار علی هامش الدر المختار باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص۸۳۶ ج۲ ظفیر [۳] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص۸۳۶ ج۲ ظفیر [۴] اکثر مدة الحمل سنتان الخ فیثبت نسب ولد معتدة الرجعی الخ وان ولدت لاکثر من سنتین الخ کما یثبت بلا دعوة احتیاطا فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۵ ج۲) ظفیر

جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۱۸۷) ایک لڑکی کے والدین نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا، نکاح سے چار مہینہ کے اندر اس دختر کے لڑکا سالم ومکمل مع کل عضو کے مثل بچہ نو ماہ کے پیدا ہوا، اور زندہ ہے ایسے بچہ کا نسب ثابت ہو گا یا نہیں اور دین مہر جب کہ وہ ایام حمل حرام میں ہوا اس لڑکے یعنی شوہر کے ذمہ واجب ہو گا یا نہیں، اور ایام حمل میں جو نکاح ہوا یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نکاح اس کا ہو گیا اور اگر شوہر نے وطی اس سے کی ہے تو مہر تام بذمہ شوہر لازم ہو گیا قال فی الدر المختار وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ الخ وان حرم وطؤها حتی تضع الی ان قال) لو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقاً[۱] الخ لیکن اگر بچہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے وقت نکاح سے تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہیں ہے هکذا فی کتب الفقہ قال فی الدر المختار اکثر مدة الحمل سنتان و اقلها ستة اشهر اجماعاً[۲] در مختار وفی باب المهر منه ویتاکد عند وطی او خلوة صحت من الزوج[۳] الخ۔ فقط۔

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو اس کا نسب ثابت نہ ہو گا

سوال (۱۱۸۸) ایک عورت کو اس کے خاوند کے انتقال کے وقت چار مہینہ کا حمل تھا، شوہر کے انتقال کے چار سال تین ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔ کیا وہ لڑکا

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص۳۹۴ ج۲ ظفیر [۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۸۵۵ ج۲ والاباں دلالته لاقل من ستة اشهر لا یثبت النسب وهذا قول محمد وبه یفتی (باب المهر ص۳۳۹) ظفیر [۳] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص۴۴۳ ج۲ ظفیر

ثابت النسب اور اپنے باپ کا وارث ہوگا یا نہ۔

الجواب: اکثر مدت حمل عند الحنفیہ دو برس ہے، پس شوہر کے مرنے کے بعد اگر دو برس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہ ہوگا اور اس کا وارث نہ ہوگا کما فی الدر المختار وان ولدت لاکثر منهما من وقته (ای الموت شامی) لا یثبت بلا دعوۃ - ولو لهما فکالاکثر بحر[1]۔ فقط

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۱۸۹) بہشتی زیور حصہ چہارم میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر جاوے اور دو سال بعد اس کے بچہ پیدا ہو تو وہ خاوند مرحوم کا مانا جائے گا، دوسرے یہ کہ چار ماہ دس دن عدت کے چلے آتے ہیں اور نکاح ہو گیا۔ ایک سال نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو بچہ پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا دوسرے کا۔

الجواب: درمختار میں ہے ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منهما من وقته ای الموت الخ ولو اقرت بمضیها بعد اربعة اشهر وعشر فولدته لستة اشهر لم یثبت[2] الخ اس مجموعہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا شوہر مر جاوے تو اگر دو برس سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہوا اور اس عورت نے چار مہینہ دس دن کے بعد عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو اس کے بچہ کا نسب شوہر متوفی سے ثابت ہے اور اگر اس عورت نے دس دن چار ماہ کے بعد عدت گذرنے کا اقرار کیا اور دوسرا نکاح کر لیا اور پھر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر ثانی سے ثابت ہوگا۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر

سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۹۰) مسماۃ ہندہ بیوہ نے بیوہ ہونے کے چار سال بعد بکر سے نکاح کیا اور نکاح کے سات ماہ بعد مسماۃ ہندہ کے لڑکا تولد ہوا، اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور وہ بچہ کس کا ہے۔

الجواب: نکاح ہندہ کا بکر سے صحیح ہو گیا اور وہ بچہ بھی شرعاً بکر کا ہے نسب اس بچہ کا بکر سے ثابت[1] ہے۔

جب عورت شادی کا دعویٰ کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۹۱) (۱) مدعا علیہ کو جو مدعی کا دادا ہے، مدعی کے ثبوت نسب سے اس کو انکار ہے، یعنی یہ کہتا ہے کہ میرے بیٹے نے نکاح اس کی ماں سے نہیں کیا بلکہ کہیں باہر سے اس کو لے آیا تھا اور لانے کے چھ مہینہ بعد اس سے یہ اولاد ہوئی تھی۔ مجھے علم نہیں کہ خفیہ اگر اس نے نکاح کر لیا ہو۔ گواہ کوئی نہیں ہے کیونکہ بہت دنوں کا واقعہ ہے ہاں مدعی کی ماں کو اقرار ہے کہ بیٹا میرا ہے اور اس کے باپ سے میرا نکاح ہوا تھا، اس صورت میں نسب اس کا اپنے باپ سے ثابت ہوگا یا نہ۔

مہر کا حکم

سوال (۱۱۹۱/۲) مذکورہ بالا صورت میں مہر کے متعلق عورت کا قول مانا جائے گا یا نہیں۔

غیر شرعی گواہوں کی گواہی

سوال (۱۱۹۱/۳) نکاح یا طلاق کے اگر شرعی گواہ نہ ہوں تو غیر شرعی گواہوں کی شہادت مانی جائے گی یا نہیں۔

الجواب: (۱) نکاح صحیح مانا جائے گا اور نسب ثابت ہوگا، دادا

[1] واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ یوم تزوجها لم یثبت نسبه وان جاءت به لستة اشهر فصاعداً یثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدایه باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر۔

کاقول اور دعویٰ معتبر نہ ہوگا[1]۔

۲ :- مہر کے بارے میں اگر مدعی گواہ معتبر پیش کرے تو وہ مقدار معتبر ہوگی، ورنہ جس کے قول کی شہادت مہر مثل سے ثابت ہو وہ معتبر ہوگا۔

۳ :- غیر عادل گواہوں کی گواہی سے نکاح وطلاق ثابت نہ ہوں گی مگر جو صورت سوال ملا کی ہے اس میں دعویٰ عورت کا متعلق نکاح وثبوت نسب کے بلا شہادت معتبر ہے اور دادا کا قول گواہی کے ساتھ بھی در بارہ نفی نسب ونفی نکاح مسموع نہیں قال فی رد المحتار لا تسمع بینتہ ولا بینۃ دریتہ علی تاریخ نکاحھا بما یطابق قولہ لانھا شہادۃ علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مھما امکن والامکان ھھنا یسبق التزوج بما سمر ۱ بمعنی یسیر الخ صفحہ ۶۲۷[2] جلد ثانی شامی باب ثبوت النسب۔

دو گواہ کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے تو اولاد صحیح النسب ہوگی

سوال (۱۱۹۲) مسماۃ زبیدہ سے جس پر یکایک عالم عزبت آگیا تھا، بکر نے کہا کہ مجھ سے شادی کرلے مگر خفیہ اس پیام کی اطلاع صرف زبیدہ کی ایک بہن کو ہوئی، مسماۃ زبیدہ تیار ہوگئی، یہ دونوں بہنیں ایک دوسرے مکان میں کسی بہانہ سے لے جائی

[1] ولو ولدت فاختلفا فی المدۃ فقالت المرأۃ نکحتنی منذ نصف حول وادعی الاقل فالقول لھا بلا یمین وقالا تحلف وبہ یفتی کما سیجئ فی الدعوی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ ج) قال لغلام ھو ابنی ومات المقر فقالت امہ المعروفۃ بحریتہ الاصل والاسلام انا امی أتہ وھو ابنہ یرثانہ استحسانا (ایضا ص ۸۶۵/۲ ج) ظفیر

[2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ ج و ص ۸۶۴/۲ ج ۱۲ ظفیر۔

گئیں اور وہاں ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ قاضی اور وکیل موجود ہیں، ایجاب وقبول معرفت وکلاء ہوا۔ یہ دونوں بہنیں نہ قاضی کو جانتی ہیں نہ وکلاء کو۔ بکر مسماۃ زبیدہ سے مسماۃ ہی کے مکان پر خفیہ طریقہ سے کبھی کبھی ملتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبیدہ حاملہ ہوگئی اور لڑکا تولد ہوا، اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور کیا یہ لڑکا حلال کا سمجھا جائے گا اور شرعاً زبیدہ کا اور لڑکے کا کچھ حق ہے یا نہ اگر بکر انکار کردے تو کیا حکم ہے۔

الجواب :- اگر عورت مذکورہ نے نکاح پڑھنے والے کو اجازت نکاح پڑھنے کی بذریعہ وکیل وغیرہ کے دیدی، اور ایجاب وقبول کے سننے والے دو مرد مسلمان موجود تھے تو نکاح منعقد ہوگیا[1]، اور لڑکا بکر کا ہے اور نسب اس کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا وارث بکر کا ہوگا، بکر کا انکار شرعاً معتبر نہ ہوگا، جب کہ دو گواہ نکاح کے موجود ہیں[2]۔

محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۱۹۳) ہندہ کو ایک جاہل پیر نے فتویٰ دیا۔ ہندہ جاہل لاعلم تھا۔ زوجہ مدخولہ کو طلاق دے کر اس کی دختر سے جو دوسرے شوہر سے تھی نکاح کیا صحبت کی اس کو حمل ہوگیا۔ جب قاضی علاقہ کو خبر ملی تو درمیان دختر وفدوی تفریق کرائی اور ہندہ نے توبہ کی۔ اب قاضی ترجیح عدم ثبوت نسب کو دیتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے۔

[1] وینعقد بایجاب من احدھما وقبول من الآخر کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منک ویقول الآخر تزوجت الخ وشرط حضور شاھدین حرین مکلفین سامعین الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱/۲ ج) ظفیر۔

[2] ویثبت النسب احتیاطا بلا دعوۃ وتعتبر مدتہ من الوطء الخ وقالا ابتداء المدۃ من وقت العقد (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ص ۴۸۳/۲ ج) ظفیر

الجواب :- چونکہ نکاح محارم سے نکاح باطل ہے اسلئے مقتضاء اس کا یہی ہے کہ نسب اس کا ثابت نہ ہو کما صرح بہ فی الشامی و لہذا لا یثبت النسب فی نکاح المحارم الخ۔[1] فقط

ڈیڑھ سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا

سوال (۱۱۹۴) ایک عورت اپنے خاوند سے حاملہ تھی خاوند فوت ہوگیا، ڈیڑھ سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی طرف منسوب ہوگی۔

الجواب :- شوہر کے انتقال کے بعد ڈیڑھ برس میں جو لڑکی پیدا ہوئی وہ شوہر کی طرف منسوب ہے اور نسب اس کا شوہر متوفیٰ سے ثابت ہے کیونکہ اکثر مدت حمل کے دو برس ہیں۔[2]

دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا، اس کا نسب کس سے ہوگا

سوال (۱۱۹۵) زید سفر سے دو برس کے بعد ۱۷ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ کو اپنے مکان پہنچا اور ۲۵ ر شوال ۱۳۴۰ھ کو تقریباً پانچ ماہ نو یوم میں اس کی زوجہ کے صحیح سالم زندہ بچہ پیدا ہوا، اس صورت میں بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں۔ اور مدت حمل کی کم از کم کس قدر ہے۔

الجواب :- بچہ صحیح النسب ہے اور زید کا ہے اسی کی طرف منسوب ہوگا اور مدت حمل کم از کم چھ ماہ ہے، یعنی وقت نکاح سے اگر چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ شوہر کا ہے اور سفر اور حضر کا فرق اس بارے میں شریعت نے کچھ نہیں کیا۔ پس اگر زید کے سفر میں ہوتے ہوئے بھی اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوگا تو وہ

[1] رد المحتار باب المهر ص ۴۳۵/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] والاکثر مدة الحمل سنتان لخبر عائشة رضی الله عنها الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵/۲ ظفیر

زید کا ہی شمار ہوگا اور نسب اس کا زید سے ثابت ہوگا لقولہ علیہ السلام الولد للفراش و للعاهر الحجر۔[1] فقط

چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۹۶) ایک شخص نے چھ شادیاں کیں ان سب سے اولاد زندہ موجود ہے اس کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ و جائیداد جو کہ اس نے چھوڑی سب کی اولاد کو تقسیم ہوگا یا پہلی چار بیبیوں کی اولاد کو اور باقی دو بیبیوں کی اولاد محروم ہوگی۔

الجواب :- نکاح فاسد میں بھی نسب اولاد کا شوہر سے ثابت ہوتا ہے، لہٰذا وہ جملہ اولاد ثابت النسب ہوگی۔ کذا فی الشامی۔[2] فقط

دوسرے کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا، اس کا نسب

سوال (۱۱۹۷) ایک شخص نے اپنے بھانجہ کی بیوی سے رسم پیدا کر کے لے کر بھاگ گیا اور دس برس تک لے کر پھرتا رہا دو تین اولاد بھی ہوگئی اور وہ کہتا ہے کہ میں نے نکاح کرلیا تھا حالانکہ اس کا بھانجہ زندہ ہے اور طلاق بھی نہیں دی تو وہ نکاح جائز ہے یا نہ اور اولاد حرام کی ہوگی یا نہ اور برادری میں اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- جب کہ اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اسی کے نکاح میں ہے اور جو شخص اس عورت کو لے گیا تھا اور وہ نکاح کرنے کا مدعی ہے اس کا نکاح نہیں ہوا،[3] اور بحکم الولد للفراش جو اولاد ہوئی وہ شوہر

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر

[2] و تقدم فی باب المهر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدة و ثبوت النسب (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵/۲) ظفیر

[3] اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵/۲) ظفیر۔

اول یعنی بھانجہ کی شمار ہوگی اور نسب اولاد کا اس بھانجہ سے ثابت ہوگا - اور برادری میں ان کا نکاح ہو سکتا ہے -

ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب

سوال (۱۱۹۸) زید ایک مشہور شخص تھا اس کا ناجائز تعلق ایک ہندو عورت سے مشہور تھا جس سے اولاد بھی ہوئی لیکن زید نے اپنی حیات میں کوئی تردید نہیں کی - پس اگر اب اس کی اولاد مسلمان اور منکوحہ ہونے کے ثبوت میں ایک نکاحنامہ پیش کرے تو معتبر ہوگا یا نہیں - اور وہ عورت اور اس کی اولاد ان لوگوں کی کفو میں ہوگی یا نہیں جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مسلمان ہیں -

الجواب :- اسلام اور نکاح اس عورت کا اور اس کی اولاد کا صحیح النسب ہونا مسلم ہوگا - شامی باب ثبوت النسب میں اس کی تصریح ہے اور چونکہ نسب میں اعتبار باپ کا ہے اس لئے اس کی اولاد کفو ہے ان لوگوں کی جو قدیم الاسلام ہیں[1]

اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہوگی

سوال (۱۱۹۹) ایک شخص نے اپنی بڑی بھاوج سے ناجائز تعلق کر لیا، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں تو لڑکیاں شوہر کی ہوں گی یا زانی کی یعنی ناجائز تعلق رکھنے والے کی اور نفقہ ان لڑکیوں کا اس ناجائز تعلق والے کے ذمہ ہے یا نہیں - حالانکہ مرد اور عورت یعنی زانی و زانیہ دونوں اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ لڑکیاں ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہیں -

الجواب :- اس صورت میں بحکم الولد للفراش وہ دونوں لڑکیاں عورت کے شوہر کی ہیں اور نسب ان کا اسی سے ثابت ہے - جس شخص سے تعلق

[1] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (بخاری باب الولد للفراش ص ۹۹۹/۲) ظفیر .

ناجائز تھا اس کے ذمہ نفقہ ان لڑکیوں کا نہیں ہے، اور وہ لڑکیاں اس ناجائز تعلق رکھنے والے کی طرف منسوب نہ ہوں گی -

آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۰۰) ہندہ کا خاوند فوت ہوا، ڈیڑھ سال بعد زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح اس طور پڑھایا گیا کہ ایک مکان کے اندر دو شخص مسلمان، عاقل بالغ بلائے گئے - ہندہ اور زید بھی اسی مکان میں موجود تھے، ایک اور پانچواں شخص بھی موجود تھا جس نے روبرو ان دو شخصوں کے ہندہ اور زید کا ایجاب و قبول کرا کر عقد کرا دیا - عقد نکاح کے وقت حمل اور عدم حمل سے کچھ تعرض اور اظہار نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ نکاح سے آٹھ ماہ بعد لڑکا تولد ہوا - آیا نکاح مذکور شرعاً صحیح اور منعقد ہوا یا نہیں اور وہ لڑکا صحیح النسب ہے یا نہیں جو شخص اس لڑکے کو بلا تحقیق حرامی کہے وہ کس سزا کا شرعاً مستحق ہے

الجواب :- اس صورت میں نکاح شرعاً منعقد ہوگیا، اور نکاح میں کچھ خرابی اور خلل نہیں آیا اور جو لڑکا نکاح سے آٹھ ماہ بعد تولد ہوا اس کا نسب زید سے ثابت ہے، جیسا کہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے، پس نکاح سے چھ ماہ یا زیادہ میں جو اولاد ہوگی اس کا ناکح سے ثابت ہوگا و فی الحدیث الولد للفراش وللعاھر الحجر[2] - پس جو شخص اس بچہ کو ولد الحرام کہے وہ سخت فاسق و عاصی ہے -

نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۱) زید نے زبیدہ سے زنا کیا اور زبیدہ کو حمل رہ گیا - اب چونکہ مسماۃ کو سات ماہ کا حمل زید سے ہے،

[1] واقلها ستة اشهر اجماعاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۷/۲) ظفیر -

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر -

لہٰذا زید نے فی الحال زبیدہ سے نکاح کرلیا ہے، تو زید سے اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر[1]۔ پس جو حمل نکاح سے پہلے کا ہے اس کا نسب زید سے ثابت نہ ہوگا۔

> شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور پھر حمل رہا مگر شوہر منکر ہے

سوال (۱۲۰۲) ایک شخص نے کبرسنی میں جوان عورت سے نکاح کیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ دو سال کے بعد سل وذیابیطس میں سخت مبتلا ہوا جب کہ اس کی عورت سات ماہ کی حاملہ تھی۔ کہا کہ یہ حمل مجھ سے نہیں ہے اور اس کا دو سالہ بچہ بھی مجھ سے نہیں ہے زنا سے ہے۔ اور طلاق دے کر دونوں جدا رہے۔ بعد وضع حمل مسئول مذکور کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا اس عورت اور دونوں بچے اس کے ترکہ کے مستحق ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اگر طلاق کے وقت سے دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس بچہ کا اسی شوہر مطلق سے شرعاً ثابت ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوة احتیاطاً فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما ای من سنتین من وقت الطلاق[2] الخ پس صورت مذکورہ میں دونوں بچہ وارث متوفیٰ کے ترکہ کے ہوں گے اور نسب ان کا اسی متوفی سے ثابت ہوگا، اور عورت مذکورہ وارث اس متوفی کی نہ ہوگی۔ کیونکہ وضع حمل سے عدت اس عورت مطلقہ کی ختم ہوگئی اور بعد عدت کے اس شخص کا انتقال ہوا تو چونکہ بوقت موت شخص مذکور سے کوئی علاقہ نکاح کا باقی نہ رہا تھا لہٰذا وہ عورت وارث اس شخص کی نہ ہوگی۔ اور امرأة الفار بالطلاق کی زوجہ مطلقہ اسی وقت وارث ہوتی ہے کہ اس کی عدت کے

---

[1] مشکوٰة باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵ / ۲ ۱۲ ظفیر

ختم ہونے سے پہلے اس شخص کا انتقال ہوجاوے۔ کذا فی الدر المختار[1]۔

> ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب کہا جائے گا

سوال (۱۲۰۳) زید کی زوجہ کے ہمبستری سے آٹھ ماہ بائیس روز بعد دختر پیدا ہوئی، اس عورت کے کل چار لڑکیاں ہیں، سب سے بڑی نو ماہ دس یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ بارہ یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ دو یوم میں پیدا ہوئے، ان لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہ، سب سے پہلی لڑکی کا کیا حکم ہے جب کہ قرائن مشتبہ سے یقین ہوتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہے

الجواب:- ان سب لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے۔ اور سب لڑکیاں شرعاً زید کی ہیں اور شبہ وشک کرنا اس میں درست نہیں ہے چھ ماہ میں نکاح کے بعد جو لڑکی لڑکا پیدا ہو وہ صحیح النسب ہوتا ہے اور شوہر کا ہی سمجھا جاتا ہے اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا، نواں مہینہ جب شروع ہوجاتا ہے تو عام طور سے وہ ولادت کا وقت ہے، کسی کو نو ماہ سے کچھ زائد میں بچہ پیدا ہوتا ہے ورنہ اکثر نواں مہینہ شروع ہونے کے بعد ولادت ہوجاتی ہے اس میں وہم اور شک نہ کرنا چاہئیے۔

> نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہوگا

سوال (۱۲۰۴) زید نے اپنی داشتہ عورت سے قبل از نکاح زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہونے کے بعد اس سے نکاح کرلیا۔ اب اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہوگا یا نہیں، اور زید کے ترکہ کا وارث ہوگا یا نہ، اب نکاح کے بعد اس داشتہ عورت کا نان ونفقہ کا ذمہ دار زید ہوگا یا نہیں۔

---

[1] واقلها ستة اشهر اجماعاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵ / ۲) ظفیر۔

الجواب :- جو لڑکا بے نکاحی عورت سے قبل از نکاح پیدا ہوا اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہے اور وہ اس کا وارث نہیں ہے لیکن اگر اس کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے یا اگر وصیت اس کے لئے کرے تو ایک ثلث تک صحیح ہوسکتی ہے اور جب کہ اس داشتہ عورت سے نکاح ہوگیا تو وہ مثل دیگر زوجات کے مستحق نفقہ وغیرہ و مستحق وراثت ہوگئی۔

شوہر عرصہ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا

سوال (۱۲۰۵) زید اپنے گھر سے پردیس چلا گیا، عرصہ دراز کے بعد اس کی بیوی سے بچہ پیدا ہوا وہ بچہ حرامی سمجھا جاوے گا یا حلالی۔

۲ :- زید کا نکاح ہوگیا رخصتی نہ ہوئی اس کو حلالی کہیں گے یا حرامی یہ دونوں مسئلہ بہشتی زیور کے ہیں ان کی دلیل کیا ہے۔

الجواب :- بہشتی زیور کے ہر دو مسئلوں کی دلیل یہ حدیث ہے الولد للفراش وللعاہر الحجر اور شوہر سے نسب ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بعد نکاح کے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہو، بلکہ اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوگا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا، کیونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے البتہ نکاح سے پورے چھ ماہ میں یا اس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا،[1] اور دلیل اس کی حدیث مذکور ہے اور فقہاء حنفیہ نے

[1] ان الفراش علی اربع مراتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر من تزوجها لتصوره کرامة او استخداما (در مختار) ضعیف وهو فراش الامة لا متوسط وهو فراش ام الولد لانه قوی وهو فراش المنکوحة و معتدة الرجعی فانه فیه لا ینتفی الا باللعان و اقوی کفراش معتدة البائن (رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۷/۲) ظفیر۔

اس کی تصریح سنتان سے کی ہے، تمام کتب فقہ در مختار و ہدایہ و شامی وغیرہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے، بدعتی اگر اعتراض کریں گے تو وہ تمام فقہاء حنفیہ پر اعتراض ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب طلاق دینے والے سے ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۶) میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا، ایک سال بعد اس کو طلاق دیدی۔ دو نیم سال گذر گئے مسماۃ کو فہمائش کی کہ تم مظہر کو اس حمل کی تہمت لگاؤ۔ چنانچہ مظہر نے عدالت کے خوف سے ذمہ لے لیا بمظہر رہا ہوگیا۔ مگر قسم خداوند تعالیٰ مظہر نے یہ زنا نہیں کیا نہ مظہر کو اس کا علم ہے۔ اس صورت میں حکم شریعت مطہرہ کیا ہے۔

الجواب :- اگر سائل نے واقعی زنا نہیں کیا تو وہ عند اللہ بری ہے اور جب کہ طلاق کو دو نیم سال گذر گئے تھے اس کے بعد حمل ظاہر ہوا تو وہ شوہر مطلق کا شرعاً نہیں ہے بلکہ وہ حمل زنا سے ہے[1] البتہ اگر مظہر نے اس کو تین طلاق نہ دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔

بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۷) زید نے ایک عورت سے نکاح کرلیا، اسی دوران میں بکر کا اسی عورت سے ناجائز تعلق ہوگیا عورت کے لڑکی پیدا ہوئی، بعد ازاں زید نے عورت کو طلاق دیدی، لڑکی کی شکل و شباہت بالکل زید سے ملتی جلتی ہے۔ بکر قریشی ہے اور زید اور عورت ارائین ہیں، تو لڑکی کس قوم کی کہلاوے گی اور ولد الحرام ہوگی یا نہیں۔

[1] کما یثبت بلا دعوة احتیاطا فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق لجواز وجوده وقته ولو لتمامهما لا یثبت النسب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵/۲) ظفیر۔

الجواب: - زید جس قوم کا ہے وہ لڑکی بھی اسی قوم کی کہلاوے گی کیونکہ اس وقت تک عورت مذکورہ زید کے نکاح میں تھی[1]، لہٰذا بحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاهر الحجر وہ لڑکی منسوب زید کی طرف ہوگی بکر کی طرف منسوب نہ ہوگی اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے وہ ولد الحرام نہ کہلاوے گی۔ بہر حال خاندان قریش کا لڑکا اگر اس لڑکی سے نکاح پر راضی ہے اور وہ لڑکی بھی خوش ہے تو نکاح ان کا باہم صحیح ہے۔

جس عورت نے بلا طلاق دوسری شادی کرلی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو

سوال (۱۲۰۸) زید اپنی منکوحہ زینب اور دختر فاطمہ شیر خوارہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ زینب چونکہ بد چلن تھی، اس نے ایک شخص کے ہمراہ نکاح کرلیا ہے کہ مجھے خاوند نے چھوڑ دیا ہے، زوج ثانی سے اولاد بھی ہوئی، اب تیرہ سال کے بعد زوج اول واپس آیا ہے تو زوجہ اس کو ملے گی یا نہیں اور جو اولاد زوج ثانی سے ہوئی وہ کس کو ملے گی اور فاطمہ جو زید سے ہے اور اب تیرہ سال کی ہے اس کا نفقہ دے کر سالہائے گذشتہ کا زید اس کو لے سکتا ہے یا نہیں اور نکاح ثانی جو زینب نے کیا تھا وہ صحیح یا فاسد ہے یا کیا؟

الجواب: - وہ اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی تھی زوج ثانی کی ہے اور زوجہ شوہر اول کی[2] ہے اسی کو ملے گی اور زید اپنی دختر فاطمہ کو بعد بالغہ ہونے کے

[1] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدايه باب ثبوت النسب ص ۴۱۱/۲) ظفیر

[2] غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثاني (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۵/۲) ظفیر۔

لے سکتا ہے اور بالغہ ہونے تک اپنی والدہ کے پاس کے رہے گی بشرطیکہ اس کی والدہ زید کے گھر آجاوے ورنہ زید فی الحال اپنی دختر فاطمہ کو لے سکتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے، بخلاف نفقة القريب فانها لا تصير ديناً ولو بعد القضاء والرضاء الخ شامی[1] ص ۹۵۶/۲ -

شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا

سوال (۱۲۰۹) ایک عورت مسلمان کی کسی کافر سے بد تعلقی کر کے توبہ کر کے مسلمان ہو کر کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کیا، بعد چھ مہینہ کے اس کے شوہر کو حمل کا علم ہونے کے بعد وہ انکار کرتا ہے کہ یہ حمل میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی کافر کی طرف سے ہے، اس بنا پر وہ اس عورت کو چھوڑنا چاہتا ہے آیا حمل کا انکار صحیح ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں شوہر کا انکار کرنا حمل سے صحیح نہیں ہے، وہ حمل اسی شوہر مسلمان کا سمجھا جاوے گا۔ کیونکہ ادنیٰ مدت حمل کی شریعت میں چھ ماہ ہے درمختار[2]۔ فقط

غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۰) زید نے ناجائز طریق پر عمر کی منکوحہ اپنے گھر رکھی اور عرصہ تک عمر سے کہتا رہا کہ تم روپیہ لے کر طلاق دیدو، عمر انکار کرتا رہا، بعد ازاں زید نے یہ دعویٰ کیا کہ عمر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی ہے، اور ایک مولوی کے پاس اس امر کے

[1] دیکھئے رد المحتار للشامی باب النفقہ ص ۹۰۶/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف الزوج او سكت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدايه باب ثبوت النسب ص ۴۱۱/۲) ظفیر

گواہ پیش کر دیئے کہ ہمارے روبرو اپنی زوجہ کے حق میں حسب ذیل الفاظ کہے ہیں۔ (۱) وہ میری عورت نہیں، وہ میرے کام کی نہیں، میں اس کو آباد کرنا نہیں چاہتا، اس سے میرا کوئی تعلق باقی نہیں ہے، جہاں چاہے چلی جائے میری طرف سے اس کو اختیار ہے۔ مولوی مذکور نے حکم وقوع طلاق کا دیا اور عورت کا نکاح زید سے کر دیا۔ اور اس نکاح سے اولاد ہوئی اور زید مر گیا، مولوی مذکور کا شہادت مذکور پر طلاق کا حکم دینا قضاء ہے یا افتاء۔ یہ الفاظ طلاق کنائی ہیں یا نہ، اور بصورت اول نیت کا ہونا ایقاع طلاق کے لئے شرط ہے یا نہیں۔ برتقدیر اول بدون غیر حاضری عمر نیت کا پتہ کیسے ہوگا، اگر زید کا نکاح ثابت نہ ہو تو یہ عورت اور اس کی اولاد زید کے مال کی وارث ہوگی یا نہیں۔

الجواب: اگر عمر کا اپنی زوجہ کی نسبت الفاظ مذکورہ کا کہنا ثابت بھی ہو جاوے تو ان الفاظ سے بدون نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے[1]، لہٰذا مولوی صاحب نے جو حکم وقوع طلاق کا مطلقاً کیا ہے یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے۔ اور جب کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تو عمر کی زوجہ کا نکاح ثانی زید کے ساتھ صحیح نہیں ہوا[2]۔

(۲) یہ الفاظ کنایہ طلاق کے الفاظ ہیں اور وقوع طلاق کے لئے نیت طلاق سے کہنا شرط ہے اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(۳) جب کہ نکاح صحیح نہیں ہوا تو عورت مذکورہ زید کی زوجہ نہیں ہوئی اور

[1] فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال و نحوا خرجی واذهبی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکنایات ص ۶۳۵ ج ۲) ظفیر

[2] اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۸۲ ج ۲) ظفیر۔

اس سے جو اولاد ہوئی وہ بھی ثابت النسب نہیں ہے لہٰذا عورت مذکورہ اور اس کے بطن سے جو اولاد زید کے نطفہ سے پیدا ہوئی وہ بھی وارث زید کے ترکہ اور جائداد کی نہ ہوگی۔ فقط

ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے

سوال (۱۲۱۱) ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے نامحرم شخص کے ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی، اور اس شخص سے اولاد بھی ہوئی، اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے؟

الجواب: اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اسی شوہر اول کی ہے نکاح اس کا باقی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اولاد جو کچھ شوہر اول سے علیحدہ رہنے کے زمانہ میں ہوئی وہ سب منسوب شوہر اول کی طرف ہوگی لقوله علیه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[2]۔ وقد اکتفوا بقیام فراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة در مختار[3]۔ فقط

زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۱۲) بے نکاحی عورت سے زانی کے جو اولاد ہوئی اس کا نسب زانی یعنی زید سے ثابت ہوگا یا نہ؟

الجواب: وہ اولاد ولد الحرام ہے زید سے اس کا نسب ثابت

[1] ولذا صرح بانه من الزنا لا یثبت قضاء ایضاً (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۰۱ ج ۲) ظفیر

[2] ترمذی باب ما جاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۶۷۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

نہ ہوگا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر۔
بے نکاحی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ زانی سے ثابت النسب نہیں[1] ہے۔

حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا کچھ دنوں بعد اس کو لڑکا ہوا اسکا نسب

سوال (۱۲۱۳) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، اور بوقت نکاح ہندہ حاملہ زنا سے تھی بعد نکاح کے چند ماہ میں ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا، تو یہ لڑکا زید کا ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب زید سے ثابت نہیں ہے اور نہ وہ لڑکا زید کا وارث ہو سکتا ہے[2]، لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[3]۔ فقط

نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے منکوحۂ غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہوگی

سوال (۱۲۱۴) زید نے ہندہ کے نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا مگر عدالت نے اس نکاح کو ثابت نہ پایا دعویٰ خارج کر دیا۔ پھر زید نے اپیل کیا وہ بھی نامنظور ہوا، پھر نگرانی کی وہ بھی نامنظور ہوئی۔ ان تینوں عدالتوں کے فیصلہ کے بعد ہندہ کے ورثاء نے ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا۔ جس شب کو نکاح ہونے والا تھا، اس سے ایک دن پہلے زید مدعی ناکام نے اپنے دو تین رفیقوں کے ساتھ ہندہ اور اس کی بہن اور باپ کی ناک کاٹ لی، زید وغیرہ کو اس مقدمہ میں

[1] فلو لاقل من ستۃ اشہر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ الخ لان الوصرح بانہ من الزنا لا یثبت (ای النسب) قضاء ایضا اھ رد المحتار باب المحرمات ص۳۰۲ ج۲ ظفیر [2] ولو نکحہا الزانی حل لہ وطؤہا اتفاقا والولد لہ ولزمہ النفقۃ (در مختار ص۱۸۹ ج۲) قولہ والولد لہ ای ان جاءت بعد النکاح لستۃ اشہر فلو لاقل من ستۃ اشہر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ (رد المحتار باب المحرمات ص۳۰۲ ج۲) ظفیر [3] ترمذی باب ما جاء ان الولد للفراش ص۱۸۶ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

سزا ہوئی، اس سزا کے مرحلۂ اپیل میں زید نے عذر پیش کیا کہ چونکہ میرا نکاح ہندہ کے ساتھ تھا اور اس سے مجھے محروم کیا گیا ہے، اس غیرت سے میں نے جرم کیا تھا، عدالت اپیل نے ابتدائی کاغذات دیکھ کر تحقیقات کے بعد نکاح کو ثابت قرار دیا۔ اب ہندہ بکر کے گھر میں دو تین بچوں کی ماں ہے، اس صورت میں ہندہ اور بچوں کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ قال فی رد المحتار اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انہا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا[1] الخ ص۸۳۵ ج۲ باب العدۃ وفی آخر ھذا المذہب من الدر المختار ولکن لا عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر ووطئہا عالما بذلک[2] الخ پس ہندہ جب کہ منکوحہ زید تھی تو بکر کے ساتھ نکاح اس کا باطل ہے اور نسب اولاد شوہر ثانی کا شوہر ثانی سے ثابت نہیں ہے لانہ زنا ولا نسب فی الزنا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[3]۔ یہ جب ہے کہ بکر کو علم ہو کہ ہندہ منکوحہ زید کی ہے۔ اور اگر اس کو یہ علم نہ ہو، اور اس نے بر بناء عدم ثبوت نکاح زید خود نکاح کیا اور بعد میں نکاح زید کا ثابت ہو گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ عورت شوہر اول کو ملے گی یعنی زید کو اور اولاد بکر کی ہے۔ در مختار میں ہے غاب عن امرأتہ فتزوجت باخر وولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذہب الخ وفی رد المحتار وانما وضع المسئلۃ فی الولد اذ المرأۃ

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدۃ ص۸۳۵ ج۲ ۱۲ ظفیر
[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص۸۳۵ ج۲ ۱۲ ظفیر
[3] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص۲۸۷ ۱۲ ظفیر۔

ترد الی الاول اجماعاً۔ فقط[1]

سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہٰذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۵) ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا اور دخول کیا، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یہ لڑکی اپنے باپ کی کہی جاوے گی یا حرام بھی جاوے گی، باپ کی وارث ہوگی یا نہیں اور باپ پر حرام ہے یا نہ۔

الجواب:- قال فی الشامی ص۳۶۶ ج۲ باب المہر ولذا لا یثبت النسب ولا العدۃ فی نکاح المحارم ایضاً کما یعلم مما سیاتی فی الحدود[2] وفی الحدود وحاصلہ ان عدم تحقق الحل من وجہ فی المحارم بکونہ زنا محضاً یلزم منہ عدم ثبوت النسب والعدۃ[3] اقول فعلم ان لا نسب ولا عدۃ۔

ماں کے ذریعہ شیوخ میں شرف

سوال (۱۲۱۶) سیادت کا شرف جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے حضرات حسنین میں آیا ہے وہی شرف سیادت اب بھی بذریعہ ماں کے شیوخ وغیرہ کی اولاد میں آوے گا یا نہیں۔

الجواب:- اثر اس شرف کا بذریعہ ماں کے شیوخ کی اولاد میں بھی آوے گا۔

مسلمان ہونے سے پہلے والی اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۱۷) ہندہ ایک برہمن عورت نے زید کے ساتھ درپردہ ناجائز

۱؎ رد المحتار مع الدر المختار فصل ثبوت النسب ص۸۶۸ ج۲ ۱۲ ظفیر
۲؎ رد المحتار للشامی باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد ص۴۸۲ ج۲ ظفیر
۳؎ رد المحتار باب الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ ص۲۱۲ ج۳ ۱۲ ظفیر۔

تعلق پیدا کیا اور بعد چندے بے حجابانہ زید کو اپنا شوہر مشہور کرنا شروع کیا تاہم زید اپنی بیوی منکوحہ کے ساتھ رہتا رہا، اور ہندہ سے درپردہ ناجائز تعلق مثل سابق رکھتا رہا، عرصہ بیس سال تک تخمیناً یہ ناجائز تعلق رہا۔ اس اثناء میں نہ صرف زید سے بلکہ اور اشخاص سے یہ تعلق ناجائز رہا، ہندہ کے بطن سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کا نام بصورت مسلمان رکھا گیا لیکن یہ تحقیق نہیں ہے کہ یہ اولاد کس کے نطفہ سے پیدا ہوئی، اور نہ زید کو اس اولاد کو اپنی اولاد ہونا اور نہ ہندہ کو اپنی منکوحہ ہونا تسلیم۔ تاہم ہندہ اس اولاد کو زید کے نطفہ سے پیدا ہونا اور اپنے کو زید کی زوجہ منکوحہ ہونا بتلاتی ہے اور یہ اولاد بھی اپنی مادر کے بیان کی تائید کرتے ہیں اس صورت میں اولاد صحیح النسب مانی جائے گی یا نہیں۔ بعد میں زید نے اس عورت ہندہ کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا ہے۔

الجواب:- وہ اولاد جو ہندہ کے اسلام لانے سے پہلے اور نکاح سے پہلے بطن ہندہ سے ہوئی وہ بحالت مذکورہ صحیح النسب نہیں ہے۔ اور زید کی اولاد نہ مانی جاوے گی ہاں اگر زید نے بھی مثل ہندہ کے ہندہ کا مسلمان ہونا اور اپنی منکوحہ ہونا بیان کیا ہو تو نکاح صحیح مانا جاوے گا اور اولاد صحیح النسب زید کی سمجھی جاوے گی کذا فی الشامی۔[1]

طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا کہا جائے گا

سوال (۱۲۱۸) زید نے اپنی منکوحہ کو ۱۷ ذیقعدہ کو قطعاً جدا کر دیا اور مورخہ ۸ محرم کو بائنہ طلاق دیدی

۱؎ نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۱ ج۲) ظفیر۔

بعد جدائی اور قبل طلاق منکوحہ مذکورہ کے ایام حیض ظاہر ہوئے، جدائی سے نو ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا، اور بعد جدائی زید کے زید کی منکوحہ کا ناجائز تعلق مسمیٰ پرشاد سے ہوگیا تھا تو یہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا یا حرامی۔

الجواب:- اس صورت میں نسب اس مولود کا زید سے ثابت ہے وہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا کما یثبت بلا دعوة احتیاطا فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق الخ در مختار[1]

سوال (۱۲۱۹) بنی فاطمہ کی افضلیت (۱) سوائے بنی فاطمہ خواہ وہ صدیقی فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی وغیرہ ہوں نسباً سید ہو سکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں ہو سکتے تو ان مدعیانِ سیادت نسبی کی کوئی وعید شریعت حقہ حنفیہ میں مقرر ہے یا نہیں۔ اگر سید نسباً ہیں تو کیا دلیل ہے۔

(۲):- سیادت نسبی بنی فاطمہ میں منحصر ہے یا نہیں مع دلیل تحریر فرمایئے۔

الجواب:- (۱و۲) بکثرت روایات صحیحہ سے اہل بیت کا سید ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اہل بیت کے جس قدر مناقب احادیث میں مذکور ہیں ان کی بناء پر یہ حکم لگا دینا بے جا نہیں کہ بطون قریش میں سب سے بہتر اور اشرف نسباً اہل بیت ہیں۔ البتہ اہل بیت کی تعیین میں علماء کا خلاف ہے کہ اہل بیت کس کو کہتے ہیں۔ محقق اور راجح یہ ہے کہ اہل بیت صرف بنی فاطمہ نہیں بلکہ وہ ہیں جن پر صدقہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کے لئے صدقہ کھانا جائز نہیں ہے فی الهدایه وهم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث ابن المطلب[2]۔ یہ حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں۔ ان

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۵ ج ۲-۱۲ ظفیر
[2] هدایه باب من یجوز دفع الصدقات الیه ومن لا یجوز ص۱۸۵ ج ۱ — الا اولاد عباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (رد المحتار باب المصرف ص۹۰ ج ۲) ظفیر۔

سے بنی فاطمہ اور بھی زیادہ افضل ہیں۔ روایات میں جس قدر فضائل بنی فاطمہ کے مذکور ہیں اوروں کے نہیں۔ نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا بنی فاطمہ کو قرب حاصل ہے اوروں کو نہیں۔ شاید اسی وجہ سے قدیم زمانہ سے برابر یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ ہی کو سید کہتے ہیں۔ غرض کہ یہ عرف بے وجہ اور بے اصل نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر للخطبة الحسن بن علیؓ الی جنبه وهو یقبل الناس مرة وعلیه اخری ویقول ان ابنی هذا سید ولعل الله تعالیٰ ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین[1]

اس روایت سے اگرچہ بنی فاطمہ کے سیادت نسبی میں منحصر ہونے پر استدلال نہیں کر سکتے۔ البتہ یہ ضرور کہنا ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زبان مبارک سے کسی پر سید کا اعلان فرمانا بیشک اس کی سیادت نسبی کے لئے کافی ہے۔ اور یہی وہ طغرائے امتیاز ہے جس کے باعث تمام اہل بیت سے فاطمیین کا رتبہ زیادہ ہونا چاہئے۔ اہل بیت اگرچہ سید ہیں لیکن بنی فاطمہؓ سیادت نسبی میں بلاشبہ اوروں سے بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ بنی فاطمہ کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے۔ طبرانی میں ہے عن عمر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الی عصبتهم الا ولد فاطمه فانی عصبتهم فانا ابوهم[2]۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ تمام اہل بیت سید ہیں لیکن جس کو سیادت نسبی کہنا چاہئے بنی فاطمہ میں منحصر ہے بنی فاطمہ سے بڑھ کر

[1] مشکوٰة عن البخاری باب مناقب اهل البیت ص۵۶۹ ۱۲ ظفیر

نسباً کوئی سید نہیں، کیونکہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر ایک مؤنث کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی عصبیت میری طرف منسوب ہے میں ان کا باپ ہوں۔ یہی اجزاء ہیں جن کے باعث قدیم زمانہ سے یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ کے سوا، اور کسی کو خواہ اہل بیت ہی سے کیوں نہ ہو سید نہیں کہتے۔ اب اس عرف کی بناء پر آج اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا عباسی یا علوی اپنے آپ کو سید کہے اس کا یہ دعویٰ مسموع نہیں ہو سکتا۔ بنی فاطمہ ہی کو سید کہا جائے گا۔ بنی فاطمہ کے سوا اہل بیت اگر اپنی سیادت نسبی کے مدعی ہوں تو چونکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کی سیادت نسبی بے اصل نہیں اگرچہ عرف میں اب ان کو سید نہیں کہا جاتا۔ اس لئے ان کے حق میں اس دعویٰ کی نسبت شریعت میں کوئی وعید نہیں۔ البتہ اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی اپنے آپ کو سید بتلائے اور یہ جانتا ہو کہ ہم کسی طرح نسباً سید نہیں ہو سکتے ایسے مدعیان سیادت نسبی کے حق میں وعید شدید ہے روی مسلم ص۵۷ عن سعد و ابی بکرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول من ادعیٰ الیٰ غیر ابیہ و ھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام (ترجمہ) "جو شخص کسی کو یہ کہے کہ وہ میرا باپ ہے اور جانتا ہو کہ یہ میرا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے" اس کو عذاب بھگتنا ہوگا بلا سزا پائے جنت میں داخل نہ ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باوجود اس کے کہ فاطمی نہیں ہے اپنے آپ کو سید بتلائے عرفاً چونکہ سید کا بنی فاطمہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے ضمناً اس کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں بنی فاطمہ سے ہوں، حالانکہ خود جانتا ہے کہ میں فاطمی نہیں

ہ مسلم شریف ص۵۷ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

ہوں، بلاشبہ ایسے شخص کے حق میں وہی وعید شدید ہے جو حدیث میں ذکر کی گئی۔

حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۲۲۰) ظاہر ہے کہ نسب شریعت حقہ میں باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ بنی فاطمہ کا نسب فاطمہ زہری رضی اللہ عنہا سے ثابت کیا جاتا ہے، اگر عورت کی طرف سے نسب ثابت ہو سکتا ہے تو ایک سیدہ اور ایک فاروقی سے یا صدیقی سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوگا یا ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے، مختار کیا ہے۔

الجواب:- روی الحاکم عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الی عصبۃ الا ولدی فاطمۃ فانا ولیھما و عصبتھما۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے لیکن بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور یہ صرف حضرت فاطمہؓ کے سیدۃ النساء ہونے اور ان کی غایت شرافت کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی خصوصیت ہے۔ آئندہ کسی عورت کی جانب سے خواہ وہ سیدہ ہی کیوں نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا، باپ کا اعتبار کیا جاتا ہے، باپ اگر فاروقی ہو تو بچہ بھی فاروقی ہوگا، باپ اگر صدیقی ہو تو بچہ بھی صدیقی ہوگا۔

ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد

سوال (۱۲۲۱) سوائے بنی فاطمہ کے بعض ہاشمی اپنی سیادت نسبی پر یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے اور نیز ہم اہل بیت میں سے ہیں ؛ لہٰذا ہم نسباً سید ہیں ۔ پس یہ دلیل ان کی سیادت نسبی کے واسطے کافی ہے یا نہیں اگر کافی نہیں ہے تو صدقہ ان پر کیوں حرام ہے، اور یہ لوگ اہل بیت ہیں یا نہیں اور اہل بیت میں کون کون داخل ہیں اور نیز بنی فاطمہ کی سیادت پر کیا دلیل ہے ۔

الجواب :۔ ان کا سیادت نسبی کے لئے یہ دلیل پیش کرنا صحیح ہے لیکن عرفاً ان کو سید نہیں کہا جائے گا، اہل بیت کے متعلق ابھی کہہ کر آیا ہوں کہ وہ آل علی اور آل عباس اور آل جعفر اور آل حارث بن عبدالمطلب اور آل عقیل ہیں ۔ صرف بنی فاطمہ ہی نہیں ہیں[1] ۔

الغرض بنی ہاشم میں سے جو حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں واجب التعظیم اور بطون قریش میں سب سے باستثناء فاطمیین افضل ہیں ۔ برعایت عرف اگر کوئی ان کی سیادت نسبی کا منکر ہو تو اس کے لئے شرع میں کوئی جرم نہیں ۔ کیونکہ عرفاً ان کو سید نہیں کہتے ۔ البتہ جو شخص بغرض اہانت منکر ہوگا اس کے عاصی ہونے میں شبہ ہی نہیں، بسا اوقات اس قسم کے جھگڑوں میں پڑنے سے بڑوں کی شان میں گستاخی اور در پردہ اہانت ہو جاتی ہے، مسلمانوں کو ایسے معاملات میں دخل نہ دینا چاہیے ۔ ھذا ما حصل لی واللہ اعلم وعلمہ اتم فان یک صواباً فمن اللہ وان یک خطأً فمنی ومن الشیطان وکان اللہ

[1] ولا الی بنی ہاشم (در مختار) تصرفات النذر کوۃ الی اولاد اذا کانوا مسلمین فقیدہ الآل اولاعباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲) ظفیر ۔

غفوراً رحیماً ۔

اقول وباللہ التوفیق اس میں شک نہیں ہے کہ بنی ہاشم جن پر صدقہ حرام ہے سیادت نسبی ان کی مسلم ہے بلکہ فقہاء رحمہم اللہ تمام قریش کو باہم ایک دوسرے کا کفو فرماتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں لا تفاضل بینھم فی الدر المختار فقریش بعضھم اکفاء بعض قال فی رد المختار قولہ بعضھم اکفاء بعض اشار الی انہ لا تفاضل فیما بینھم من الہاشمی والنوفلی والتیمی والعدوی وغیرھم ولھذا ازوج علی وھاشمی ام کلثوم بنت فاطمہ لعمر وھو عدوی فلو تزوجت ہاشمیۃ قرشیاً غیر ہاشمی لم یرد عقدھا[1] اھ ص ۳۱۶ جلد ثانی شامی اور نیز رد المختار میں اسی صفحہ میں ہے والخلفاء الراشدون کلھم من قریش[2] اھ ۔ البتہ اس میں بھی کچھ تردد نہیں ہے کہ بنی فاطمہ کو فضیلت زیادہ ہے اور عرفاً سادات وہی کہلاتے ہیں ۔ اور نزاع ایسے امور میں لاحاصل ہے ۔ والسلام علی من اتبع الھدی ۔

باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی ۔

سوال (۱۲۲۲) ہندہ زوجہ بکر تھی، بکر نے ہندہ کو طلاق دے کر نکال دیا ۔ ہندہ عرصہ دراز تک بے شوہر رہی، بعد میں ہندہ نے زید سے نکاح ثانی کر لیا ۔ اور زید و ہندہ اندازاً تیس سال تک بطور زوجہ و شوہر ہم خانہ رہے اور عام باشندگان قصبہ وغیرہ ان کو جائز مرد و عورت جانتے تھے اور وہ خود بھی باہم ایک دوسرے کو نکاحی شوہر و زوجہ بیان کرتے تھے، اسی عرصہ میں بطن ہندہ سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کو زید نے اپنی صلبی و نسبی اولاد ہونا تسلیم کیا اور وقت پیدائش

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۸ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ۱۲ ظفیر

ہر سہ کے حسب رواج ملک بہت خوشی وغیرہ کی، اور ان ہر سہ کی شادی بھی زید نے اپنے کفو میں کر دی، اور قبل وفات زید نے وصیت کی اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ حصہ کے موافق ہر سہ کو تقسیم کر دی۔ اب عرصہ پانچ سال کا ہوتا ہے کہ زید مر گیا، اور بعد وفات زید ہر چہار وارث جو زید چھوڑ گیا وہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بعد متوفیٰ زید قابض ومالک اس وقت ہیں۔ پسران زید نے نام درج رجسٹر سرکار کرانے کی بابت دعویٰ کیا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا، چنانچہ عزیزان زید نے دعویٰ مذکورہ میں یہ عذر کیا کہ عمر وخالد زید کی اولاد ولد الحرام ہیں چونکہ ہندہ کا نکاح زید سے جائز نہیں ہوا، کیونکہ شوہر سابق بکر نے ہندہ کو طلاق نہیں دی، منجانب ہندہ گواہان طلاق پیش ہو کر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کو فلاں مقام پر ہمارے سامنے طلاق بکر شوہر سابق نے دی ہے، پھر عزیزان زید نے یہ عذر کیا کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح زید متوفیٰ کے ساتھ نہیں ہوا، اس لئے اولاد ولد الحرام ہے، اس پر گواہان جانب ہندہ اور نکاح خواں واسطے اثبات پیش ہو کر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح خود میں نے پڑھایا اور دیگر گواہان نے بیان کیا کہ ہم مجلس عقد میں شریک تھے اور نکاح ہمارے سامنے ہوا،

اب سوال یہ ہے (۱)۔ جو اولاد بطن ہندہ سے پیدا ہوئی جس کو زید نے اپنی اولاد صلبی تسلیم کیا ہے وہ ہر سہ اولاد نسبی وصلبی زید ہیں یا نہیں۔

اولاد باپ کے جائداد کی وارث ہوگی	**سوال** (۱۲۲۲/۲) عمر وخالد ہر دو پسران زید

متوفیٰ کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث ہیں یا نہیں۔

بیوی کا نکاح ثابت ہے	**سوال** (۱۲۲۲/۳) وجوہات صدر سے مسماۃ کا نکاح

ثابت ہے یا نہیں۔

(۳و۴):- واقعات مندرجہ بالا سے ہندہ کو واقعی طلاق ہونا ثابت ہے

یا نہیں۔

(۵):- عزیزان زید متوفیٰ انکار طلاق ونکاح کی شہادت شرع پیش کرتے ہیں یا نہیں، جو حکم شرعی ہو تحریر فرما دیں۔

الجواب:- (۱)۔ جو اولاد زید کی بطن ہندہ سے ہوئی وہ زید سے ثابت النسب ہے اور وارث زید کی ہے۔

(۲):- عمر وخالد اور ان کی ہمشیرہ اور والدہ چاروں وارث زید کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے حسب حصص شرعیہ ہیں۔ پس بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ان سب پر ترکہ زید کا تقسیم ہوگا علی حسب فرائض۔

(۳و۴):- نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح مانا جائے گا اور شوہر اول کا طلاق دینا جب کہ دو گواہان عادل سے ثابت ہے تو اس کی طلاق ثابت ہو جاوے گی۔ اور بعد عدت کے جو نکاح زید کا ہوا وہ صحیح تسلیم ہوگا۔

(۵):- اقربا زید کا نفی طلاق ونفی نکاح زید پر گواہان کا پیش کرنا معتبر نہ ہوگا اور وہ گواہی نہ سنی جاوے گی کما فی الشامی والنسب یحتال لاثباتہ مھما امکن الخ اور اس سے پہلے ہے لانھا شھادۃ علی النفی معنیً فلا تقبل الخ شامی جلد ثانی ص ۶۲۷ باب ثبوت النسب۔[1]

نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب نہیں	**سوال** (۱۲۲۳) زید نے ہندہ سے ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ میں عقد نکاح کیا اور

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ میں ہندہ کے لڑکا تولد ہوا جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندہ اس کے شوہر سابق نے طلاق دے کر ایک سال سے زائد عرصہ ہوا جدا کر دیا تھا۔ اس صورت میں اس لڑکے کو زید کا فرزند کہیں گے یا ہندہ کے

[1] فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲۲ و ص ۸۶۴/۲۴۰ ۱۲ ظفیر

شوہر سابق بکر کا فرزند کہا جاوے گا۔ ایسے لڑکے کی وراثت کس کی جانب منتقل ہوگی

الجواب: چھ مہینہ سے کم میں نسب ثابت نہیں ہوتا، پس جو بچہ کہ نکاح سے دو ماہ میں پیدا ہوا، اس کا نسب اس ناکح سے یعنی شوہر ثانی سے ثابت نہ ہوگا۔ اور شوہر سابق سے نسب کے ثابت ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر طلاق رجعی تھی اور مطلقہ نے اقرار عدت کے گذرنے کا نہ کیا تھا تو دو برس میں اور اس سے زیادہ میں اگر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر سابق کا سمجھا جائے گا، اور نسب اس سے ثابت ہوگا، اور ولادت دلیل رجعت قرار پاوے گی اور نکاح ثانی باطل ہوگا۔ اور اگر طلاق بائنہ تھی تو دو برس سے کم میں اگر بچہ پیدا ہوا، اور عدت کے گذرنے کا اقرار نہ کیا تو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا اور نکاح ثانی اس صورت میں بھی باطل ہوگا کما فی الدر المختار فیثبت نسب ولد معتدۃ الرجعی الٰی ان قال وان ولدت لاکثر من سنتین الٰی مالم تقر بمضی العدۃ الخ وکانت الولادۃ رجعۃ کما یثبت مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق الخ[1] اور وراثت لڑکے کی شوہر ثانی کی طرف منسوب نہ ہوگی، اور شوہر اول کی طرف اس صورت میں منسوب ہوگی کہ نسب اس کا شوہر اول سے ثابت ہو۔ اور اگر ثابت نہ ہو مثلاً وہ مطلقہ عدت کے گذرنے کا اقرار کر چکی ہو اور وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہوا ہو تو پھر نسب اس بچہ کا شوہر اول سے بھی ثابت نہ ہوگا اور اس سے بھی وراثت ثابت نہ ہوگی، اس حالت میں صرف اپنی ماں کا وارث ہوگا، اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی، باپ اس کا کوئی نہ کہلاوے گا۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب

سوال (۱۲۲۴) ایک شخص ملازم اپنی ملازمت پر رہے، اس کے چھوٹے برادر نے اس کی زوجہ کو اپنے گھر میں رکھا، جس سے حمل قرار پاگیا اب وہ شخص رخصت پر آیا تو اس نے اس بدکام سے غیرت نہیں کی بلکہ خوش ہے۔ آیا ان ہر دو برادران سے اہل اسلام کو تا توبہ اجتناب لازم ہے یا نہیں۔

الجواب: شوہر والی عورت کا حمل اور ولد جو پیدا ہو وہ شرعاً شوہر کا ہے اور شوہر سے نسب اس کا ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ حکم کرنا کہ وہ شوہر کا نہیں ہے بلکہ اس کے بھائی کا ہے غلط ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[1] اور در مختار میں ہے حتی لو نکح مشرقی بمغربیۃ یثبت نسب اولادھا منہ الخ[2] پس جب کہ مسئلہ یہ ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ بدون دیکھے زنا کا حکم کرے اور اس حمل کو واقعی زنا کا حمل سمجھے اور ان سے متارکت کرے۔

زمانۂ عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

سوال (۱۲۲۵) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدی۔ ہندہ چار یوم بعد بکر سے نکاح کر لیا، اور لڑکا پیدا ہوا، لڑکے کو حرامی کہنا جائز ہے یا نہیں اور بکر کا وارث ہوگا یا نہیں۔

الجواب: در مختار میں ہے ویجب مھر المثل فی نکاح فاسد وھو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب۔ وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر مذ تزوجھا لتصورہ کرامۃ او استخدام اھ (ایضاً ص ۸۶۰ ج ۲ باب ثبوت النسب) ظفیر

کشہود[1] قال فی رد المحتار قولہ کشہود ومثلہ تزوج الاختین معًا ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت ونکاح المعتدۃ والخامسۃ فی عدۃ الرابعۃ والامۃ علی الحرۃ وفی المحیط تزوج ذمی مسلمۃ فرق بینہما لانہ وقع فاسدا فظاہرہ انہما لا یحدان وان النسب یثبت فیہ والعدۃ ان دخل بحر قلت لکن سیذکر الشارح فی آخر فصل فی ثبوت النسب عن مجمع الفتوی نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل[1]، الحاصل روایات اس بارے میں مختلف ہیں اور احوط بصورت مذکورہ ثبوت نسب وثبوت وراثت ہے یعنی نسب اس لڑکے کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا بکر کا وارث ہے۔

---

[1] رد المحتار باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد ص ۳۵۱/ ج ۲ و ص ۳۸۲/ ج ۲، ۱۲ ظفیر

باب ہفدہم

بچوں کی پرورش کے متعلق احکام ومسائل

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۲۶) ایسی نابالغہ لڑکی جس کی عمر چار سال کی ہو، اور ماں اس کی فوت ہوگئی ہو۔ اور یوم پیدائش سے اپنی ننہال میں پرورش پائی ہو اور ماں نے قبل فوت ہونے کے اپنی ماں یعنی لڑکی کی نانی کے سپرد کردیا ہو۔ تا سن بلوغ اپنی نانی کے پاس رہے گی یا کہ لڑکی کا باپ جبرًا لے سکتا ہے؟ اگر نانی کے پاس رہے گی تو کتنے سال تک؟ اور اس کی پرورش کے خرچہ کا دیندار لڑکی کا باپ ہوگا یا نہیں؟۔

۲:۔ جس صورت میں یہ خوف ہے کہ اگر دختر مذکورہ بالا اس کے باپ کے حوالہ کردی جائے تو وہ اسے کسی عیسائی اسکول میں سپرد کردے گا تو شرعًا ایسی لڑکی کو ایسے باپ کے حوالہ کردینا چاہئے یا نانی کے پاس رہے گی؟۔

الجواب:۔ لڑکی نابالغہ بالغہ ہونے تک نانی کی پرورش میں رہیگی اور صورت مسئولہ میں حق حضانت نانی کو ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت

نہ ہو، اور لڑکی کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ لازم ہوں گے قال الشامی واما النفقة علی الولد اذا لم تتبرع بها فهل لها الرجوع بها علی الاب قیل نعم[1] الخ وقال فی الدر المختار ثم ای بعد الام ام الام الخ وفیه ایضاً فی مقام آخر والام والجدة لاب وام احق بها بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ[2] الخ۔

م۲:۔ حق پرورش نانی کا ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت نہ ہو۔ باپ نانی سے اس لڑکی کو بالغ ہونے تک نہیں[3] لے سکتا۔

ماں نانی اور خالہ کے بعد حق پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں

سوال (۱۲۲۷) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سالہ یتیم ہے، اس کے خاندان کا کوئی وارث موجود نہیں ہے، فقط اس لڑکے کی تائی موجود ہے، اور اس کے تایا کے دو داماد عظیم دادخاں اور چھوٹے خاں ہیں۔ بوقت مرنے کے اس لڑکے کی والدہ وصیت کر گئی تھی کہ عظیم دادخاں وغیرہ تم میرے بچہ کی پرورش کرنا۔ چنانچہ

[1] وتجب النفقة بانواعها علی الحر لطفله یعم الانثی والجمع الفقیر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۳۲/۲) ظفیر۔

[2] یثبت للام الا ان تکون مرتدة الخ او فاجرة الخ ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ والام والجدة احق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۲/۲ و ص ۸۸۱/۲) ظفیر

[3] وغیرهما احق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبه یفتی وبنت احد عشر مشتهاة اتفاقا زیلعی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدة کذلک وبه یفتی لکثرة الفساد زیلعی (ایضاً ص ۸۸۱/۲) اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول کے مطابق نانی کو پرورش کا حق زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی عمر تک ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر

برضامندی عظیم دادخاں وغیرہ وہ لڑکا اپنی تائی کے پاس رہتا تھا۔ اب اس لڑکے کو اس کی پھوپھی کا لڑکا اس کی تائی سے زبردستی لے گیا ہے اور اس کے مال کو برباد کرنا چاہتا ہے، اس لڑکے کی کفالت کا زیادہ مستحق کون ہے۔

الجواب:۔ اس بچہ کی پھوپی اگر موجود ہو تو ماں، نانی، خالہ وغیرہ کے بعد پرورش کا حق پھوپی کو ہے، لیکن اگر پھوپی اگر موجود نہ ہو تو پھوپی کے بیٹے کو کچھ حق اس بچہ پر نہیں ہے کما فی الدر المختار۔ ولا حق لولد عم وعمة وخال وخالة لعدم المحرمیة[1] وفی رد المحتار ولا لابن العمة فی حضانة الغلام[2] الخ پھر شامی نے اس میں یہ بحث کی ہے کہ اگرچہ محرمیت یہاں نہیں ہے لیکن جس صورت میں کچھ اندیشہ فتنہ کا نہ ہو وہاں حق حضانت باقی ہے، مثلاً ابن العم کو لڑکے نابالغ کا حق حضانت حاصل ہے، لڑکی نابالغہ کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح پھوپی کے پسر کو نابالغہ دختر پر حق نہیں ہے مگر نابالغ لڑکے پر حق ہے، پس اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ صورت موجودہ میں پھوپی کا بیٹا احق ہے اس کی پرورش کے لئے۔

نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں

سوال (۱۲۲۸) عبدالرحمٰن متوفیٰ نے ایک زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی نابالغان چھوڑی، پھر زوجہ عبدالرحمٰن بھی فوت ہوگئی۔ اس نے اپنا لڑکا اور لڑکی مذکورہ اپنی والدہ کے سپرد کردیئے کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمٰن کی ہمشیرہ نے بطمع مال واسباب نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی چھین لیا۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں، اور حق پرورش شرعاً کس کو ہے۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۹/۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۹/۲ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- والدہ کے بعد پرورش نابالغان کا حق نانی کو ہے، پس پھوپی کو یہ حق شرعاً نہیں ہے کہ وہ نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی لیوے، کذا فی الدر المختار[1]۔

نانی کی موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۲۹) مسماۃ محمودہ بیگم نے انتقال کیا اور اس نے دو پسر نابالغ ایک شیر خوار اور دوسرا بعمر چھ سال اور ایک دختر نابالغہ بعمر پانچ سالہ چھوڑی، اور یہ تینوں اپنی نانی کے پاس بحق حضانت زیر پرورش ہیں۔ اب ڈیڑھ سال کے بعد محمد عابد باپ نابالغان کا فوت ہوگیا۔ متوفیٰ نے اپنی حیات میں اولاد مذکور کے خورد و نوش میں کچھ نہیں دیا اور نہ آئندہ کے لئے کوئی انتظام کیا۔ اب ایک شخص عبد الباسط متوفیٰ کے باپ کے چچا کا پوتہ اور ایک شخص بہار الدین ماموں متوفی کہ جو خسر بھی ہوتا ہے کہ بعد انتقال زوجہ اولیٰ متوفیٰ نے عرصہ ایک سال کا ہوا، اس کی دختر سے نکاح کر لیا تھا کہ جو حاملہ ہے۔ اب جو سہام حصہ نابالغان میں متروکہ والدین سے پہنچیں ان کا محافظ اور متصرف وولی مال متوفیٰ کے باپ کے چچا کا پوتہ ہے یا ماموں متوفی کا کہ جو خسر بھی ہے، یا نابالغوں کے نانا اور نانی، کون ہو سکتا ہے، اور شرعاً صرف خورد و نوش یتیموں کے مال میں سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- حق پرورش ان بچوں کا اس صورت میں ان کی نانی ہی کو ہے[2]، جن کی پرورش میں وہ ہیں۔ اور ولایت نابالغوں کے مال کی باپ کو ہوتی ہے یا باپ کے وصی کو یا دادا کو یا اس کے وصی کو یا قاضی و حاکم کو یا جس کو وہ مقرر کر دے۔ اور باپ کے چچا کا پوتہ یا ماموں ولی نابالغوں کے مال کے نہیں

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت ۱۲ ام الام ثم ام الاب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۶ و ص ۸۷۸ / ۲ و ۲۲۰) ظفیر۔

[2] ایضا ۱۲ ظفیر

جیسا کہ شامی میں ہے واما عدا الاصول من الوصیۃ کالعم والاخ او غیرھم کالام و وصیھا وصاحب الشرطۃ لا یصح اذ نھم لہ لانہم لیس لھم ان یتصرفوا فی مالہ تجارۃ فکذا لا یملکون الاذن لہ فیھا والاولون یملکون التصرف فی مالہ[1] اھ اس سے معلوم ہوا کہ سوائے باپ دادا وغیرہ کے چچا یا اس کی اولاد یا بھائی کو نابالغ کے مال میں تصرف کا اختیار نہیں ہے۔ اور شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے کہ یتیم کے مال میں اگر صلحائے اہل محلہ کوئی تصرف ایسا کریں جس میں نابالغ کا نفع ہو یا اس کو ضرورت ہو تو جائز ہے اس بناء پر نانا، نانی جن کی پرورش میں وہ نابالغان ہیں تصرف مال نابالغان میں موقع ضرورت میں کر سکتے ہیں اور ان کے لئے کوئی چیز خرید سکتے ہیں اور تصرف بیع و شراء کا کر سکتے ہیں، پس نابالغوں کے حصہ کا مال ان کے نانا، نانی ہی کے سپرد کر دینا مناسب ہے اور ان کو یہ جائز ہے کہ نابالغوں کے خورد و نوش کے لئے ان کے حصہ میں سے صرف کریں اور حسب ضرورت تصرف بیع و شراء کریں۔ رد المحتار جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے قلت وذکر وا مثل ھذا فی وصی الیتیم وانہ لو تصرف فی مالہ احد من اھل السکۃ من بیع او شراء جاز فی زماننا للضرورۃ وفی الخانیۃ انہ استحسان وبہ یفتی[2] اھ

مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے

سوال (۱۲۳۰) زید نے ہندہ کو طلاق دی: طلاق کے بعد اسی وقت ہندہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی، ایک لڑکا ساڑھے پانچ برس کا اور ایک لڑکی

[1] رد المحتار کتاب الماذون مطلب فی تصرف الصبی ومن لہ الولایۃ علیہ ص ۱۵۲ / ۵۰ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الوقف مطلب ولایۃ نصب القیم الی الواقف الخ ص ۵۶۶ / ۳۷۰۔ ظفیر

نوبرس کی مرد کو دے کر چلی گئی اور طلاق دینے کو عرصہ تین ماہ کا گذرا، اور اب تک دو بچے زید کے ہمراہ ہیں۔ اب تین ماہ کے بعد ہندہ نے پرورش کرنے کا دعویٰ ہے۔ آیا بچوں کے پرورش کا حق کس کو ہے ہندہ کو یا زید کو، خلاصہ تحریر کریں، بینوا وتوجروا۔

الجواب:- پرورش کا حق والدہ کو ہے جب تک کہ وہ بچوں کی غیر محرم سے اپنا نکاح نہ کرے اور مذکر لڑکے کا حق پرورش سات برس تک ہے اور مؤنث لڑکی کا حق پرورش سن بلوغ تک[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیارہ سالہ لڑکی کو ولی پھوپھی سے لے سکتا ہے

سوال (۱۲۳۱) مسماۃ شرم خاتون کی والدہ پہلے مرچکی ہے، پرورش کے واسطے نانی کے پاس رہی اور متروکہ باپ سے گذارہ کرتی رہی، بعد مرنے نانی کے دادی کے پاس پرورش پاتی رہی پھر دادی بھی مرگئی، اس وقت پرورش کے لئے پھوپی مسماۃ صاحب خاتون کے پاس رہی، اب وہ لڑکی گیارہ سالہ ہوچکی ہے، محمد بخش متوفی کا بڑا چچا حسین بھی مرچکا ہے۔ اب احمد مذکور لڑکی مذکورہ کو اس کی پھوپی مسماۃ صاحب خاتون سے واپس لینا چاہتا ہے، صاحب خاتون انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرا حق پرورش لڑکی کے بلوغ تک ہے، اس کے قبل نہیں دونگی کیا اس صورت میں احمد مسماۃ شرم خاتون کو اس کی پھوپی صاحب خاتون سے

[1] الحضانۃ تثبت للام … الا ان تکون مرتدۃ … او فاجرۃ … او غیر مامونۃ … او متزوجۃ بغیر محرم الصغیر … والحاضنۃ اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی … واحق بها ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایۃ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۶۸ و ص ۸۷۰ ج ۲) ظفیر۔

لے سکتا ہے یا نہیں، اور حسین متوفی کا لڑکا اللہ دتہ موجود ہے، وہ اگرچہ عصوبۃ میں احمد مذکور سے کم ہے مگر لڑکی مذکورہ کا ماموں بھی ہوتا ہے وہ لڑکی کا متولی بننے میں احمد سے زیادہ تر مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:- درمختار میں ہے وغیرهما احق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبه یفتی وبنت احدی عشر مشتهاۃ اتفاقاً[1] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے ماں اور نانی اور دادی کے دیگر حاضنہ کو حق پرورش لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک ہے اور گیارہ برس کی لڑکی باتفاق مشتہاۃ ہے لہٰذا مسمیٰ احمد جو ولی نابالغہ کا ہے اس کو صاحب خاتون سے لے سکتا ہے۔ اور اللہ دتہ پسر مسمیٰ حسین کو بموجودگی احمد مذکور کے حق ولایت حاصل نہیں ہے۔

ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے

سوال (۱۲۳۲) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور ہندہ نے مہر معاف کیا، اور بچوں سے لادعویٰ ہونے کا اقرار کیا، اب ساڑھے تین ماہ کے بعد بچوں کی پرورش کا دعویٰ کرتی ہے۔ آیا حق پرورش کس کو ہے، اور ہندہ کے اقرار توڑنے پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- جبتک ہندہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح نہ کرے حق پرورش شرعاً ہندہ کو ہے[2]۔ اور طلاق جو ہوچکی ہے وہ اب باطل نہیں ہوسکتی۔ فقط

ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش

سوال (۱۲۳۳) زید نے اپنی زوجہ سے رنج وتکرار کر کے علیحدگی اختیار کی، زید سے اس عورت کی ایک لڑکی بعمر آٹھ سال، اور

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۰ ج ۲ ظفیر

[2] الحضانۃ تثبت للام الا ان تکون مرتدۃ … او فاجرۃ … او متزوجۃ غیر محرم الصغیر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۶۸ و ص ۸۷۲ ج ۲) ظفیر۔

ایک لڑکا بعمر چار سال موجود ہے، زید نے جبراً لڑکی کو لے کر اس کا نکاح کر دیا اور لڑکے کو بھی جبر سے لینا چاہتا ہے، قانون عدالت دس کی عمر سے کم اجازت نہیں دیتا کہ بچہ اس کی ماں سے علیحدہ کرا دیئے جاویں، شرعاً کیا حکم ہے، زید کس عمر میں ان بچوں کو ان کی ماں سے لے سکتا ہے۔

الجواب:- حکم شرعی در بارہ حق پرورش یہ ہے کہ لڑکی ماں کے پاس بالغہ ہونے تک اور حائضہ ہونے تک رہ سکتی ہے، اور لڑکا سات برس تک اس سے پہلے بدون کسی امر مانع وسقوط حق حضانت کے باپ اپنی اولاد کو ان کی والدہ سے جبراً نہیں لے سکتا[1]۔ اور نکاح کا اختیار باپ کو ہے، نکاح کا ولی وہی ہے، اس کو اختیار ہے نابالغوں کا نکاح جہاں مناسب سمجھے کر دیوے اس میں ماں کو کچھ دخل اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔ الغرض نکاح مذکور صحیح ہو گیا، البتہ حق پرورش والدہ کو لڑکی کے بالغہ ہونے تک ہے۔ فقط

حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے

سوال (۱۲۳۴) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، دو لڑکے جن کی عمر ساڑھے پانچ سال اور ساڑھے تین سال ہے زید کے پاس رہنے چاہئے یا زید کی بیوی کے پاس، اگر زید کی بیوی کے پاس رکھے جائیں تو ان کے خرچہ کا کون ذمہ دار ہوگا۔

الجواب:- حق پرورش ان بچوں کی والدہ کو حاصل ہے لڑکی کے

[1] الحضانة تثبت للام الخ والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع الخ واحق بها اى بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۸۱ و ص ۸۸۱ / ۲ ج) ظفير

لئے حق پرورش بلوغ تک ہے، اور لڑکے کے لئے سات برس ہیں[1]، اور نفقہ ان کا باپ کے ذمہ ہے، لیکن ماں کی بدچلنی کی وجہ سے اگر بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ماں کا حق ساقط ہے پھر اگر اور کوئی حاضنہ پرورش کنندہ مثل خالہ پھوپی وغیرہ نہیں ہے تو باپ لے سکتا ہے[2]۔

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے

سوال (۱۲۳۵) ہندہ کے ناجائز حمل سے جو لڑکا پیدا ہوا، اس کے بار پرورش کا کون ذمہ دار ہے۔

الجواب:- اس کی پرورش بھی ماں کے ذمہ[3] ہے۔

ولد الزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں

سوال (۱۲۳۶) ایک عورت سے زنا کیا لڑکی پیدا ہوئی، جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مر گئی، لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا ہے، لوگ معترض ہیں تو نانا اس کو پرورش کرے یا نہ کرے۔

الجواب:- نانا کا پرورش کرنا اس لڑکی کو کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے اور ضروری ہے، پس اس وجہ سے چھوڑنا نانا کو درست نہیں ہے۔

ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش

سوال (۱۲۳۷) زید نے ایک لڑکا چھ ماہ کا چھوڑ کر انتقال کیا، زید کے بھائی نے کچھ خبر گیری نہ کی، اب زوجہ زید مسماۃ ہندہ عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، عمر ہندہ کے لڑکے کو لینا چاہتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہندہ بلا عقد رہے تو لڑکا اس کا ہے ورنہ عمر لے لیگا، شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- مسئلہ یہی ہے کہ اگر ہندہ اپنا نکاح ایسے شخص سے کر لیگی

[1] الحضانة تثبت للام الا ان تكون مرتدة او فاجرة فجوراً يضيع الولد به كزنا وغناء وسرقة كما فى البحر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۸۱ و ص ۸۸۲ / ۲ ج) ظفير

[3] الحضانة تثبت للام النسبية (ايضاً ص ۸۸۱ / ۲ ج) ظفير

جوکرلڑکے کا محرم نہ ہو تو ہندہ کا حق پرورش ساقط ہوجاوے[1] گا، اور ماں کے بعد حق پرورش عورتوں کا حق ہے جیسے نانی، دادی، خالہ، پھوپی وغیرہ[2] ان کا حق ہوجاوے گا، عمر کا حق اس وقت ہوگا کہ کوئی مذکورہ بالا... عورتوں میں سے نہ ہو۔ فقط

ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے

سوال (۱۲۳۸) زید و بکر دونوں حقیقی بھائی ہے زید کا بیٹا عمر ہے، اس کی ایک لڑکی پانچ سالہ ہے جس کو چھوڑ کر عمر فوت ہوگیا، اس کی زوجہ نے نکاح ثانی کرلیا، عمر متوفی کے ایک حقیقی ہمشیرہ موجود ہے اور تین بھائی چچازاد ہیں، اس صورت میں حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب:- محمد عمر متوفی کی زوجہ نے اگر نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو کہ لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس کا حق پرورش ساقط ہوگیا، اب بصورت موجودہ جب کہ لڑکی کی نانی، دادی خالہ کوئی نہیں ہے تو حق پرورش لڑکی کی پھوپی یعنی محمد عمر کی ہمشیرہ کو ہے[3]۔ فقط

ماں جب غیر سے شادی کرے اور نانی نہ ہو تو دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۳۹) شکر اللہ نے انتقال کیا ایک لڑکا نابالغ اسمٰعیل اور ایک برادر حقیقی اور

---

[1] والحضانة یسقط حقها بنکاح غیر محرمه ای الصغیر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۸۴ ج ۲) ظفیر [2] ثم ای بعد الام بان ماتت او تزوجت باجنبی ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت ثم الخالات کذلک ثم العمات کذلک (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۸۴ و ص ۸۸۵ ج ۲) ظفیر [3] فان لم یکن له ام فام الام الخ فان تکن له ام الام فام الاب فان لم تکن له جدة فالاخوات الخ ثم الخالات الخ ثم العمات الخ وکل من تزوجت من هولاء یسقط حقها (هدایه باب الحضانة ص ۴۱۵ ج ۲) ظفیر

زوجہ حشمت جس نے نکاح ثانی کرلیا ہے اور والدہ وارث چھوڑے، تو حق پرورش کس کو ہے یعنی اسمٰعیل کی دادی کو یا اسمٰعیل کے نانا کو۔

الجواب:- اسمٰعیل کا حق پرورش بعد نکاح کرلینے حشمت کے غیر سے اسمٰعیل کی دادی کو ہے اور ولایت نکاح اس کے چچا حقیقی کو ہے، نانا کو کچھ حق پرورش نہیں ہے[1]۔

ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے، ماموں کو نہیں۔

سوال (۱۲۴۰) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کی پرورش دو سال سے جب سے والدین راہی عدم ہوئے ہیں اس لڑکی کی بڑی بہن کے ذمہ ہے، اور خالہ زاد بہن بھی متکفل ہے۔ اب اس لڑکی کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے حقیقی ماموں نے دعویٰ عدالت کیا ہے اس صورت میں ولایت نکاح اور ولایت پرورش کا حق کس کو ہے۔

الجواب:- نابالغہ کا حق پرورش ماں، نانی، دادی کے بعد اس کی بہن کو ہے، بہن کی موجودگی میں ماموں کو حق پرورش نہیں ہے اور اختیار نکاح کا بھی بصورت نہ ہونے عصبات کے ماں وغیرہ کے بعد بہن کو ہے، ماموں کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں نہیں ہے، درمختار میں ہے فان لم یکن عصبة فالولایة للام الخ للاخت الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال[2] الخ۔

---

[1] ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ والحاضنة یسقط حقها بنکاح غیر محرمه ای الصغیر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۸۴ ج ۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ بلا توسط انثی (ایضاً باب الولی ص ۴۲۵ ج ۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲ ظفیر۔

ماں جب غیر سے نکاح کرے تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے

سوال (۱۲۴۱) زید ایک زوجہ اور دختر ڈھائی سالہ چھوڑ کر فوت ہوا، دو سال کے بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا، زید کے چچازاد بھائی لڑکی کو لے جانا چاہتے ہیں تو عورت لڑکی کو رکھ سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر اس عورت نے نکاح ثانی ایسے شخص سے کیا ہے جو لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس عورت کا حق پرورش ساقط ہو گیا اس کو کچھ حق لڑکی کے روکنے کا اور جبراً رکھنے کا نہیں[1] ہے۔

نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۴۲) زید کی زوجہ فوت ہو گئی، دو لڑکیاں ایک ۱۲ سالہ ایک ۸ سالہ ہیں، زید ان کو اچھی طرح سے پرورش کر سکتا ہے، لڑکیوں کی بہن شادی شدہ اور چچا چچی دادا موجود ہیں، لیکن لڑکیوں کا نانا اپنا حق پرورش بتلا کر روکتا ہے، آیا بمقابلہ زید کے نانا کو حق حضانت حاصل ہے یا نہیں

الجواب:- والدہ کے بعد حق پرورش نابالغان کا نانی کو ہے پھر دادی کو پھر بہن کو[2] پس اگر نانی، دادی نابالغان کی کوئی نہیں ہے، تو حق پرورش ان کی بہن کو ہے نانا کو اس صورت میں کچھ حق روکنے کا نہیں[3] ہے اگر نانی زندہ نہ ہو، اور ولایت و اختیار نکاح باپ کو ہے ھکذا فی کتب[4] الفقہ۔

---

[1] الحاضنۃ یسقط حقھا بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر (الدر المختار علی ھامش رد المختار باب الحضانۃ ص۸۴۸ ج۲) ظفیر [2] ثم ای بعد الام ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب و ام الخ ثم الخالات الخ ثم العمات (الدر المختار علی ھامش رد المختار باب الحضانۃ ص۸۷۳ ج۲ و ص۸۷۴ ج۲) ظفیر [3] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ (ایضاً باب الولی ص۴۲۲ ج۲) ظفیر۔

لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہو گا کسی کو حق پرورش نہیں

سوال (۱۲۴۳) سندر خاں کا باپ منو خاں فوت ہو گیا اس نے ایک زوجہ بھوری جان اور ایک پسر سندر خاں نابالغ بھوری جان کے بطن سے اور ایک پسر خان محمد خاں بالغ پہلی زوجہ متوفیہ کے بطن سے چھوڑی، اس وقت سندر خاں کی عمر آٹھ سال کی ہے، اور اس کی والدہ بھوری جان بدچلن آوارہ ہے، تو اس کو حق پرورش سندر خاں کا حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں سندر خاں پسر منو خاں کا حق حضانت اس کی والدہ مسماۃ بھوری جان کو نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کی عمر آٹھ سال کو پہنچ گئی ہے اس حالت میں کسی کو بھی حق حضانت اس کا باقی نہ رہا، اور بھوری جان کو بوجہ بدچلنی وغیرہ کے سندر خاں کا حق حضانت اس حالت میں بھی باقی نہ رہتا، جب کہ سندر خاں لائق حضانت ہوتا جیسا کہ عبارت در مختار اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجوراً یضیع الو[1]

پس اب سندر خاں اپنے ولی کے سپرد کیا جاوے گا جو کہ صورت موجودہ میں اس کا علاتی بھائی خان محمد خاں ہے جیسا کہ شامی میں ہے واذ استغنی الغلام[2] فالعصبۃ اولی الاقرب فالاقرب[3] الخ اور اس سے پہلے یہ عبارت مذکور ہے واذا استغنی الغلام عن الخدمۃ اجبر الاب او الوصی او الولی علی اخذہ[4] اور استغنا کی مدت سات برس کی عمر ہے۔ کما فی الدر المختار وقدر بسبع[5] الخ۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المختار باب الحضانۃ ص۸۷۱ ج۲ ظفیر
[2] رد المختار باب الحضانۃ ص۸۸۰ ج۲ ظفیر [3] ایضاً ۱۲ ظفیر
[4] الدر المختار علی ھامش رد المختار باب الحضانۃ ص۸۸۱ ج۲ - ظفیر

بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے

سوال (۱۲۴۴) بچہ کو دودھ پلوانا والدین میں سے کس پر فرض ہے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔

الجواب:- دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے، یعنی یہ کہ اگر ماں دودھ نہ پلادے تو باپ کسی مرضعہ کو مقرر کرے کہ وہ ماں کے پاس رہ کر دودھ پلادے لیکن اگر باپ غریب ہے اور ماں کو کوئی عذر نہیں ہے تو ماں کے ذمہ بچہ کو دودھ پلانا ضروری ہے[1]۔

ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے

سوال (۱۲۴۵) ماں کے بعد نانی کو نابالغان کی حضانت کا اختیار ہوتا ہے یا کسی دیگر رشتہ دار کو۔

الجواب:- حق حضانت ماں کے بعد نانی کو[2] ہے۔

لڑکی کے بالغہ ہونے تک حق پرورش ہے

سوال (۱۲۴۶) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے اور جب کہ لڑکی اپنی نانی کے پاس رہنا چاہتی ہو کہ جس نانی نے اسے پرورش کیا اور جس کو اس لڑکی کی حضانت کا اختیار ہو، اس صورت میں اس لڑکی کو کوئی مرد رشتہ دار البعید جو مجرد ہو اور نامحرم لڑکی کا ہو تو وہ شخص لڑکی کو بجبر اس کی نانی سے کیا لے سکتا ہے؟

الجواب:- حق حضانت لڑکی کے حائضہ ہونے تک نانی کو ہے

[1] الحضانۃ تثبت للام الا ولا تجبر من لہا الحضانۃ علیہا الا اذا تعینت لہا ولم یاخذ ثدی غیرہا اولم یکن للاب ولا للصغیر مال بہ یفتی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ج۲) ظفیر

[2] ثم بعد الام بان ماتت اولم تقبل ام الام وان علت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانت ص۸۷۷ ج۲ و ص۸۷۸ ج۲) ظفیر

دور کا رشتہ دار اگرچہ وہ ولی نکاح کا ہو، نانی سے اس کو نہیں لے[1] سکتا۔

زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی ولی سے نہیں لے سکتی

سوال (۱۲۴۷) اگر لڑکی کی حضانت کا زمانہ ختم ہو گیا ہو، اور لڑکی کا ولی لڑکی کو اس عورت سے کہ جس کی حضانت میں وہ رہی ہو، لینا چاہیے تو کیا اس عورت کو خرچہ پرورش جو اس کی پرورش میں خرچ ہوا ہے اس شخص سے کہ جو اپنے قبضہ میں لے لینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- زمانہ گذشتہ کا خرچہ نانی وغیرہ جس کو حق حضانت ہے، ولی عصبہ سے نہیں لے سکتی[2]۔

بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جا سکتا ہے

سوال (۱۲۴۸) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے بغیر رضامندی لڑکی کے نانی سے کوئی جدا کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- نہیں[3]۔

[1] ثم بعد الام ام الام الخ والحاضنۃ الخ احق بہ الخ والام والجدۃ لام ولاب الخ احق بہا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۷۶ ج۲ و ص۸۸۱ ج۲) ظفیر

[2] والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضا ای اصطلاحہما علی قدر معین اصنافا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۶ ج۲) ظفیر

[3] فان لم تکن لہ ام فام الام اولی من ام الاب والام والجدۃ لام او لاب احق بالجاریۃ حتی تحیض (ہدایہ باب حضانۃ الولد ص۴۱۳ ج۲ و ص۴۱۴ ج۲) ظفیر۔

حق پرورش کی مدت

سوال (۱۲۴۹) دختر کو اس کی ماں کو اور ماں نہ ہو تو نانی کو حق حضانت کس مدت تک ہے، اور دختر کے باپ کا چچازاد بھائی دختر کو اس کی نانی سے بجبر لینے کا مجاز ہے یا نہیں۔

الجواب: ماں کو اور اس کے بعد نانی کو حق حضانت لڑکی کا اس لڑکی کے حائضہ ہونے تک ہے یعنی بالغہ ہونے تک ہے، اور ولایت نکاح نابالغہ کے عصبات کو ہے علیٰ ترتیب الارث والحجب۔ اور اگر کوئی ولی محرم لڑکی کا نہ ہو بلکہ غیر محرم ہو تو لڑکی بعد پورا ہونے حق حضانت کے اس کے سپرد نہ کی جاویگی، بلکہ جس کے پاس ہے مثلاً نانی وغیرہ کے اسی کے پاس چھوڑی جاوے گی، در مختار میں ہے والام والجدة لام اواب احق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة الخ وفی رد المحتار وفی الخلاصة وغیرها واذا استغنی الغلام او بلغت الجاریة فالعصبة اولیٰ یقدم الاقرب فالاقرب ولا حق لابن العم فی حضانة الجاریة الخ قلت بقی ما اذا انتهت الحضانة ولم یوجد له عصبة ولا وصی فالظاهر انه یترك عند الحاضنة[1] الخ وفیه ایضاً وبتعلیلهم بان ابن العم غیر محرم وانه لا حق لغیر المحرم۔

ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۵۰) زید کا انتقال ہوگیا اور زید کے تین لڑکیاں صغیر سن ہندہ بیوہ زید کے بطن سے ہندہ کے پاس موجود ہیں، انتقال زید کے دو برس بعد ہندہ نے بچوں کے نامحرم سے نکاح ثانی کرلیا تو حق حضانت لڑکیوں کا ان کی نانی کو ہے یا علاتی بہن اور پھوپی کو، جب کہ علاتی بہن اور پھوپی لڑکیوں کا صرف خود اپنے پاس سے اٹھادیں۔

[1] رد المحتار باب الحضانة ص ۸۴۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب: قال فی الدر المختار ثم ای بعد الام ام الام ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم لاب[1] الخ وفی الشامی اذا ارادت ام الام تربیته باجر وام ابیه ترضی بذلك مجانا فاجبت بانه یدفع للمتبرعة[2] الخ ص ۶۳۵

روایت در مختار سے یہ معلوم ہوا کہ نانی اور دادی کے بعد بہن کا حق ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوا کہ ان میں سے جو مفت پرورش کرے وہ احق ہے، لہٰذا صورت مذکورہ میں لڑکیاں علاتی بہن اور پھوپی کے پاس چھوڑی جائیں گی تاکہ لڑکیوں کا نقصان مالی نہ ہو۔

نابالغ کا حق پرورش

سوال (۱۲۵۱) زید فوت ہوا۔ اس نے ایک زوجہ تین لڑکیاں چھوڑی، ایک کی عمر ڈھائی برس کی ہے، حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب: پرورش کا حق اول اس کی والدہ کا ہے، پھر نانی کا، پھر دادی کا اور پھر بہنوں کا حق ہے[3]۔

بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ

سوال (۱۲۵۲) اس لڑکی کا مال بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے یا کیا کیا جاوے۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۴۴ و ص ۸۴۹ ج ۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانة ص ۸۴۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[3] احق الناس بحضانة الصغیر حال قیام النکاح او بعد الفرقة الام الخ وان لم تکن له ام تستحق الحضانة الخ فام الام اولیٰ من کل واحدة الخ فان لم یکن للام ام فام الاب اولیٰ ممن سواها الخ فان ماتت الخ فالاخت لاب وام (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس عشر فی الحضانة ص ۳۰۲ ج ۱) ظفیر

الجواب: - بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے گا[1] -

سوال (۱۲۵۳) خرچ پرورش کس کے ذمہ ہے اور کس قدر اور کتنی مدت تک - | پرورش کا خرچ

الجواب: - اگر خود اس لڑکی کا مال موجود ہے تو اس میں سے اس کا خرچہ لیا جاوے گا، اور اگر اس کے پاس نہیں ہے یعنی اس کے باپ نے کچھ نہیں چھوڑا تو والدہ وغیرہ کے ذمہ ہے اور ترتیب اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔ کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ اس کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ خرچ پرورش کا ہے اور مدت حضانت مذکر کے لئے سات برس ہے اور مؤنث کیلئے بلوغ یعنی حیض کا آنا ہے[2] -

سوال (۱۲۵۴) بعد پرورش کون ولی ہوگا - | بچہ کا ولی کون ہوگا

---

[1] نفقة الاولاد الصغار على الاب لا يشاركه فيها احد الخ ارضاع الصغير اذا يوجد من ترضعه انما يجب على الاب اذا لم يكن للصغير مال و اما اذا كان له مال فتكون مؤنة الرضاع في مال الصغير كذا في المحيط الخ ونفقة الصبي بعد الفطام اذا كان له مال في ماله الخ وان كان الاب معسرا وليس للصغير مال يقضى بالنفقة على الجد ولا يرجع الجد بذلك على احد (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السابع عشر في النفقات فصل رابع ص۴۹۶ ج۱ و ص۴۹۸ ج۱) ظفیر -

[2] والام والجدة احق بالغلام حتى يستغني وقدر بسبع سنين و قال القدوري حتى يأكل ويشرب وحده ويستنجي وحده وقدره ابوبكر الرازي بتسع سنين والفتوى على الاول والام والجدة احق بالجارية حتى تحيض (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس في الحضانة ص۵۴۳ ج۱) ظفیر

الجواب: - ولی عصبات ہوتے ہیں على ترتيب الارث والحجب كما في الدر المختار پس اس صورت میں اگر دادا وغیرہ موجود نہیں ہے تو چچا ولی ہے[1] -

سوال (۱۲۵۵) زید نے انتقال کیا چار لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ کر، اس میں ایک لڑکا اور لڑکیاں بالغہ زوجہ اول متوفیہ سے ہیں، اور تین لڑکے نابالغ زوجہ ثانیہ موجودہ سے ہیں، نابالغان کی حق پرورش اور جائداد کا محافظ اور امین کون ہے - | نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے

الجواب: - نابالغان کا حق حضانت یعنی حق پرورش اس صورت میں ان کی والدہ کو ہے[2]، اور ولی نکاح نابالغان کا ان کا بھائی علاتی ہے جو کہ بالغ ہے[3]، اور حصہ جائداد وغیرہ جو نابالغان کا ہے وہ ان کی والدہ کے پاس رکھا جاوے -

---

[1] الولي في النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب الخ فان لم يكن عصبة فالولاية للام (در مختار) قوله فيقدم ابن المجنونة الخ ثم يقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقيق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقيق ثم لاب ثم العم الشقيق ثم لاب ثم ابنه (رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲ و ص۴۲۸ ج۲) ظفیر

[2] اذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد (هدايه باب حضانة الولد ص۴۱۳ ج۲) ظفیر -

[3] الولي في النكاح العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص۴۲۷ ج۲) ظفیر -

خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۶) ایک لڑکی نابالغہ کے والدین مرچکے ہیں، صرف خالہ اور چچا موجود ہیں، اس صورت میں حق حضانت کس کو ہے۔

الجواب:- اس صورت میں حق حضانت نابالغہ کا خالہ کو[1] ہے اور ولی نکاح کا اس کا چچا ہے، کذا فی الدر المختار[2]۔

حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو

سوال (۱۲۵۷) زید نے زوجہ اول مرحومہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بالغ اور زوجہ ثانیہ موجودہ سے تین لڑکے نابالغان چھوڑ کر انتقال کرگیا، نابالغہ ثلاثہ کا حق پرورش اور جائداد ونکاح کا ولی کون ہے۔

الجواب:- حق پرورش نابالغان کا ان بچوں کی والدہ کو ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے، لہذا اس صورت میں اگر دادا ان نابالغوں کا موجود نہیں تو ان کے نکاح کا ولی ان کا علاتی بھائی ہے، اور جائداد کی ولایت بھائی کو نہیں ہے، اس صورت میں حکام جس کو منتظم مقرر کردیں وہ انتظام کرے[3]۔

حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو ہے

سوال (۱۲۵۸) ایک لڑکی بعمر تخمیناً گیارہ برس کی اپنی نانی حقیقی کے پاس رہتی ہے اس وجہ سے کہ اس کے والدین مرچکے ہیں۔ البتہ اس لڑکی کا تایا زندہ ہے، اس صورت میں حق پرورش

[1] ثم الخالات اولی من العمات ترجیحا لقرابة الام (ھدایہ باب حضانة الولد ومن احق ص ۲/۴۱۳) ظفیر [2] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الا علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۲/۴۲۶) ظفیر [3] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الا علی ترتیب الارث والحجب (در مختار) لا المال فان الولی فیه الاب ووصیه والجد ووصیه والقاضی ونائبه فقط (رد المحتار باب الولی ص ۲/۴۲۶) ظفیر

لڑکی مذکورہ کا اور ولایت نکاح کی کس کو ہے۔

الجواب:- اس صورت میں حق پرورش لڑکی کا اس کی نانی کو ہے حیض آنے تک یعنی بالغہ ہونے تک وہ نانی کے پاس رہے گی اور تایا اس کو نہیں لے[1] سکتا، البتہ ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اس کے تایا کو ہے جبکہ اس سے قریب تر کوئی عصبہ موجود نہیں[2] اور یہ ولایت اور اختیار لڑکی کے عدم بلوغ تک ہے بعد بالغہ ہونے کے کسی ولی کا جبر اس پر نہیں ہوسکتا خود لڑکی بالغہ کی اجازت ورضا سے اس کا نکاح ہوسکتا[3] ہے۔

پھوپی اور تائی میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۹) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سال ہے اس کے والدین فوت ہوگئے ہیں، اب ورثا میں جھگڑا ہو رہا ہے، لڑکے کی پھوپی کہتی ہے کہ لڑکا اور مال مجھ کو ملنا چاہئے، اور تائی کہتی ہے کہ مجھ کو ملنا چاہئے، لڑکے کا چچا تایا کوئی زندہ نہیں ہے، پھوپی اور پھوپی زاد بھائی اور تائی زندہ ہے، مال اور لڑکا کس کے پاس رہے گا۔

الجواب:- اس صورت میں اس لڑکے کی پرورش کا حق اس کی

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبی ام الام وان علت ... والجدة لام او لاب احق بها للصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (در مختار) وبلوغها اما بالحیض او الانزال او السن ط (رد المحتار باب الحضانة ص ۲/۸۷۲ و ص ۲/۸۸۳) ظفیر۔

[2] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الا علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۲/۴۲۶) ظفیر

[3] لا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۲/۴۲۶) ظفیر۔

پھوپی کو ہے، تائی اور پھوپی زاد بھائی کو کچھ حق بمقابلہ پھوپی کے نہیں ہے، چنانچہ درمختار میں خالہ کے بعد پھوپی کا حق لکھا ہے۔ ثم الخالات ثم العمات کذلک[1] اھ

حق پرورش ماں کو ہے

سوال (۲۶۰) زید کے پاس ایک داشتہ عورت موجود ہے، یہ عورت جس وقت زید کے پاس آئی تو اپنے ساتھ ایک لڑکا ہشت سالہ لائی، زید نے اس متبنیٰ ویالک کو اپنے پاس رکھا اور پرورش کی، وہ لڑکا جب بالغ ہوا تو اس کا نکاح ہندہ سے کردیا، بطن ہندہ سے دو لڑکے ہوئے، ایک کی عمر چار سال دوسرے کی چھ سال ہے۔ دو سال ہوئے ہندہ کا زوج مرگیا، زید نے مسماۃ کے پاس جس قدر زیورات وکپڑے واثاث البیت وغیرہا تھے بروز وفات شوہر ہندہ زبردستی چھین لئے، مسماۃ میکہ میں چلی آئی اور اس کا باپ اس کی اور دونوں صغیر بچوں کی پرورش کرتا ہے، وہ عورت اپنے شوہر کے پاس زید سے علیحدہ دوسری جگہ رہتی تھی اور اس کا شوہر آٹھ سال سے زید سے علیحدہ رہتا تھا۔ اور زیور واثاث البیت مال ومتاع سب مکسوبہ زوج مسماۃ تھا۔ اب زید نے عدالت میں دعویٰ کیا ہے کہ دونوں اطفال صغیر مجھے دلوائے جاویں، میں ان کی پرورش کروں گا عدالت نے اس مقدمہ کو پنچائت کے سپرد کیا، پنچوں نے یہ لکھا ہے جس صورت میں دونوں بچے صغیر ہیں اور ماں ان کی پرورش کی درخواست کرتی ہے تو فی الحال وہ بچے زید کو نہ دیئے جاویں، بلکہ ماں کے پاس رہیں، کیونکہ نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد ۲ باب الحضانت میں ص۳۰۴ میں ہے کہ تربیت کی حقدار اول ماں ہے اس پر جبر نہ کریں گے اگرچہ اس میں اور خاوند میں تفریق ہو جاوے، یعنی طلاق دی ہو، اس لئے کہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ ایک عورت نے

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص۸۷۴ ۱۲ ظفیر

کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا تھا پیٹ میرا اس کا برتن، چھاتی میری اس کی مشک گود میری اس کا مکان، اس کے باپ نے مجھے طلاق دی اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے، سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہ تو زیادہ حقدار ہے اس کے رکھنے کی جب تک کہ نکاح نہ کرے، روایت کیا اس کو ابوداؤد واحمد وحاکم نے اور صحیح کہا اس کو، اور اس واسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ۔ ہے تو اس کو دینا اچھا ہوگا، حضرت ابوبکرؓ نے نہ دیا حضرت عمرؓ کو بلکہ سپرد کیا اس کو اس کی ماں کے وقت وقوع فرقت کے، روایت کیا اس کو مالکؒ نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابوبکرؓ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے طلاق دی جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو، تو اس نے نکاح کیا، اور آئے حضرت عمرؓ اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اس کو اس کی ماں نے، یہاں تک کہ مرافعہ کیا دونوں نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس، تو فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے کہ چھوڑ دو اس لڑکے کی ماں اور اس لڑکے کو تو لے لیا اس کی ماں نے لڑکے کو، اور ایک روایت میں مصنف کے ہے کہ فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے کہ چھونا ماں کا، گود اس کی، بو اس کی بہتر ہے اس کے لئے تم سے یہاں تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے نفس کو انتہی۔ اور مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۳ ص۸۱ مولانا عبد الحیؒ بجواب ایں سوال کہ عصبات را ہم حق حضانۃ است یا نہ، لکھتے ہیں، ہرگاہ مادر یا خالہ یا مادرِ مادر یا مانند آنہا نباشند یا آنکہ بعذرے حق اینہا ساقط شود برائے پرورش بعصبات دادہ خواہد شد، در عالمگیریہ می آرد اذا وجب الانتزاع من النساء او لم یکن للصبی امی أة من اهله یدفع الی العصبة[1] انتهی۔ اور بزبر جواب

[1] عالمگیری مصری باب الحضانة ص۵۴۲/۱ - ظفیر

سوال باوجود مادر وخواہرش جدہ را حق حضانت می رسد یا نہ، تحریر فرماتے ہیں فی الدر المختار ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقہا او تزوجت باجنبی ام الام وان علت عند عدم اہلیۃ القربیٰ ثم ام الاب وان علت انتہیٰ[1]۔ اور اسی کتاب کے جلد ۳ ص ۱۰ میں باب الحضانۃ میں ہے، سوال حق حضانۃ کہ مادر راست بکدام عذر ساقط می شود، جواب بعذر آنکہ مرتد شود یا فاجرہ باشد بزنا یا غنا یا سرقہ یا نیاحۃ یا مانند آں یا پرورش نہ نماید کہ طفل را گذاشتہ اکثر اوقات از خانہ می برآید یا آنکہ بغیر محرم دختر را نکاح کرد۔ در درمختار می آرد والحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجوراً یضیع الولد بہ کزنا وغنا وسرقۃ ونیاحۃ کما فی البحر او غیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبیٰ بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضائعاً او متزوجۃ بغیر محرم الصغیرۃ انتہیٰ[2] بناءً علیہ بچے صغیرہ والدہ کی پرورش میں رہیں گے، یہ فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اس میں شبہ نہیں کہ حق حضانت اول والدہ کو ہے پھر نانی کو پھر دادی کو الیٰ آخر الترتیب اور لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق والدہ اور جدہ کو بالغہ ہونے تک موافق ظاہر الروایۃ کے ہے۔ اور امام محمدؒ کے قول کے موافق نو برس تک[3]۔ بہر حال

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۴۴ ج ۲۔ ظفیر [2] ایضاً ص ۸۴۶ ج ۲۔ ظفیر
[3] الحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الخ ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام ثم ام الاب الخ والام والجدۃ احق بہا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ الخ وغیرہما احق بہا حتی تشتہی وقدر بتسع وبہ یفتی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی (ایضاً ص ۸۵۱ ج ۲) ظفیر

مدت مذکورہ میں دونوں بچوں کی پرورش کا حق والدہ کو ہے اور اگر باپ ان بچوں کا نہیں ہے تو زید کو کچھ حق ولایت نہیں، حق نابالغان کا بھی نہیں ہے، پس فیصلہ پنچان جو متعلق حق حضانت والدہ کے ہوا، صحیح موافق شریعت کے ہے۔ اور عبارات کتب معتبرہ مع ترجمہ خود فیصلہ پنچان میں درج ہیں، اور کسی عبارت کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے

سوال (۱۲۶۱) ہندہ مرگئی اور اس کے چار بچے ہیں ہر بچہ سات برس سے کم ہے، ان بچوں کے نانا اور دادا اور دادی وخالہ اور پھوپی وباپ موجود ہیں، اس صورت میں کون ان بچوں کو رکھ سکتا ہے۔

الجواب:۔ حق حضانت دادی کو ہے[1] اور ولایت نکاح باپ کو ہے[2]

پرورش کی کیا مدت ہے اور اس کے بعد کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۲) پرورش کرنے کی مدت کتنی ہے؟ اور کتنی مدت کے بعد والد اپنے لڑکے بچے کو لے سکتا ہے۔

الجواب:۔ حق پرورش لڑکے میں سات سال ہے اور لڑکی میں حیض آنے تک، بعد مدت مذکورہ والد اپنے بچوں کو لے سکتا ہے، والحاضنۃ احق بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی و بالصغیرۃ حتی تحیض فی ظاہر الروایۃ[3]۔ درمختار

ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش حاصل نہیں رہتا

سوال (۱۲۶۳) میرا بھائی چھ سال ہوئے انتقال کر گیا، اور اس نے اپنی دختر کو جس کی عمر چار سال

[1] ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب وان علت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۴۴ ج ۲) ظفیر [2] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انثیٰ علی ترتیب الارث والحجب (ایضاً باب الولی ص ۳۲۶ ج ۲) ظفیر
[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۸۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر

کی تھی اپنے بڑے بھائی اور چھوٹی بہن کے سپرد کر گیا، ڈیڑھ سال ہوا کر بڑا بھائی بھی فوت ہو گیا، بعد ازاں لڑکی میری چھوٹی بہن کی سپردگی میں رہی، اس وقت لڑکی میرے پاس ہے جس کی عمر دس برس کی ہو چکی ہے، میری بھاوج یعنی لڑکی کی والدہ کے ایک لڑکا فعل حرام سے تولد ہوا، اس صورت میں لڑکی کی پھوپی لڑکی کی ولی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے کہ اگر ماں مرتدہ ہو جاوے یا زانیہ ہو یا غیر مامون ہو تو اس کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جس کا حق ہے اس کے پاس بچہ رہے گا، پس اس صورت میں جبکہ پھوپی کے سوا ماں کے بعد اور کوئی حقدار نہیں ہے تو پھر پھوپی کو حق پرورش ثابت ہو جاوے گا لڑکی کے بالغہ ہونے تک پھوپی اس کو رکھ سکتی ہے۔ اور جب لڑکی بالغہ ہو جاوے تو اس کی اجازت سے پھوپی اس کا نکاح بھی کر سکتی ہے درمختار میں ہے الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجوراً یضیع الولد به کزنا الخ او غیر مامونة الخ[1] - فقط

حق پرورش کی ترتیب

سوال (۱۲۶۴) نابالغہ کی پرورش کا حق ماں کے بعد اول نانی کو ہے یا بہن کو، اور ولایت نکاح میں کس کا درجہ مقدم ہے۔

الجواب: - ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت درمختار[2] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حق پرورش نابالغہ میں ماں کے بعد نانی کا حق بہن سے مقدم ہے اور ولایت نکاح نابالغہ میں بھی نانی مقدم ہے بہن سے - وادلا هم الام ثم الجدة ثم الاخت لاب وام الخ شامی[3] باب الولی - فقط

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۴۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۸۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۹ ج ۲ - ظفیر۔

جیسا بھی ماحول ہو ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۶۵) میرا لڑکا عبدالقادر جس کی عمر ۳½ سال ہے، کچھ عرصہ چار ماہ ہوا، اس کی والدہ انتقال کر گئی، وہ اپنے نانا، نانی کے یہاں مقیم ہے جہاں پر اس کی تربیت اسلام کے خلاف گالی گلوج اور لغویات سے ہو رہی ہے، لیکن اس کے نانا، نانی اس کو میرے پاس آنے نہیں دیتے تو ازروئے شریعت اس کو وہاں اسی حالت میں رہنے دیا جاوے یا تربیت اسلام کے واسطے کوشش کر کے ان سے لے لیا جاوے۔

الجواب: - آپ کے لڑکے عبدالقادر سلمہٗ کی والدہ چونکہ انتقال کر گئی ہے تو بحالت موجودہ ان کی پرورش کا حق اس کی نانی کو ہے، سات برس تک وہ رکھ سکتی ہے، اس کے بعد آپ لے سکتے ہیں اور اپنے پاس رکھ کر ہر قسم کی تعلیم شروع کرا سکتے ہیں، یہ عمر ایسی ہے کہ اگر کچھ وہاں کی صحبت سے لڑکے میں جو بُرے اثرات کچھ پیدا بھی ہوں گے تو ان اثرات کا ازالہ جلد ہو سکتا ہے، هكذا فی کتب الفقه[1] - فقط

نو سال کے بعد لڑکا کو باپ اس کی ماں سے لے سکتا ہے

سوال (۱۲۶۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اس کے ایک لڑکا صغر سن تھا جس کی عمر سات سال سے کم تھی، کچھ عرصہ کے بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا بچہ کے غیر محرم سے اور بچہ کی عمر بھی نو سال کی ہو گئی تو عورت سے بچہ کا مطالبہ اس کے باپ نے کیا، لیکن اس کی ماں دینا نہیں چاہتی، اس صورت میں باپ کی موجودگی

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ والحاضنة اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۶ ج ۲ و ص ۸۸۱ ج ۲) ظفیر

میں کوئی دوسرا ولی ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کو کچھ حق نہیں رہتا کما فی الدر المختار والحاضنۃ اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی[1]، اور نیز والدہ کا حق پرورش بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لینے سے ساقط ہوجاتا ہے، والحاضنۃ یسقط حقہا بنکاح غیر محرمہ الخ درمختار[2]۔ لہذا اس صورت میں کسی طرح والدہ، نانا، نانی وغیرہم کو اس لڑکے کے روکنے کا کچھ حق نہیں ہے، باپ اس کو لے سکتا ہے اور باپ اس کا ہر طرح حقدار ہے، اور باپ کی موجودگی میں دوسرا کوئی ولی اقرب اس لڑکے کا نہیں ہے۔

والدہ کے بعد حق پرورش نانی کو سات سال کی عمر تک ہے

سوال (۱۲۶۷) میری زوجہ ثانی کا انتقال ہوگیا ہے، ایک بچہ جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے، اپنے نانا کے پاس ہے، ان کو بھوپال روانہ کرنے میں اصرار ہے یا میرے مقابلے میں اس کا ولی نانا یا ماموں ہوسکتا ہے۔

الجواب:- اس لڑکے نابالغ کے مال اور نکاح کی ولایت آپ کو ہے، اور حق پرورش سات برس کی عمر تک والدہ کے بعد اول نانی کو اس کے بعد دادی کو اس کے بعد بہنوں کو ہے، پس اگر نانی بچہ کی موجود ہے اور وہ اس کو اپنی پرورش میں رکھنا چاہتی ہے تو آپ سات برس کی عمر ہونے پر اس کو لے سکتے ہیں، اور اگر نانی بچہ کی موجود نہیں ہے تو حق پرورش بچہ مذکور کا اس کی دادی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۸۱ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۸۲ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

اور بہنوں کو ہے[1]، ان کے حضانت میں نانا اور ماموں کو حق پرورش نہیں ہے بلکہ نانا اور ماموں کا درجہ حق پرورش میں باپ وغیرہ کے عصبات کے بعد ہے اور پرورش کرنے والی لڑکے کو آپ کی اجازت سے بھوپال لے جاسکتی ہے،

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام ثم لام الخ والحاضنۃ اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۷ ج ۲ و ص ۸۸۱ ج ۲) ظفیر۔

باب ہشدہم

نان و نفقہ سے متعلق احکام و مسائل

شوہر کے خلاف مرضی جب بیوی میکے چلی جائے تو حق نفقہ نہیں رہتا

سوال (۱۲۶۸) ایک عورت کے پیٹ میں لڑکا مر گیا، ڈاکٹر سے نکلوایا گیا جس کے صدمہ سے دونوں مقام ایک ہو گئے، مرد کے کام کی نہیں رہی، اس نے دوسرا نکاح کیا، یہ اس دوسری عورت سے بھی لڑی اور تنگ کیا، پھر اپنا اور اس دوسری عورت کا کل زیور لے کر اپنے باپ کے مکان میں چلی گئی اور اس سے انکار کرتی ہے کہ میں نہیں لائی۔ اب شوہر کو یہ خیال ہے کہ اگر طلاق دوں تو کوئی شخص اس سے نکاح نہ کرے گا، یہ خیال ہے کہ اس کو اس کے باپ کے گھر خرچ دیدیا کرے۔

الجواب:- جب کہ وہ عورت شوہر کے گھر سے خلاف مرضی شوہر کے اپنے باپ کے گھر چلی گئی، نفقہ اس کا ساقط ہو گیا، اگر وہاں رہتے ہوئے شوہر اس کو نفقہ نہ دے گا تو گنہگار نہیں ہے۔ اور اگر دیدیوے تو

تو یہ شوہر کا تبرع اور احسان ہے گنہ کچھ نہیں[1]۔ فقط

گذشتہ سالوں کے اخراجات کی ادائیگی شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۲۶۹) زید اپنی زوجہ کو سسرال میں رکھتا تھا اور کل خرچہ اس کا اس کے والدین اٹھاتے تھے، زید نے کبھی کچھ نہیں دیا، اب اس کے والدین اس سے خرچہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:- مذکورہ بالا اخراجات جو زوجہ زید کے والدین نے اپنی لڑکی پر صرف کئے ان کے مطالبہ کا حق اس کے والدین کو نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار والنفقة لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء[2] الخ۔ فقط

شوہر نفقہ بند کر دے تو کیا کیا جائے

سوال (۱۲۷۰) خاوند بسبب ناراضگی کے بیوی کا نفقہ بند کر دے تو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:- شریعت میں اس کا علاج یہ ہے کہ شوہر کو مجبور کیا جائے کہ نان و نفقہ دیوے یا طلاق دیوے[3]۔ فقط

بیویوں کا حق مکان ہے، بہتر ہونا ضروری نہیں

سوال (۱۲۷۱) ایک شخص کے دو بیبیاں ہیں اور ہر ایک بیوی کو ایک مکان علیحدہ دیا، اب عرصہ کے بعد ایک بیوی مکان بدلنا چاہتی ہے، کیونکہ ایک کے پاس کڑی چھت کا ہے، اور دوسری کے پاس کھپریل کا ہے۔ اب آیا زوج کو مکان کا بدل دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر نہ بدلے تو کچھ گنہ تو نہیں؟

---

[1] ولا نفقة لاحد عشر الی ان قال وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش رد المختار باب النفقة ص ۸۹۰/۲) ظفیر

[2] ایضاً ص ۹۰۶/۲، ۱۲ ظفیر [3] ویجب (الطلاق) لوفات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی هامش رد المختار کتاب الطلاق ص ۵۴۲/۲) ظفیر

الجواب: - اس میں زوج پر کچھ گناہ نہیں ہے، حق سکونت ہر دو زوجہ کا ادا ہوگیا، اور اب دوسری زوجہ کو بدلنے کا کچھ حق نہیں[1] -

خسر سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

سوال (۱۲۷۲) (م)، شوہر (ز)، اپنی زندگی میں اپنے باپ کے ساتھ اکٹھا رہتا تھا، اب بعد انتقال (م) کے (ز) اپنے خسر سے اپنے زمانہ عدت کے نفقہ اور مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ نیز بعد وفات (م) (ز) کے لڑکا پیدا ہوا، اور پندرہ ماہ زندہ رہ کر فوت ہوگیا، اس کا پندرہ ماہ کا خرچہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: - زمنکوحہ م کی اپنے خسر سے مطالبہ نفقہ عدت وغیرہ کا نہیں کر سکتی[2]، اگر م نے کچھ ترکہ مملوکہ اپنا چھوڑا ہے تو مہر اپنا اس ترکہ شوہری میں لے سکتی ہے، اور حصہ میراث اپنا اور اپنے پسر کی طرف سے جو اس کو پہنچا وہ لے سکتی ہے،

شوہر بیوی کو نکال دے تو اس کا نفقہ اس پر واجب ہے

سوال (۱۲۷۳) اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید، نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است یا نہ؟ واگر زوجہ بسبب عدم ادائے حقوق طلاق طلب کند عاصی ہست یا نہ؟ -

الجواب: - اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است زوجہ نالش کردہ بگیرد[3]، واگر بسبب عدم ادائے

[1] وعلی الزوج ان یسکنہا فی دار مفردۃ لیس فیہا احد من اہلہ (ہدایہ باب النفقہ ص ۴۲۱ ج ۲) ظفیر [2] النفقۃ واجبۃ للزوجۃ علی زوجہا مسلمۃ کانت او کافرۃ اذا اسلمت نفسہا الی منزلہ فعلیہ نفقتہا وکسوتہا وسکناہا (ایضاً ص ۴۱۶ ج ۲) ظفیر
[3] تجب للزوجۃ علی زوجہا (النفقۃ) الی قولہ ولو ہی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی ولکن اذا طالبہا ولم تمتنع او امتنعت للمہر (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب النفقۃ ص ۸۸۶ ج ۲) ظفیر

حقوق زوجہ طلاق طلب کند عاصی نیست وبر شوہر واجب است کہ در صورت عدم ادائے حقوق او طلاق بدہد[1] - فقط

نفقہ اور سامان جہیز کا حکم

سوال (۱۲۷۴) زید نے ہندہ زوجہ خود کو بوجہ تنہائی کے چھ برس سے اپنی خوشی سے اس کے میکے میں چھوڑ آیا، اور ایک ماہ کا نان نفقہ دے کر کہا کہ آئندہ اسی طرح دیتا رہوں گا، مگر بعد اس کے اس نے کچھ نہیں دیا، اور اب اس نے طلاق دیدی تو اب ہندہ اپنا مہر اور نان نفقہ میکے میں رہنے کی مدت کا اور بعد اس کے زمانہ عدت کا نان نفقہ اور سامان جہیز وغیرہ جو اس کے والدین نے دیا تھا پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب: - اس صورت میں ہندہ اپنا مہر اور نفقہ والدین کے گھر رہنے کی مدت کا اور نفقہ عدت کا لینے کی مستحق ہے[2]، شوہر سے مطالبہ اس کے لینے کا کر سکتی ہے، اور سامان جہیز جو اس کو والدین سے ملا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کو بھی لے سکتی ہے ہکذا فی کتب الفقہ[3] -

زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ

سوال (۱۲۷۵) زوجہ پسر متوفی کی عدت میں ہے، اس کی عدت کے اخراجات کس کے ذمہ ہیں کیا شوہر کے باپ کے ذمہ

[1] ویجب (الطلاق) لو فات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الطلاق ص ۵۷۲ ج ۲) ظفیر [2] فتجب للزوجۃ علی زوجہا (الی قولہ) ولو ہی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی (در مختار) فتجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبہا (رد المختار ص ۸۸۹ ج ۲) ظفیر
[3] وجہز ابنتہ بجہاز وسلمہا ذلک مالیس لہ الاسترداد منہا ولا لورثتہ بعدہ (الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۵۰۳ ج ۲) ظفیر

ہے؟ اگر شوہر کا پدر کچھ زوجہ کے صرف میں خرچ کرے تو زوجہ کے حقوق میں سے مجرا کر سکتا ہے یا نہ؟

الجواب:- کسی کے ذمہ نہیں ہیں، کیونکہ شوہر تو مر گیا اس کے ذمہ نفقہ عدت کا نہیں ہے[1] اور شوہر کے باپ کے ذمہ یہ اخراجات نہیں ہیں، پدر جو کچھ خرچ کرے وہ تبرع ہے مجرا نہیں کر سکتا۔

مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے

سوال (۱۲۷۶) پسر متوفیٰ نے ایک پسر جس کی عمر چھ سال کی ہے چھوڑا، اس کا ولی کون ہے، اور حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

الجواب:- ولی اس بچہ کا اس کا دادا ہے اور حق پرورش اس کی والدہ کو ہے[2]۔

زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۷) زید نے بکر کے فرزند کے ساتھ عمر کی دختر کا نکاح اس معاہدہ پر کرایا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کر دو، اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرو، میں اس کے نان نفقہ و مہر کا ذمہ دار ہوں، اب لڑکا اپنی زوجہ کو عمر کے گھر چھوڑ گیا ہے اور نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ بلاتا ہے، اس صورت میں زید سے جو ضامن ہے نفقہ و مہر کا دعویٰ ہو سکتا ہے یا نہ؟

الجواب:- زید ضامن سے نفقہ اور مہر کا مطالبہ شرعاً ہو سکتا ہے، ولا یطالب الاب بمهر ابنه الصغیر الفقیر الا اذا ضمنه علی المعتمد کما فی النفقة[3] الخ وفی الشامی اداء ضمان الولی الکبیر منهما فظاهر لانه کالاجنبی الشامی

[1] لا نفقة المتوفی عنها زوجها (هدایه ص ۴۴۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] واذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد (هدایه ص ۴۱۳ ج ۲) ظفیر
[3] الدر المختار باب المهر ص ۲۹۱ ج ۲ علی هامش رد المحتار - ظفیر

زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے

سوال (۱۲۷۸) زوجہ مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہ؟

الجواب:- واجب ہے[1]۔ فقط

اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۹) اولاد کی شادی و پرورش اور تعلیم باپ کے ذمہ ضروری ہے یا نہ؟ خصوصاً جبکہ اولاد کے پاس مال نہ ہو۔

الجواب:- باپ کے ذمہ اولاد کا نفقہ اس وقت ہے کہ اولاد کے پاس مال نہ ہو، اگر اولاد کے پاس مال ہو تو اولاد کے مال میں سے ان پر خرچ کرے[2]۔

مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ

سوال (۱۲۸۰) معتدہ طلاق مستحق نفقہ از شوہر خود است یا نہ؟ و عدت معتدہ طلاق کہ جوان باشد حیض است، اگر تا سہ چہار سال می گوید کہ ہنوز سہ حیض از من از وقت طلاق منقضی نہ شدہ اند قول وے را اعتماد کردہ شود یا نہ؟ و نفقہ مدت مذکورہ بر شوہر لازم است یا نہ؟

الجواب:- وتجب لمطلقة الرجعی والبائن النفقة الخ ولو ادعت امتداد الطهر فلها النفقة[3] الخ پس معلوم شد کہ نفقہ مطلقہ تا

[1] واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسکنی فی عدتها رجعیا کان او بائنا (الی قوله) سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول للمطلقة الثلث النفقة والسکنی ما دامت فی العدة (هدایه ص ۴۲۱ ج ۲) ظفیر [2] وتجب النفقة بانواعها علی الحر لطفله یعم الانثی والجمع الفقیر الحر فان نفقة المملوک علی مالکه والغنی فی ماله الحاضر (در مختار) الفقیر ای ان لم یبلغ حد الکسب (رد المحتار باب النفقة مطلب الصغیر المکتسب نفقة فی کسبه ص ۹۲۳ ج ۲) ظفیر
[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۲۱ ج ۲ - ظفیر

انقضائے عدت واجب است ودر امتداد طہر قول مطلقہ معتبر است الّا ان یقیم الزوج البینۃ علی اقرارہا بانقضاء العدۃ او تبلغ ھی سن الایاس بعد ثلثۃ اشھر کذا فی الشامی

صغیر کا نفقہ

سوال (۱۲۸۱) نفقہ صغیر کہ بعمر دو سال است از پدر گرفتہ شود یا نہ؟ و مدت حضانت چیست؟

الجواب:- نفقہ صغیرہ بذمہ پدر است، حسب عرف نفقہ از پدر گرفتہ شود و تا ہفت سال نزد حاضنہ، ام یا ام الام یا غیر او شاں بماند۔[۱] فقط

مطلقہ کی عدت کا نفقہ بذمہ شوہر

سوال (۱۲۸۲) عورت حاملہ ہے بعد بچہ پیدا ہونے کے اس کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہوگا یا نہ؟

الجواب:- مطلقہ کا نفقہ عدت میں شوہر پر لازم ہے،[۲] اور بچہ پیدا ہونے پر بچہ کا نفقہ باپ کے ذمہ لازم ہے۔[۳]

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸۳) زوجہ اپنے شوہر کے ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:- درمختار میں ہے او ابت الذھاب الیہ او السفر

---

[۱] وتجب النفقۃ بانواعہا علی الحر لطفلہ یعم الانثی والجمع (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۲۳/ج ۲) والام والجدۃ احق بالغلام (الی قولہ) والخصاف قدر الاستغناء بسبع سنین اعتبارا للغالب (ہدایہ ص ۴۲۵/ج ۲) ظفیر۔ [۲] اذا طلق الرجل امرأتہ فلہا النفقۃ والسکنی فی عدتہا رجعیا کان او بائنا (ہدایہ ص ۴۲۲/ج ۲) ونفقۃ الاولاد الصغار علی الاب لا یشارکہ فیہا احد الخ (ہدایہ ص ۴۲۳/ج ۲) ظفیر۔

معہ او مع اجنبی بعثہ ما ینقلہا فلہا النفقۃ۔[۱] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے، نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہگار ہوگا۔

زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ

سوال (۱۲۸۴) زید نے زر دین مہر کل معجل اپنی زوجہ کو ادا کردیا، مسماۃ ہندہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی، اور بخانہ شوہر کے بھی آنے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں زید مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بخانہ اپنے سکونت پذیر کرکے حقوق زوجیت ادا کرنے کا شرعاً مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:- زید کو بیشک یہ حق ہے کہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور زوجہ کے ذمہ اس کی اطاعت اور ادائے حق شوہری لازم ہے،[۲] ورنہ وہ عورت ناشزہ اور نافرمان ہے، فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اگر زوجہ بے وجہ شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر نہیں رہتا۔[۳]

بلا وجہ شوہر کے مکان میں عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے

سوال (۱۲۸۵) ایک شخص بثبت اقرارنامہ بدیں الفاظ اپنی شادی کراتا ہے کہ میں اپنے خسر کے ہمراہ رہوں گا، اگر کسی قسم کی ناچاقی ہوجاوے تو مکان اسی محلہ میں کرایہ پر لے کر رہوں گا، اس شادی کو تین سال ہوگئے، ایک لڑکا بھی بعمر دو سال موجود ہے اب داماد اور خسر میں ایسا تنازعہ ہوگیا کہ نبھاؤ مشکل ہے، اس غرض سے داماد گھر چھوڑنے پر مجبور ہوا، اور آئندہ اس محلہ میں رہنا نہیں چاہتا، دوسرے محلہ میں مکان

---

[۱] الدر المختار باب النفقۃ ص ۸۶۷/ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔ [۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا الرجل دعا زوجتہ لحاجتہ فلتاتہ وان کانت علی التنور (مشکوۃ ص ۲۸۱) ظفیر۔ [۳] لا نفقۃ لاحد عشر ھی تدۃ الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۸۹/ج ۲) ظفیر

کرایہ پر لیا ہے، لڑکی اس مکان میں جانے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں لڑکی خاوند سے نان نفقہ پانے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہ اور لڑکا اپنی ماں کے ہمراہ ہے

الجواب :- اگر عورت اس مکان میں شوہر کے ساتھ بلا وجہ نہ جاوے گی، تو ناشزہ ہوگی، اور شوہر سے نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی ھکذا فی الدر المختار[1] وغیرہ، اور لڑکا ماں کے پاس ہی رہے گا[2]۔

بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے

سوال (۱۲۸۶) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کا مہر ادا کر دیا اور ہندہ کو اس کے والدین کے یہاں پہنچا دی، ہندہ کے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ ہے، زید نہ اس کی پرورش کرتا ہے اور نہ ہندہ کو نان نفقہ دیتا ہے، کوئی حق زوجیت ادا نہیں کرتا اور گھر رکھنے سے انکار کرتا ہے، اور طلاق بھی نہیں دیتا، اس صورت میں ہندہ کے گذر اوقات کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

الجواب :- نالش کر کے شوہر سے نان و نفقہ مقرر کرائے یا وہ طلاق دے گا یا نفقہ دے گا، شریعت کا یہ حکم ہے کہ حاکم شوہر سے زبردستی نفقہ دلوائے[3]۔

عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلا وجہ نکل جائے تو مستحق نفقہ عدت نہیں

سوال (۱۲۸۷) زوجہ بعد وفات شوہر چوتھے روز مکان اپنے شوہر کا جہاں شوہر فوت ہوا تھا چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے یہاں چلی گئی اور ایام عدت مکان شوہر میں نہیں گذارے، ایسی حالت میں شوہر کے ترکہ سے اس کو نان و نفقہ کا استحقاق تا اختتام

---

[1] لا نفقة خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة مختصرا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۹ ج ۲) ظفير۔ [2] تربية الولد تثبت للام النسبية ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة الخ او متزوجة بغير محرم الصغير ايضا باب الحضانة ص ۹۴۰ ج ۲) ظفير [3] فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۶ ج ۲) ويجب (الطلاق) لوفات الامساك بالمعروف (ايضا كتاب الطلاق ص ۵۹۳ ج ۲) ظفير

عدت حاصل ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- بعد وفات شوہر عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے وہ نکلے یا نہ نکلے، پس شوہر کے ترکہ میں سے عدت کا نفقہ عورت کو نہ ملے گا، فی الدر المختار لا تجب النفقة باقراعها المعتدة موت الخ[1]

والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ

سوال (۱۲۸۸) زید کے دو لڑکے ہیں زید اپنے لڑکوں سے کہتا ہے کہ تم اپنی کمائی میں سے میرا حصہ جدا کر دو، شرعاً زید اور اس کی بیوی ضعیف و نادار ہیں، بیٹوں کے مال میں سے کچھ حصہ زید و اس کی زوجہ کا ہے یا نہیں، لڑکے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہے، آپ کا ہماری کمائی میں کچھ حصہ نہیں، کیا حکم ہے۔

الجواب :- ماں باپ کا جب کہ محتاج وضعیف و نادار ہوں، ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہے، پس دونوں کے ذمہ ماں باپ کا خرچ لازم ہے بقدر حاجت پوشاک و خوراک کے لئے ان کو دیویں، اور کوئی حصہ علاوہ نفقہ کے لازم نہیں ہے، و تجب علی موسر الخ النفقة لاصوله الفقراء الخ ملخصا در مختار[2]۔

جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے

سوال (۱۲۸۹) زید عرصہ چار سال سے افریقہ چلا گیا، اور اپنی منکوحہ عورت کو چھوڑ گیا تین سال تک اس نے اپنی منکوحہ کی خبر تک نہ لی، ناچار بمعرفت وکیل نان نفقہ کے لئے نوٹس دیا تو اس نے دو سو روپیہ بھیجدیا، اب سنا جاتا ہے کہ وہ اس جگہ خرخواری میں مشغول ہے اور کوئی عورت بھی بغیر نکاح کے رکھی ہوئی ہے

---

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة مطلب فی نفقة المطلقة ۲ ظفير
[2] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۳۱ ج ۲ و ص ۹۳۳ ج ۲ ظفير

اور وہ کہتا ہے کہ میں وطن کو کبھی جانا ہی نہیں، اور نہ وہ اب خرچ دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے نہ چھوڑتا ہے، ایسی صورت میں عورت کو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ اس بارہ میں یہ ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، نفقہ کے لئے حکام کی طرف رجوع کرے اور حکام شوہر کو مجبور کریں کہ عورت کی خبر گیری کرے اور نفقہ دے ورنہ طلاق دیدے، خود حاکم تفریق نہیں کرا سکتا۔ قال فی الدر المختار ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ لو غائبا حقہا ولو موسراً وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررہا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ[1] الخ والتحقیق فی الشامی۔

بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی

سوال (۱۲۹۰) اگر زوجہ اپنے شوہر کو خدا کا واسطہ دے کر یہ کہے کہ تو میرے پاس مت آیا اس گھر میں مت آ، حالانکہ گھر اس کے شوہر کا ہو، تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے

الجواب:- زوجہ کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے، اور نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے، عورت کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ وہ خدا کا واسطہ دے کر ایسا کہے اور اس کو یہ کہنا درست نہیں ہے[2]

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۹۰۳/۲ صاحب "حیلہ ناجزہ" حضرت تھانوی نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے تفصیل اس میں دیکھی جائے ۱۲ واللہ اعلم۔ ظفیر

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ اذا صلت خمسہا وصامت شہرہا واحصنت فرجہا واطاعت بعلہا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت رواہ ابونعیم فی الحلیۃ (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص ۲۸۱) ظفیر

نکاح کر کے خبر نہ لینا

سوال (۱۲۹۱) ایک شخص نے نکاح کر کے پھر اپنی زوجہ کی خبر نہیں لی جس کو تین سال گذر گئے، اب کیا حکم ہے؟

الجواب:- جب تک شوہر طلاق نہ دے گا، اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی، چاہیے کہ نان نفقہ کا اس پر دعویٰ کیا جاوے یا اس سے طلاق لے لی جاوے[1]۔

بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں

سوال (۱۲۹۲) زید کی زوجہ نے بذریعہ نالش زید سے تاحیات اپنے نان نفقہ کی رجسٹری کرالی، پھر کچھ دنوں بعد زید نے زوجہ کو طلاق دیدی، اور اس کے ماں باپ کو بھی بذریعہ رجسٹری اطلاع دیدی، اب بعد انقضائے عدت زید نے زوجہ کو طلاق پوری دیدی یعنی رجعت نہیں کی بلکہ بالکل نکال دی اور نان نفقہ بند کر دیا، اب زوجہ نے پھر نان نفقہ کی نالش کی ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت میں بعد طلاق وبعد انقضائے عدت نان نفقہ فرض ہے۔

الجواب:- نفقہ زوجہ کا بذمہ زوج حالت نکاح میں اور بعد طلاق عدت کے ختم تک لازم ہے، اس کے بعد نفقہ واجب نہیں رہتا، قال فی الدر المختار فتجب للزوجۃ علی زوجہا الخ وفیہ ایضاً وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ النفقۃ والسکنی[2] الخ فقط

---

[1] اس شخص پر بھی واجب ہے کہ یا حقوق ادا کرے ورنہ طلاق دیدے، ویجب لو فات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۰۰/۲) ظفیر۔ [2] ایضاً باب النفقۃ ص ۹۳۱/۲ ۱۲ ظفیر۔

مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے

سوال (۱۲۹۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین دفعہ طلاق دیدی اور عورت اپنے خاوند کے گھر نہیں رہی اپنے والدین کے گھر پر چلی گئی، اب وہ عدت کا نفقہ طلب کرتی ہے، کیا وہ مستحق نفقہ کی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر عورت مطلقہ شوہر کے گھر سے چلی جاوے، اور عدت وہاں پوری نہ کرے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم نہیں ہے کذا فی الشامی[1]۔

بغیر طلاق شوہر بیوی کے جرم کی وجہ سے علیحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے

سوال (۱۲۹۴) زید نے اپنی اہلیہ کو ایک شخص کے ساتھ مجامعت کرتے دیکھا اور زید نے اپنی منکوحہ سے کنارہ کشی اختیار کی اور نفقہ سے بھی دست بردار ہوگیا، جس کو عرصہ ایک سال کا ہوتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں بھی زید کو مہر اور نفقہ دینا ہوگا، نیز بعد خلوت صحیحہ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جو مہر مرد کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے۔

الجواب:- اس صورت میں زید کے ذمہ مہر اور نفقہ لازم ہے، کیونکہ بعد خلوت صحیحہ کے مہر شوہر کے ذمہ لازم و مؤکد ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار ویتأکد عند وطی او خلوۃ صحت[2] الخ فقط

[1] وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن النفقۃ والسکنی والکسوۃ (در مختار) وفی المجتبی نفقۃ العدۃ کنفقۃ النکاح وفی الذخیرۃ وتسقط بالنشوز وتعود بالعود واطلق فشمل الحامل وغیرھا والبائن بثلاث (رد المحتار باب النفقہ ص۹۲۱ ج۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۴۵۴ ج۲) ظفیر۔

دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے

سوال (۱۲۹۵) ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی، تھوڑے عرصہ بعد کہ کسی قسم کا تعلق نہیں ہونے پایا کہ لڑکی ایک عارضہ میں مبتلا ہوئی کہ چہرہ بالکل مسخ ہوگیا دیکھنے سے بھی طبیعت کراہت کرتی ہے۔ ہر چند علاج کیا گیا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، لڑکے کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکے کی دوسری شادی کر دیں، لیکن لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ ہم دوسری شادی نہیں ہونے دیں گے جب تک کہ لڑکی کے خورد و نوش کی ماہانہ رقم مقرر نہ کرو، اور وہ علیحدہ رہے گی، تمہارے یہاں نہیں جاوے گی لیکن رقم تم کو ادا کرنی ہوگی، اور لڑکے کے والدین نے صدہا مرتبہ لڑکی کو اپنے گھر بلایا وہ آنے سے انکار کرتی ہے، صورت مذکورہ میں لڑکی کے والدین کو نکاح شوہر سے مانع ہونے کا حق ہے یا نہیں، اور شوہر طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ کے والدین کو شوہر کو دوسرے نکاح سے منع کرنے کا کوئی حق شرعاً نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر کے والدین بمجبوری وبضرورت اپنے پسر کے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو بحالت موجودہ ان کو دوسری شادی سے منع کرنا سخت ظلم اور معصیۃ ہے، اور ماہانہ زوجہ کا نفقہ مقرر کرانا باوجودیکہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اور وہاں نہیں رہتی یہ بھی خلاف حکم شرع ہے، نفقہ زوجہ کا اسی وقت لازم ہوتا ہے کہ وہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، اور انکار کرنے کی صورت میں نفقہ ساقط ہو جاتا ہے کما فی الشامی قولہ والا ای وان امکن نقلہا الی بیت الزوج بمحفۃ ونحوھا فلم تنتقل لا نفقۃ لہا الخ شامی[1] جلد ۲ باب النفقہ، اور شوہر کو طلاق دینا بھی جائز ہے۔

[1] رد المحتار باب النفقہ ص۸۸۹ ج۲ ۱۲ ظفیر

بدچلن بیوی کا نفقہ

سوال (۱۲۹۶) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، زید کی بیوی کو جب تک طلاق نہیں دی گئی، نان ونفقہ کی حقدار ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نفقہ کی حقدار[1] ہے۔

شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۷) ایک عورت بلا رضامندی شوہر اپنے والدین کے پاس رہ کر نان ونفقہ طلب کرتی ہے باوجودیکہ شوہر اس کو بلانے گیا اور وہ نہ آئی، آیا ایسی حالت میں وہ اپنا نان ونفقہ شرعاً پا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسی حالت میں عورت نان ونفقہ کی مستحق نہیں ہے جب تک وہ شوہر کے گھر نہ آوے گی اس کو نفقہ نہ ملے گا، البتہ اگر باجازت شوہر وہاں یعنی والدین کے گھر رہی یا کوئی وجہ شرعی اور عذر شرعی نہ آنے کا ہو تو اس وقت وہ نفقہ پا سکتی[2] ہے۔

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۲۹۸) زید کے دو بیبیاں ہیں، پہلی بی بی سے آٹھ اولاد پانچ ذکور تین اناث۔ اور دوسری بی بی سے صرف ایک اولاد ذکور ہے، پہلی بی بی نہایت شریف وفادار خدمت گذار فرمانبردار خوش اخلاق ونیک نفس ونیک بخت ہے، اور دوسری بی بی سخت بدخلق و بدزبان، بے وفا، باغی وسرکش ہے جو اپنے شوہر کی بُرائی، بدنامی وبربادی کی ہمیشہ

[1] فتجب للزوجة بنكاح صحيح على زوجها لانها جزاء الاحتباس (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۶/۲) ظفير

[2] لا نفقة لاحد عشر مرتدة وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹/۲ و ص ۸۹۰/۲) ظفير۔

خواہاں وجویاں رہتی ہے، اور از وقت عقد تا ایندم شوہر کے ساتھ رہنے سے انکاری ہے، اگرچہ زید نے اس پر کبھی کسی قسم کی سختی وغیرہ نہیں کی، کیونکہ زید نہایت نیک نفس ونیک مزاج ہے، مگر وہ زوجہ اپنی اعزہ کی صلاح بد ونیز اپنی ذاتی و خلقی کج خلقی وسرکشی کی وجہ سے باوجودیکہ زید کی خواہش وفہمائش اور نصیحت و پند کی وہ اپنی سرکشی ونافرمانی سے باز نہیں آتی اور ساتھ نہیں رہتی تو ایسی صورت میں اس کا نان ونفقہ دینا زید پر واجب ہے یا نہ، اور کیا زید کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد اس سرکش وبے وفا زوجہ سے لے لے، اس معاملہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ ایسی عورت نافرمان کا نفقہ جو کہ شوہر کے پاس نہ جاوے اور باوجود طلب شوہر کے جانے سے انکار کرے اور عدول حکمی شوہر کی کرے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہے جیسا کہ در مختار میں ہے لا نفقة لاحد عشر مرتدة وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود[1] اور حق پرورش بچہ کا والدہ کو سات برس تک ہے، اب اگر وہ لڑکا سات برس کا پورا ہو گیا ہے تو اس کا باپ اس کو اس کی والدہ سے لے سکتا[2] ہے، اور جب تک وہ لڑکا والدہ کے پاس رہے گا اس کا خرچہ باپ کو دینا ہوگا بشرطیکہ اس لڑکے کی ملک میں کچھ مال نہ ہو، اور اگر اس کے پاس مال ہے تو اس کے مال میں سے اس کا خرچ دیا جاوے[3] گا۔

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹/۲ و ص ۸۹۰/۲ ظفير۔ [2] والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى (ايضاً باب الحضانة ص ۸۸۶/۲) ظفير [3] وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله الفقير الحر فان نفقة المملوك على مالكه والغنى فى ماله الحاضر (ايضاً باب النفقة ص ۹۲۳/۲) ظفير۔

جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۹) زید کی زوجہ اگر زید کے مکان پر نہ جاوے یا زید جہاں نوکر ہو وہاں نہ رہے، اور اپنے والدین کے مکان پر رہے تو نفقہ زید سے لے سکتی ہے یا نہیں، اور زید اس کو اپنی ساتھ مکان یا نوکری پر لے جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ اگر شوہر کے گھر جانے اور اس کے ساتھ جانے سے باوجود طلب شوہر کے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط ہوجاتا ہے کما فی الدر المختار لوھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی[1] لیکن اس کے بعد درمختار میں کہا اگر سفر میں شوہر کے ساتھ جانے سے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط نہ ہوگا بخلاف ما اذا خرجت من بیت الغصب او ابت الذھاب الیہ او السفر معہ الخ (درمختار) ای بناءً علی المفتی بہ من انہ لیس لہ السفر بھا لفساد الزمان فامتناعھا بحق الخ شامی[2] جلد ۲

بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۰) جب کہ زوجہ زید کو زید کے ساتھ رہنے میں اپنی جان کا خوف ہے تو زوجہ اپنے شوہر سے علیحدہ رہ کر نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی حالت خوف ومجبوری میں عورت اپنے شوہر سے نفقہ گھر بیٹھے لے سکتی ہے، کیونکہ اس حالت میں وہ ناشزہ نہیں ہے، پس یہ نہ جانا اس کا شوہر کے گھر نافرمانی اور نشوز نہ ہوگا جو کہ مسقط نفقہ ہے، جیسا کہ شامی سے ہے وسئلت عن امی اتۃ اسکنھا زوجھا فی

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ص ۸۸۹/ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[2] ردالمحتار باب النفقہ ص ۸۹۰/ ج ۲ و ص ۸۹۱/ ج ۲ ۱۲ ظفیر

بلاد الدروز الملحدین ثم امتنعت وطلبت منہ السکنیٰ فی بلاد الاسلام خوفاً علی دینھا ویظھرلی ان لھا ذلک الخ قولہ او السفر معہ ای بناءً علی المفتی بہ من انہ لیس لہ السفر بھا لفساد الزمان فامتناعھا بحق الخ شامی[1]۔ فقط۔

شوہر کی مرضی سے میکے میں بھی رہے گی تو نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۱) ایک شخص کا نکاح ایک جوان عورت سے ہوا تخلیہ ہوا مگر شوہر حق ادا نہ کرسکا، بلکہ صاف لفظوں میں بی بی سے کہا کہ مجھے بیماری ہے میں رنگون جاتا ہوں اپنی دوا کر کے بہت جلد آؤں گا، بعد ایک ہفتہ کے رنگون چلے گئے اور پانچ برس میں واپس آئے، اور عورت زمانہ نکاح سے تا ایندم اپنے میکہ میں ہے تو نان ونفقہ کی مستحق ہے یا نہیں، اور عورت خلع چاہتی ہے تو مہر وزیور وغیرہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب:- شرعاً نکاح صحیح ہوگیا اور چونکہ اب قضاۃ اسلام نہیں ہیں جو تاجیل وتفریق کریں، اس لئے بدون طلاق دینے شوہر کے علیحدگی نہ ہوگی اور خلع اگر کرنا چاہیں تو زوجین کی رضامندی سے ہوسکتا ہے، خلع کے بعد عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوجاوے گی، اور خلع سے مہر وغیرہ ساقط ہوجاتا ہے، اور اگر عورت خلاف مرضی اپنی شوہر کے اپنی میکہ میں نہیں رہی بلکہ شوہر کی مرضی واجازت سے رہی تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم ہے وھٰذا کلہ فی کتب الفقہ[2]

[1] ردالمحتار باب النفقہ ص ۸۹۱/ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] ولوھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبھا ولم تمتنع (درمختار) فتجب للزوجۃ وھٰذا ظاہر الروایۃ فتجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبھا (ردالمحتار باب النفقہ ص ۸۸۹/ ج ۲) ظفیر۔

گذشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں

سوال (۱۳۰۲) زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے رہم نے اس کو چھوڑ دیا اور ہم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے، اگر اسی سال مذکورہ میں ہندہ نے قرض لے کر حوائج ضروریہ میں صرف کیا ہے تو ادا کی کیا صورت ہے۔

الجواب: - کتب فقہ میں ہے کہ پچھلا نفقہ بدون قضاء یا رضاء کے شوہر کے ذمہ دین نہیں ہوتا، لہذا ماضی کا نفقہ شوہر سے وصول نہیں کیا جا سکتا، البتہ اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو دوسری بات ہے، درمختار میں ہے والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضاء[1] اھ فقط

گذشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۰۳) مسماۃ گجرا دختر فاطمہ کو اس کے شوہر کلن نے چودہ برس سے اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ روٹی کپڑا دیا اور بار گجرا کا اس کی والدہ نے برداشت کیا، لہذا ایسی حالت میں چودہ برس کا خرچہ اور زر مہر شوہر کلن سے دلایا جائے گا یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضاء[2] اھ اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نان و نفقہ عورت بلا قضاء یا رضاء کے نہیں لے سکتی اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے ابھی مطالبہ مہر کا شوہر سے نہیں ہو سکتا ہے۔

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ

سوال (۱۳۰۴) سلیمان کی شادی عائشہ کے ساتھ ہوئی، سلیمان شادی سے ایک ماہ بعد افریقہ چلا گیا، جس کو ستائیس برس کا عرصہ ہوا، زوج نے افریقہ سے زوجہ کے لئے نان و نفقہ و خط نہیں بھیجا، مگر زوج کا افریقہ میں زندہ ہونے کا یقین ہے، زوجہ میں افریقہ

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۶ ج ۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ظفیر

جانے کی طاقت نہیں، زوجہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے، اور زوجہ کو دوسرا نکاح کرنا اس صورت میں درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - جب کہ سلیمان زندہ ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے تو بدون سلیمان کے طلاق دینے کے اس کی زوجہ عائشہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور نفقہ عائشہ کا بذمہ سلیمان کے واجب ہے کما فی الدر المختار فتجب للزوجة على زوجها ولو هي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى[1] اھ فقط

عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۰۵) ایک شخص عنین نے دھوکہ دے کر ایک عورت باکرہ سے نکاح کیا اور خلوت اولی میں وہ ہاتھ نہیں لگا سکا، کیا وہ نکاح جائز ہے اور عورت کو ایسے شخص پر حقوق زوجیت حاصل ہوں گے یعنی اس سے وہ مہر اور نان و نفقہ لے سکتی ہے، اور اس کے ورثہ میں حصہ پا سکتی ہے اور درصورت علیحدگی عدت لازم آتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ نکاح صحیح ہے، اور نفقہ زوجہ کا بذمہ شوہر لازم ہے اور بعد خلوت کے اگر علیحدگی ہو تو پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور عدت بھی واجب ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد وہ عورت حصہ پاوے گی[2]۔

گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الادا نہیں ہوتا

سوال (۱۳۰۶) محمد اسحاق کی ایک نابالغ لڑکی اس کی مطلقہ عورت کے ساتھ چلی گئی تقریباً پانچ سال ہو گئے، لڑکی کی ماں نے قرضہ لے کر اس کو پرورش کیا، مدت منقضیہ کا نان و نفقہ محمد اسحاق

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۶ ج ۲ و ص ۹۰۹ ج ۲ ظفیر
[2] فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها لانها جزاء الاحتباس (ایضاً ص ۸۸۶ ج ۲ و ص ۸۸۸ ج ۲) ظفیر۔

پر عائد ہوگا یا نہیں ۔

الجواب :- اصل یہ ہے کہ نفقہ ماضی کا ساقط ہوجاتا ہے، بدون قضاء یا رضاء کے دین بذمہ شوہر نہیں ہوتا، کمافی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] الخ پس موافق اس قاعدہ کے جب کہ قضاء یا رضاء کسی مقدار نفقہ پر نہیں ہوئی تو وہ ساقط ہوگیا ۔

بلا اجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۰۷) حاملہ بیوی جو اپنے شوہر کے بیماری کی حالت میں بلا اجازت شوہر اپنے باپ کے ساتھ مع چند زیورات کے جو اس کے مہر کے نصف حصہ کے قریب ہیں ساتھ لئے ہوئے اپنے میکہ میں چلی گئی ہو، اور باوجود مکرر سکرر شوہر کی طلبی کے اپنے باپ کی رائے کے موافق شوہر کے گھر آنے کو انکار کرتی ہو تو نان ونفقہ اور مہر کی طلب کرنے کی حقدار ہے یا کیا ۔

الجواب :- اس مدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے[2]، اور مہر اگر موجل ہے تو اس کا مطالبہ عورت ابھی نہیں کر سکتی، اس کا وقت موت یا طلاق ہے

مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے

سوال (۱۳۰۸) اگر کوئی مشرک مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کرے پھر مسلمان اس کو طلاق دیدے تو وہ سوائے مہر و نان ونفقہ عدت کے کسی دوسرے شے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں یا دوامی نفقہ دلایا جا سکتا ہے ۔

الجواب :- وہ مطلقہ سوائے مہر اور نفقہ عدت کے اور کسی شئی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶ / ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] لا نفقۃ لاحد عشر مرتدۃ الخ خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ / ج ۲ و ص ۹۰۸ / ج ۲) ظفیر

کی مستحق نہیں ہے، اور اگر طلاق بائنہ ہے تو بلا نکاح جدید کے شوہر اس کو نہیں رکھ سکتا، البتہ طلاق رجعی میں بدون نکاح کے عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور مطلقہ کے لئے بعد عدت کے نفقہ نہیں ہے، پس دوامی نفقہ اس کو شرعاً نہیں دلایا جا سکتا[1]۔

نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے

سوال (۱۳۰۹) زید کی زوجہ نافرمان ہے اپنے شوہر کی رضاجوئی کی پرواہ نہیں کرتی باوجود تقاضہ وتاکید کے صوم وصلوٰۃ کی پابندی نہیں باوجود تنبیہ اور ممانعت کے غیر محرموں کے سامنے بے حجاب آتی ہے، زید تنگ آکر دوسرا عقد کر لیا، اب زوجہ اول اپنے نان ونفقہ اور عدل کی مدعی ہے تو کیا زوجہ اول اپنے حقوق کے مطالبہ میں حق بجانب ہے اور آیا ایسے نافرمان عورت کا جو نماز روزہ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتی اور خلاف مرضی شوہر غیر محرموں کے سامنے آتی ہے، شوہر کے ذمہ نان ونفقہ اور عدل واجب ہے یا نہیں ۔

الجواب :- زید کی زوجہ اولیٰ کا نان ونفقہ وعدل کے بارے میں مطالبہ کرنا حق بجانب ہے، اس کا نان ونفقہ زوج کے ذمہ جب تک وہ شوہر کے گھر ہے اور جب تک وہ نافرمان ہو کر اس کے گھر سے نکل نہ جاوے واجب[2] ہے اور عدل ومساوات درمیان ہر دو زوجہ کے واجب ولازم ہے ۔

[1] وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن الخ النفقۃ والسکنی والکسوۃ ان طالت المدۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۱ / ج ۲) واذا طلق الرجل امرأتہ فلھا النفقۃ والسکنی فی عدتھا الخ سمعت رسول اللہ علیہ السلام یقول للمطلقۃ الثلث النفقۃ والسکنی مادامت فی العدۃ ۔ (ہدایہ باب النفقہ ص ۴۲۳ / ج ۲) ظفیر

[2] النفقۃ واجبۃ للزوجۃ علی زوجھا الخ اذا سلمت نفسھا الی منزلہ (ہدایہ باب النفقہ ص ۴۱۷ / ج ۲) ظفیر۔

زانیہ بیوی کا نفقہ

سوال (۱۳۱۰) زید نے ایک لڑکی سے نکاح کیا اس کے چار ماہ بیس روز کے بعد لڑکا پیدا ہوا، تو شرعاً نکاح و مہر وغیرہ حقوق زوجیت کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس صورت میں نکاح زید کا صحیح ہو گیا، کیونکہ حاملہ عن الزنا سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اگر نکاح اس حاملہ کا غیر زانی سے ہو تو تا وضع حمل اس کو وطی کرنا جائز نہیں ہے، پس جب کہ بوجہ لاعلمی کے وطی ہوئی تو زید کو کچھ گناہ نہیں ہوا، اور نکاح قائم ہے، اور نان و نفقہ زوجہ کا جب کہ وہ شوہر کے مکان پر رہے بذمہ شوہر واجب [1] ہے اور مہر بعد صحبت کے پورا واجب ہو جاتا ہے۔

جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں ہوتا

سوال (۱۳۱۱/۱) شادی کے بعد لڑکی کے والدین پر یہ فرض ہے کہ نہیں کہ وہ لڑکی کو اس کی سسرال بھیجدیں جب کہ اس کا شوہر اس کو کوئی تکلیف نہ دیتا ہو، اور اگر لڑکی شوہر کے یہاں نہ جاوے والدین کے پاس رہے تو نان و نفقہ اس کا شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں، اور اولاد کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔

سوال (۱۳۱۱/۲) جب کہ ہندہ اپنے شوہر کے حقوق پوری طور پر ادا نہیں کرتی تو اگر زید سے کوئی گناہ کبیرہ ہو جاوے تو خدا کے یہاں جوابدہ زید ہوگا یا اس کی بی بی۔

الجواب:- (۱، ۲) والدین کے ذمہ یہ ضروری ہے اور شوہر اس کو زبردستی لے جا سکتا ہے، اور اگر نہ جاوے اور خلاف رضائے شوہر

[1] النفقة واجبة للزوجة على زوجها اذا اسلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقه ص ۴۱۷ ج ۲) ظفير

اپنے والدین کے پاس رہے تو شوہر کے ذمہ اس کا نان و نفقہ نہیں ہے اور دعوی اس کا اپنے نان و نفقہ کے بارے میں باطل [1] ہے، اور اولاد کا خرچ باپ کے ذمہ [2] ہے۔

نفقہ میں گرانی و ارزانی کی وجہ سے رد و بدل کرنا جائز ہے

سوال (۱۳۱۲) نابالغان کے نفقہ میں بوجہ گرانی و ارزانی کے باپ کے ذمہ کمی و بیشی ہو سکتی ہے یا نہ، یعنی اگر حاکم نے ایک دفعہ ایک مقدار مقرر کر دی ہو تو اس کے بعد بوجہ گرانی نرخ کے اس مقدار مقررہ پر زیادتی کا حکم صادر ہو سکتا اور کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- نفقہ میں بقدر ارزانی و گرانی کمی بیشی ہو سکتی ہے کما فی الدر المختار ويقدرها بقدر الغلاء والرخص [3] (رد محتار) اى يراعى كل وقت او مكان بما يناسبه وفي البزازية اذا فرض القاضي النفقة ثم رخص تسقط الزيادة ولا يبطل القضاء وبالعكس لها طلب الزيادة اه وكذا لو صالحته على شيئ معلوم ثم غلا السعر او رخص كما سيذكره المصنف والشارح اه شامی صالحت زوجها عن نفقة كل شهر على دراهم ثم قالت لا تكفيني زيدت [4] در مختار۔ فقط

[1] لا نفقة لاحد عشر منها مرتدة ... وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ص ۸۹۲ ج ۲ ورد ص ۹۰۳ ج ۲) ظفير

[2] والنفقة على الاب على ما نذكر (هدايه باب حضانة الولد ص ۴۱۷ ج ۲) ظفير

[3] رد المحتار باب النفقه ص ۸۹۶ ج ۲، ۱۲ ظفير۔ [4] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ص ۹۰۵ ج ۲ ظفير

بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۱۳) زید کی والدہ اور اہلیہ میں بیحد ناچاقی ہے، زید نے ہر طریق پر اتفاق کی کوشش کی لیکن ناکام رہا، والدہ زید کا سوائے زید کے اور کوئی بچہ نہیں ہے، اور والدہ زید کے پاس محض اسی کی قابل جائداد ہے، زید پریشان ہے کہ دونوں میں سے اس کے واسطے کوئی ایسا نہیں کہ جس سے علیحدہ ہو۔ اس کی تنخواہ اتنی نہیں کہ وہ دونوں کے اخراجات کا علیحدہ علیحدہ کفیل ہو سکے، اگر وہ ان دونوں میں سے ایک شخص کو اپنی ہمراہ رکھے اور خرچ دیوے تو ماخوذ ہوگا یا نہ۔

الجواب :- زید کے ذمہ اس کی اہلیہ کا پورا نفقہ لازم[1] ہے، اور اس کی والدہ کے پاس جب کہ جائداد بقدر اس کی گذر کے موجود ہے تو زید کے ذمہ اس کا خرچ واجب نہیں ویسے[2] ان کے خوش رکھنے کو کچھ خدمت کرتا رہے اور محبت وادب سے پیش آتا رہے۔

گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

سوال (۱۳۱۴) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح ہوا، چند روز بعد لڑکی کا شوہر کہیں چلا گیا، اور چھ سال تک مفقود الخبر رہا، اس عرصہ میں لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہی اور بالغہ ہو کر اپنی قوت بازو سے کما کر کھاتی رہی، اب شوہر آگیا ہے زوجہ کو گھر لے جانا چاہتا ہے تو

[1] النفقة واجبة للزوجة على زوجها الا اذا اسلمت نفسها الى بيته (هدایہ باب النفقہ ص۴۱۷ ج۲) ظفیر۔ [2] وتجب على موسر الخ النفقة لاصوله ولو اب امه الفقیر ادلو قادرین علی الکسب الخ بالسویة (در مختار) قوله لاصوله الا الام المتزوجة فان نفقتها على الزوج قوله الفقیر اه قید به لانه لا تجب نفقة الموسر الا الزوجة (رد المحتار باب النفقہ ص۹۳۱ ج۲ و ص۹۳۲ ج۲) ظفیر

چھ سال کا نفقہ اس سے لے سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب :- کتب فقہ میں ہے والنفقة لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء[1] الخ لہٰذا گذشتہ زمانہ کا نفقہ شوہر سے نہیں لے سکتی لیکن اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو لیلینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے

سوال (۱۳۱۵) ایک شخص ہجرت کرنا چاہتا ہے، اس کے دو بیبیاں ہیں، ایک کا نام چھوٹی ایک کا بڑی ہے، چھوٹی کے ایک لڑکا خورد سال ہے بڑی کے ایک لڑکا ۱۹ سالہ ہے، اور ایک لڑکی ۲۷ سالہ بال بچوں والی ہے چھوٹی ہجرت کے لئے تیار ہے، بڑی کا لڑکا ہجرت کرنا چاہتا ہے مگر وہ خود ہجرت کرنا نہیں چاہتی، دریافت طلب یہ ہے کہ بعد ہجرت مہاجر پر بڑی کا نان ونفقہ کس قدر واجب رہے گا۔

الجواب :- در مختار میں ہے بخلاف ما اذا خرجت من بیت الغصب او ابت الذهاب الیه او السفر معه او مع اجنبی بعثه لینقلها فلها النفقة[2] الخ شامی میں ہے قوله او مع السفر معه) ای بناءً على المفتی به من انه لیس السفر بها لفساد الزمان فامتناعها بحق[3] الخ یعنی عورت کا شوہر کے ساتھ نہ جانا نافرمانی اور نشوز میں داخل نہیں ہے جو کہ نفقہ کو ساقط کرنے والا ہے، پس حاصل یہ ہے کہ اس عورت کا نفقہ جو ساتھ نہ جاوے بذمہ شوہر لازم ہے اس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہئے۔

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۱۶) مریم صغیرہ کا باپ مر گیا ہے ایک برادر چچا زاد اور ماں موجود ہے، صغیرہ کے

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۶ ج۲ ۱۲ ظفیر
[2] ایضاً ص۸ ج۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقہ ص۸۹۱ ج۲ ۱۲ ظفیر

نفقہ کا کفیل کون ہے اور کس عمر تک، مریم ایسی قوم کی لڑکی ہے جس کی سات آٹھ سالہ لڑکی اپنے کسب سے روٹی حاصل کرسکتی ہے۔

الجواب:- اولاد صغار کا نفقہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی ماں کے ذمہ ہے، شامی میں ہے وھی اولیٰ بالتحمل من سائر الاقارب[1] الخ باقی یہ کفالت نفقہ اسی وقت تک ہے، جب تک کہ وہ خود کوئی کسب نہ کرسکیں اور جب کہ سات آٹھ سالہ بچہ اس قوم کا خود کسب حلال کرسکتا ہے تو ان کا نفقہ بھی صرف اتنی ہی عمر تک واجب ہوگا قال خیر الرملی لو استغنت الانثی بنحو خیاطۃ وغزل یجب ان تکون نفقتہا فی کسبہا الخ شامی[2] جلد ۲

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۱۷) ہندہ ایک مالدار کی لڑکی ہے، والدین کی سازش سے ہمیشہ اپنے شوہر سے نافرمان ہوکر والد کے گھر میں بیٹھ گئی، باوجود سمجھانے کے بھی شوہر کے گھر نہیں گئی، اب چھ مہینے سے اس کا شوہر مجنون ہوکر پاگل خانہ میں زیر علاج ہے، اب ہندہ مجنون کے بھائی سے نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ ناشزہ عورت کا نفقہ جو کہ شوہر کے گھر سے بلا عذر شرعی کے چلی جاوے ساقط ہوجاتا ہے اور جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہ آوے، اس وقت تک نفقہ کی مستحق نہیں ہے، لہٰذا اس صورت میں دعویٰ نفقہ کا باطل اور غیر مسموع ہے قال فی الدر المختار لا نفقۃ لاحدی عشرۃ ھی ندۃ الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود والقول لہا فی عدم النشوز بیمینہا[3] الخ

[1] رد المحتار باب النفقہ ص $\frac{۹۲۲}{۲}$ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ص $\frac{۹۲۳}{۲}$ ۱۲ ظفیر
[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص $\frac{۸۸۹}{۲}$ و ص $\frac{۸۹۰}{۲}$ ۱۲ ظفیر

اگر شوہر کے ساتھ رہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۱۸) میرا عقد ۴ مارچ ۱۹۲۳ء کو دختر نذر محمد خاں کی ساتھ ہوا، بوقت عقد مجھ سے پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان کے نان ونفقہ کے لکھواکر رجسٹری کرالی علاوہ ازیں پانچ ہزار کا مہر موجل تحریر کرایا گیا، اب میری منکوحہ بے حد نافرمان ہے اور اپنے میکہ چلی گئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنا نہیں چاہتی اپنے میکہ میں رہنا چاہتی ہے جو میرے خلاف ہے، اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں، اور مبلغ پندرہ روپیہ خرچ پاندان جو مجھ سے لکھوایا گیا اور نیز مہر کے متعلق شرعاً کیا حکم ہوگا۔

الجواب:- شوہر کے ذمہ بعد نکاح کے علاوہ مہر مقرر کے نفقہ زوجہ کا حسب حیثیت لازم ہوتا ہے اور وہ بھی اس وقت تک کہ عورت کی طرف سے نافرمانی اور شوہر کے گھر سے چلا جانا نہ پایا جاوے، اور اگر ایسا ہوا یعنی زوجہ کی طرف سے نافرمانی اور خروج پایا گیا تو اس مدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ نہیں رہتا پس اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا، اور بصورت نافرمانی اور نکل جانے عورت کے نفقہ اس مدت کا کہ جب تک عورت خاوند کے گھر واپس نہ آوے شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے اور پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان جو شوہر سے لکھوایا گیا وہ بھی شرعاً شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، البتہ مہر جس قدر مقرر ہوگیا وہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگیا، مگر مطالبہ اس کا بعد طلاق یا موت کے ہوسکتا ہے کذا فی کتب[1] الفقہ۔

[1] فتجب بنکاح صحیح الخ علی زوجہا لانہا جزاء الاحتباس الخ لا نفقۃ لاحدی عشر ھی ندۃ الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص $\frac{۸۸۶}{۲}$ و ص $\frac{۸۸۹}{۲}$) ظفیر

نفقہ کی مقدار

سوال (۱۳۱۹) نان ونفقہ کا نقدی مقدار واندازہ ماہوار وسالانہ متوسط اقوام میں کس قدر ہوگا، شرعاً اس کی تعیین یا اندازہ ہے یا کہ ملک ووسعت کے مطابق۔

الجواب:۔ اس کی کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے، متوسط نفقہ جس زمانہ میں نرخ اجناس وغیرہ کی اعتبار سے ہوتا ہے، اس کی مقدار باہمی مصالحت سے یا جماعت کے مشورہ سے طے ہو، اور شوہر اس کو تسلیم کرے وہی مقدار مقرر ہوسکتی ہے[1]۔

نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۰) زید نے ہندہ کو سہ بار طلاق بائن دی، پھر چار پانچ سال کے بعد یہ خیال کر کے کہ وہ صرف طلاق بائن دی تھی باخفاء نکاح ثانی کیا، اسی نکاح سے ایک لڑکی ایک سال کی ہو کر فوت ہوگئی، اب ہندہ کو علم ہوا کہ زید نے مجھ سے نکاح ثانی بغیر حلالہ کے کیا تھا جو کہ حرام تھا تو اتنی مدت تک کا ہندہ زید سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کے ذمہ نفقہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوا تھا، اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نکاح فاسد موجب نفقہ نہیں، والنکاح الفاسد لا یوجب النفقۃ خانیہ[2] ج ۱۔ فقط

[1] ویقدرہا بقدر الغلاء والرخص ولا تقدر بدراہم ودنانیر (درمختار) ای یراعی کل وقت ومکان بما یناسبہ وفی البزازیہ اذا فرض القاضی النفقۃ ثم رخص تسقط الزیادۃ ولا یبطل القضاء وبالعکس لہا طلب الزیادۃ وکذا لو صالحتہ علی شئ معلوم (رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۶/۲) ظفیر

[2] فلا نفقۃ علی مسلم فی نکاح فاسد لانعدام سبب الوجوب (ایضاً ص ۸۸۶/۲) ظفیر

شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج لازم نہیں

سوال (۱۳۲۱) میری زوجہ مریضہ کا علاج اس کے اقارب نے اپنی خوشی سے کیا: اب وہ لوگ جو کہ انھوں نے علاج میں رقم صرف کی ہے مجھ سے طلب کرتے ہیں، اور جس زمانہ میں میری زوجہ بیمار رہی ہے اس زمانہ کا نان ونفقہ بھی طلب کرتے ہیں، تو کیا وہ رقم جو انھوں نے صرف کی ہے مجھ پر واجب الادا ہے، اور نان ونفقہ بھی واجب ہے یا نہ؟

الجواب:۔ شوہر کے ذمہ زوجہ مریضہ کی دوا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تبرع محض ہے، پس صورت مسئولہ میں جن لوگوں نے اس کی بیماری میں دوا وغیرہ کے سلسلہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ ضروری نہیں، کیونکہ اس کا وجوب خود اس کے اوپر بھی نہیں تھا، چہ جائیکہ دوسروں کے کرنے سے اس پر وجوب ہو جائے ولا یجب الدواء للمرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد الخ عالمگیریہ[1] البتہ اس زمانہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے، کما فی الدر المختار، او مرضت فی بیت الزوج فان لہا النفقۃ استحساناً للقیام الاحتباس[2] الخ۔ فقط

خود شوہر جب بیوی کو میکہ بھیجدے تو اس کا نفقہ لازم ہوگا۔

سوال (۱۳۲۲) ایک شخص نے بادلِ ناخواستہ اپنی بیوی کو اس کے عزیزوں کے اصرار پر ناخوش ہو کر اس کے والدین کے یہاں بھیجدیا، وہاں سے بیوی بلا اجازت شوہر و بلا اطلاع اپنی ماں کے ساتھ پردیس میں جا کر غیر مردوں کو دیکھتی ہے تو وہ عورت خاوند سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ، اور نکاح سے خارج تو نہیں ہوئی؟

[1] کما لا یلزمہا مداواتہا ای اتیانہ لہا بدواء المرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد والحجامۃ ہندیہ (رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹/۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹/۲ ۱۲ ظفیر

الجواب :- اس صورت میں عورت مذکورہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور جب کہ شوہر نے زوجہ کے اصرار پر خود اس کے والدین کے گھر بھیجا ہے اگرچہ اس کا دل نہ چاہتا تھا تو عورت مذکورہ نفقہ پانے کی مستحق ہے کما فی الدر المختار ولو ہی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا ولکن اذا طالبہا ولم تمتنع او امتنعت للمہر[1] الخ یعنی زوجہ نفقہ پانے کی شوہر سے مستحق ہے اگر وہ اپنے باپ کے گھر ہو، جب کہ اس کے خاوند نے اس کو بلایا نہ ہو یا بلایا ہو اور اس نے انکار نہ کیا ہو یا مہر کی وجہ سے انکار کیا ہو لیکن عورت کا بدون اجازت شوہر کے اپنی والدہ کے ساتھ پردیس جانا درست نہیں ہے اور غیر مردوں کو دیکھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے، خواہ شوہر کی اجازت ہو یا نہ ہو۔ فقط

تنگ دست شوہر سے تفریق

سوال (۱۳۲۳) زید اپنی بیوی کا نان ونفقہ دینے سے بالکل انکار کرتا ہے، اور عدالت سے بھی کچھ نہیں ہوا، اب شوہر کا پتہ بھی نہیں قرض بھی کوئی نہیں دیتا، اب عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہے یا نہیں۔ کوئی صورت ہے جس سے تفریق ہو جاوے اور بوقت عدم ادائیگی نفقہ وانکاری ہونے کے کوئی صورت تفریق کی ہے یا نہیں۔

الجواب :- حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ عورت کو حق فسخ نہیں ہے بلکہ شوہر سے نفقہ کو کہا جاوے، اگر وہ نہ دے تو بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ یا نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دیدے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں قاضی ان میں تفریق کرا سکتا ہے۔ ومن اعسر بنفقۃ امرأتہ لم یفرق بینہما ویقال لہا استدینی علیہ وقال الشافعی رحمہ اللہ یفرق لانہ عجز عن الامساک بالمعروف

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر

فینوب القاضی منابہ فی التفریق[1] الخ اور مختار میں ہے وجوز الشافعی باعسار الزوج وبتضررہا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیاً فقضی بہ نفذ[2] اور شامی میں ہے قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً ممن مذہبہ التفریق بینہما اذا کان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق الخ الی ان قال وعلیہ یحمل ما فی فتاوی قاری الہدایہ حیث سئل عمن غاب زوجہا ولم یترک لہا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وہو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجہا من الغیر بعد العدۃ الخ ص ۶۵۶ ج ۲ شامی[3]۔

پس اس صورت میں تفریق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے قاضی سے رجوع کیا جاوے جس کا مذہب تفریق کا ہو، وہ اگر تفریق کر دے گا تو صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح ثانی جائز ہے۔

بیوی جب شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۴) ایک شخص کی عورت باوجود تاکید نہ تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ کی پابند ہوتی ہے نہ اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے، بلکہ بدچلنی اس کی ثابت ہونے پر اس فاحشہ عورت کو طلاق دیدی، بعد طلاق کے وہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ طلاق سے پہلے ایام نافرمانی کا نان نفقہ دیا جاوے اور مہر ادا کیا جائے

[1] ہدایہ باب النفقہ ص ۴۲۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲ وص ۹۰۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

اس صورت میں نان نفقہ اور مہر کے بارے میں کیا حکم ہے، عورت مذکورہ کو ایام نافرمانی قبل از طلاق کے نان نفقہ لینے کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں اور جب کہ طلاق بدچلنی کے سبب سے دی جاتی ہے تو مہر دینا ہوتا ہے یا نہیں ایسے ہی ایام عدت کے نان نفقہ کا دعوی بھی درست ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ اگر خاوند کی نافرمان ہو کر اس کے گھر سے چلی جاوے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے اور اگر شوہر کے گھر رہے تو نفقہ واجب[1] ہے پس طلاق سے پہلے جب تک وہ عورت شوہر کے مکان پر رہے نفقہ اس کا واجب ہوتا ہے، لیکن یہ بھی مسئلہ ہے کہ گذشتہ نفقہ کا مطالبہ بلا حکم قاضی و بلا رضا، باہمی صحیح نہیں[2] ہے، اور اگر وہ مطلقہ مدخولہ ہے یعنی وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد اس کو طلاق دی گئی ہے تو مہر پورا بذمہ شوہر واجب الادا[3] ہے اور ایام عدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ لازم ہے، خواہ عورت کو اس کی نافرمانی اور بدچلنی کی وجہ سے طلاق دی جاوے یا بغیر اس کے، مہر اور نفقہ ہر حالت میں لازم ہوتا ہے، ھٰکذا فی عامۃ کتب[4] الفقہ۔

[1] وان نشزت فلا نفقة لها حتی تعود الی منزله (هدایه باب النفقه ص ۴۱۶/۲) ظفیر [2] واذا مضت مدة لم ینفق الزوج علیها وطالبته بذلك فلا شئ لها الا ان یکون القاضی فرض لها النفقة او صالحت الزوج علی مقدار نفقتها فیقضی لها بنفقة ما مضی (هدایه باب النفقه ص ۴۱۸/۲) ظفیر۔ [3] ومن سمی مهرا عشرا فما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها او مات عنها (هدایه باب المهر ص ۳۰۴/۲) ظفیر۔
[4] واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسکنی فی عدتها رجعیا کان او بائنا (هدایه باب النفقه ص ۴۲۱/۲) ظفیر۔

شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہوگا تب ہی نفقہ کی مستحق ہوگی

سوال (۱۳۲۵) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ایک قصبہ میں ہوا، وہاں سے زید ہندہ کو اپنے مکان پر لے گیا جو مسکن ہندہ سے دو روز کا راستہ ہے: یہ مکان زید کا ایک موضع میں ہے اور قصبہ سے آٹھ میل ہے، نکاح کو نو سال ہوئے اس عرصہ میں ہندہ زید کے یہاں اچھی طرح رہی، اب عرصہ ڈیڑھ سال سے زید نابینا ہو گیا ہے تو ہندہ اس سے تفریق چاہتی ہے اور یہ بہانہ نکالا ہے کہ زید گاؤں میں رہتا ہے میں گاؤں میں رہنا نہیں چاہتی، قصبہ میں جو مسکن زید کا ہے وہاں میرے کھانے پینے کا انتظام کرایا جائے، آیا زید کو اس بات پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ زوجہ کو قصبہ میں رکھ کر وہاں اس کے خورونوش کا انتظام کرے، شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- زید کو شرعاً اس امر پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ موافق خواہش ہندہ کے ہندہ کو قصبہ مذکورہ میں رکھ کر اس کے نفقہ کا انتظام کرے بلکہ ہندہ کو ضروری ہے کہ وہ شوہر کے مکان میں رہے، اگر ہندہ بلا رضامندی و بلا اجازت زید کے اس قصبہ میں جا کر رہے گی تو اس کا نفقہ زید کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ۔

نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہیے

سوال (۱۳۲۶) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا عرصہ ہو گیا، اب تک ہندہ زید کے مکان نہیں گئی اور نہ آئندہ جانا قبول کرتی ہے، اس صورت میں زید کا ہندہ کو اسی طرح ہمیشہ معلق رکھنے کا حق ہے یا نہ آنے کے باعث ہندہ کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔

الجواب:- جب کہ ہندہ کا نکاح زید سے حسب قاعدہ شرعیہ ہو گیا تو

[1] خارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ص ۹۰۹/۲) ظفیر

اب ہندہ کو اختیار نہیں کہ وہ زید کے گھر نہ جاوے اور علیحدگی چاہے۔ ہندہ زید کی منکوحہ ہوگئی اس کو اپنے شوہر زید کی اطاعت کرنی چاہیئے، اور زید کے ذمہ یہ ہے کہ جب ہندہ زید کے گھر آجاوے تو اس کے نان نفقہ کی خبر رکھے اور حقوق زوجیت ادا کرے، اگر اس وقت زید کچھ کوتاہی کرے گا تو وہ گنہ گار ہوگا اور اگر ہندہ زید کے گھر نہ جاوے بلا کسی وجہ شرعی کے تو اس میں ہندہ گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ[1]۔

وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۷) ایک عورت کا ایک شخص سے نکاح ہوا، وقت نکاح اس شخص کے وکیل سے یہ بات ٹھہری کہ اگر ناکح یعنی وہ شخص جس سے نکاح ہوا بعد میں کچھ حرکت کرے تو فی یوم بیوی کا اس سے ایک ایک روپیہ خرچہ لیا جاوے گا، وکیل نے یہ بات تحریر کردی مگر وکیل مذکور کو اس شخص نے اس قسم کی تحریر کر دینے کی کوئی اجازت نہیں دی تھی خود بخود وکیل نے تحریر کر دیا ہے کہ اگر کچھ حرکت کرے تو ایک روپیہ روزانہ خرچ وہ شخص جس کا نکاح ہوا ہے دیوے گا، وکیل صدر کی تحریر جو کہ بغیر اجازت اس شخص کے جس کا نکاح ہوا ہے، درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- وکیل کو جب کہ وہ نکاح کا وکیل تھا اختیار ایسی تحریر کا نہ تھا۔ ایک روپیہ روزانہ بذمہ شوہر عاید نہیں ہوگا اور وکیل کے ذمہ بھی نہ ہوگا کہ یہ تجویز خلاف شرع اور باطل ہے۔

نافرمانی کی صورت میں نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۸) یہاں اس قسم کا رواج ہے کہ بعد شادی عورت خاوند کے گھر ایک سال رہتی ہے، ایک سال بعد بیوی کا

[1] سورۃ النساء رکوع ۶ ــ ظفیر۔

باپ اس کو اپنے گھر لے جاتا ہے، بعد اس کے دو سال گذرتے ہیں، دو سال کے عرصہ میں بہت دفعہ خاوند نے اپنی بیوی کے لانے کے واسطے چند آدمی بھیجے مگر بیوی کے والد نے اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا، اور اب بیوی کا والد خرچہ ایک روپیہ یومیہ لینا چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- شوہر کے ذمہ اس صورت میں نان نفقہ وغیرہ اور ایک روپیہ روزانہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ نشوز اس صورت میں عورت کی طرف سے پایا گیا ہے ایسی حالت میں نفقہ زوجہ کا ساقط ہو جاتا ہے، در مختار میں ہے لانفقۃ لاحدی عشرۃ الاخارجۃ من بیتہ بغیر حق الاخ فی الشامی وتجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبھا[1] الخ ص ۶۴۶، پس قید اذا لم یطالبھا سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر طلب کرے اور عورت اس کے گھر بعد طلب کے نہ آوے اور کوئی وجہ شرعی امتناع کی نہ ہو تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے۔

جو بیوی مرد کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے

سوال (۱۳۲۹) ہندہ نے زوج کی اطاعت چھوڑ دی، اور اس کے گھر بھی نہیں رہتی، اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اور سفر بلا اجازت شوہر کے بغیر کسی محرم کے کرتی ہے اس صورت میں کیا نان نفقہ زوج پر ضروری ہے یا نہیں، عورت والدین کے گھر نان نفقہ کی طالب ہے۔

الجواب:- ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، کما فی الدر المختار لا نفقۃ لاحدی عشرۃ الی ان قال وخارجۃ من بیتہ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹/۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹/۲ ۱۲ ظفیر

بغیر حق وھی الناشزۃ[1] الخ ۔

شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۳۰) مسماۃ ہندہ مع والدین خود کے بود و باش اجمیر شریف کی رکھتی ہے، اور زید شوہر ہندہ کی بود و باش قدیم وحال اکبرآباد کی ہے، اور نکاح بھی مسماۃ ہندہ کا اجمیر میں ہوا ہے۔ زید شوہر ہندہ نے بوقت نکاح ایک اقرار نامہ میں لکھا ہے کہ مسماۃ ہندہ بوقت ناراضی خود اجمیر یا جہاں چاہے رہے، پس اس حالت میں بھی مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بلا عذر پانچ روپیہ ماہوار دیتا رہوں گا، جب کہ زید شوہر مسماۃ ہندہ نے ہندہ کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائی کہ جس کے صدمات سے ہندہ مجبور ہو کر اکبرآباد سے اجمیر بخانہ والدین آگئی ہے، اب زید ہندہ کو جبراً اجمیر شریف سے اکبرآباد لے جانا چاہتا ہے، اور ہندہ جانا پسند نہیں کرتی، زید کو لے جانے کا حق ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں شوہر کو چاہئے کہ موافق شرط کے اپنی زوجہ کو اجمیر شریف سے نہ لے جاوے اور نفقہ دیتا رہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے احق الشروط ان توفوا بہ ما استحللتم بہ الفروج[2] متفق علیہ لیکن اپنے وطن اکبرآباد میں مثلاً لے جانا مصلحت سمجھتا ہے اور پسند کرتا ہے تو اس کو یہ حق ہے لے جاوے اور یہ بھی حق ہے کہ اگر زوجہ اس کے کہنے کے موافق اکبرآباد وغیرہ نہ جاوے تو نفقہ نہ دے[3]۔

بیوی شوہر کے خلاف رہکر نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۳۳۱) جب کہ شوہر کے پہلی زوجہ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۹۸ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح وغیرہ ص۲۷۱ ۔ ظفیر۔

[3] ولذا قیل بالاجنبی اذ لو کان محرما لم یکن لہا نفقۃ۔ لانہ لیس لہا الامتناع (رد المحتار باب النفقہ ص۸۹۱ ج۲) ظفیر

سے اولاد ذکور واناث ہو، اور زوجہ ثانی کے ادائے حقوق شرعی پر شوہر کو خیال نہ ہو تو کیا زوجہ ایسی صورت میں شوہر سے علیحدہ رہکر حقوق شرعی طلب کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ خلاف رائے شوہر اس کے گھر سے علیحدہ رہ کر نفقہ طلب نہیں کر سکتی بلکہ وہیں رہے اور اپنے حقوق اور نفقہ کا مطالبہ کرے نافرمانی شوہر کی درست نہیں[1] ہے۔

معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے

سوال (۱۳۳۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے سوتیلے لڑکے سے الزام لگایا، مگر خود کوئی واقعہ جس سے ثبوت پوری طرح ہو سکے نہیں دیکھا، اور جس قدر واقعہ دیکھا تھا اس کو علمائے کرام نے ثبوت الزام کے لئے کافی نہیں سمجھا اور وہ عورت نکاح میں قائم رہی مگر وہ شخص اپنے شک پر قائم ہے اور جس وقت سے اس کو یہ شبہ ہوا ہے زوجہ کو معلق چھوڑ رکھا ہے، اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو اس عورت مظلومہ کا نان نفقہ جب سے اس کو معلق چھوڑ رکھا ہے بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں، جس کی تعداد بوقت نکاح پندرہ روپیہ ماہوار ہو چکی ہے۔

الجواب:۔ نفقہ مقررہ شوہر کے ذمہ مدت مذکورہ کا واجب الاداء ہے کما فی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحہما علی قدر معین[2] الخ۔

[1] لا نفقۃ لاحدی عشرۃ … وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۹۸ ج۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۶ ج۲ ۱۲ ظفیر

اولاد کا نفقہ | **سوال** (۱۳۳۳) اور کیا اس کی ہر سہ اولاد کا نان نفقہ اب تک اور آئندہ بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- ہر سہ اولاد کا نفقہ بذمہ ان کے باپ یعنی اس عورت کے شوہر کے ذمہ لازم ہے قال فی الدر المختار وتفرض النفقة[1] لزوجة الغائب وطفله[1] الخ وایضاً فیہ وتجب لطفله یعم الانثی والجمع[2] الخ۔

زچہ خانہ کا نفقہ | **سوال** (۱۳۳۴) زچہ خانے میں جو مصارف ہوئے وہ بذمہ شوہر ہیں یا نہیں۔

الجواب:- وہ مصارف بھی بذمہ شوہر ہیں۔

مہر کی ادائیگی | **سوال** (۱۳۳۵) مہر کی جو تعداد مقرر کی گئی تھی اس کی ادائیگی بذمہ شوہر ضروری ہے یا نہیں، خواہ زبانی ہو یا تحریری، کیونکہ بوقت نکاح ایک ہزار معجل اور ایک ہزار مؤجل اور زیور بخشش سے تحریر کیا گیا، اور ایک مکان قیمتی پانسو روپیہ کا زبانی وعدہ کیا گیا تھا جو تحریر میں نہیں آیا گواہ موجود ہیں۔

الجواب:- بعد طلاق کے جو مہر مؤجل ہوتا ہے وہ بھی معجل ہو جاتا ہے لہٰذا طلاق دینے کے بعد کل مہر بذمہ شوہر واجب الاداء ہے قال فی رد المحتار ناقلاً عن الخلاصة وبالطلاق یتعجل المؤجل[3] الخ۔

بیوی کے نفقہ کی مقدار | **سوال** (۱۳۳۶/۱) زوجہ کا نفقہ بحالت غنی شوہر و افلاس زوجہ کس قدر ہوگا، اور مفتی بہ اس بارے میں کیا ہے۔

نفقہ سے زیادہ رقم جو بیوی کے پاس جمع ہو | **سوال** (۱۳۳۶/۲) زید اپنی زوجہ کو اپنی

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۱۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] ایضاً ص ۹۲۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب المهر ص ۴۹۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

پوری تنخواہ جو کہ مبلغ روپیہ ماہوار تھی بارہ سال سے دیتا رہا، اور وہ رقم اس کے اور اس کے عیال کے نفقہ سے بہت زیادہ تھی، زوجہ نے اس میں سے ایک معتد بہ رقم پس انداز کی، پس یہ رقم زید کی ملک ہے یا زوجہ کی، اور زید نے پانچ برس تک اپنی زوجہ سے یہ نہیں کہا کہ رقم باقی ماندہ مہر میں محسوب ہوگی۔

الجواب:- (۱) در مختار میں ہے فتستحق النفقة بقدر حالهما به یفتی ویخاطب بقدر وسعه الخ وفی رد المحتار قال فی البحر واتفقوا علی وجوب نفقة الموسرین اذا کانا موسرین وعلی نفقة المعسر اذا کانا معسرین وانما الاختلاف فیما اذا کان احدهما موسراً والآخر معسراً فعلی ظاهر الروایة الاعتبار لحال الرجل فان کان موسراً وهی معسرة فعلیه نفقة الموسرین وفی عکسه نفقة المعسرین واما علی المفتی به فتجب نفقة الوسط فی المسئلتین وهو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة[1] الخ پس قول مفتی بہ کے موافق اس صورت میں اوسط درجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا اس کی مقدار ہر زمانہ کے نرخ اور گرانی کے اعتبار سے مقرر ہو سکتی ہے مثلاً اگر ادنیٰ درجہ کا نفقہ دس روپیہ ماہوار اور اعلیٰ درجہ کا بیس روپیہ تو اوسط پندرہ روپیہ ہوگا اور بچہ کا خرچ بقدر اس کے خرچ اور حاجت کے متعین کیا جاوے گا۔

الجواب:- (۲) اس صورت میں اگر زید کی نیت یہ ہے کہ جو کچھ اس رقم میں سے نفقہ کے بعد پس انداز ہو وہ بھی زوجہ کی مملوک ہے تو مالک اس رقم باقی ماندہ کی زوجہ ہے، اور اگر اس کو مالک بنانا مقصود نہیں ہے تو وہ رقم زائد مملوکہ زید کی ہے۔

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۸ ج ۲ ۱۲ ظفیر

نکاح باطل کا نفقہ

سوال (۱۳۳۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، کچھ عرصہ بعد ہندہ کو بدچلن پاکر زید نے اس کو طلاق دینا چاہا، زید نے کاغذ خرید کر عرضی نویس سے طلاقنامہ لکھوایا، اقرار یہ ٹھہرا تھا کہ اگر ہندہ زید کا زیور جو ہندہ کے پاس تھا، زید کو واپس کردے اور معافی مہر کا اقرار نامہ لکھدے تو زید ہندہ کو رو برو گواہان کے طلاق شرعی دے کر آزاد کردے، لیکن جب طلاقنامہ تحریر ہوچکا ہنوز زید کے دستخط نہیں ہوئے تھے، ہندہ نے زیور واپس دینے اور اقرار نامہ معافی مہر لکھوانے سے انکار کردیا، جس پر زید نے نہ طلاق نامہ مکمل کرکے ہندہ کو دیا اور نہ زبان سے طلاق دی۔ ہندہ چار پانچ سال آوارہ پھرنے کے بعد بکر سے نکاح کیا، بدچلنی کی وجہ سے بکر نے بھی طلاق دیدی کیا ہندہ بکر سے زر مہر اور ایام عدت کا نفقہ پانے کی مستحق ہوسکتی ہے یا نہیں۔ بکر ہندہ کے فریب سے لاعلم تھا، بکر کو کچھ گناہ ہوا؟

الجواب:- زید کی طرف سے ہندہ پر اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جب ہندہ اپنے اقرار پر قائم نہ رہی تو زید کی طرف سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور جب کہ ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی تو بکر کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوا اور جب کہ نکاح نہیں ہوا تو بکر سے نفقہ اور مہر کا بھی مطالبہ نہیں کرسکتی ہے[1]، اور بکر کو جب کہ ہندہ کے فریب کی کچھ خبر نہ تھی تو اس پر گناہ نہیں ہوا۔

شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۳۸) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، دو سال تک تقریباً باہم اتفاق رہا اور ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد شوہر کی خوشی سے زوجہ اپنی والدین کے گھر گئی اور وہاں رہی پھر شوہر نے کبھی اس کو نہیں بلایا، اور باوجود تقاضا زوجہ اور اس کی والدین

[1] اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص۸۳۵ ج۲) ظفیر

کے شوہر اس کو لینے نہیں آیا اور نہ اجازت آنے کی اس کو دی اور اس کے والدین نے اس عرصہ میں یہ چاہا کہ یا وہ اپنی زوجہ کو بلاوے یا یہیں رہتے ہوئے نان ونفقہ دے، مگر شوہر کسی امر پر راضی نہیں ہوتا تو اس صورت میں عورت مطالبہ نفقہ کا کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نفقہ اس عورت کا بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ عورت کی طرف سے نشوز کچھ نہیں پایا گیا، در مختار میں ہے فتجب ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلة بہ یفتی وکذا اذا طالبھا ولم تمتنع[1] الخ پس عورت بذریعہ نالش وغیرہ نفقہ لے سکتی ہے۔

شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ

سوال (۱۳۳۹) زید کی منکوحہ عورت بلا اجازت شوہر بلا وجہ اچانک چھ سو روپیہ کا مال لے کر مفرور ہوگئی جس کو عرصہ اٹھارہ سال گذر گئے، آج وہ اس قدر عرصہ کے بعد خرچ ماہواری کی خواستگار ہے۔ آیا زید خرچ کا کفیل ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- در مختار باب النفقہ میں ہے لا نفقة الخ الخارجة من بیتہ بغیر حق وھی الناشزة[2] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے، دعویٰ اسکا باطل ہے۔

گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا

سوال (۱۳۴۰) عورت مذکورہ نے اٹھارہ سال تک لڑکیوں کو زید سے پوشیدہ رکھا، اس صورت میں زید لڑکیوں کے خرچ کا ذمہ دار ہوسکتا ہے کہ نہیں۔

الجواب:- گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا قال فی الدر المختار

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۸۹ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص۸۸۹ ج۲ وص۸۹۰ ج۲ ۱۲ ظفیر

والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء وفی رد المحتار ثم اعلم ان المراد بالنفقۃ نفقۃ الزوجۃ بخلاف نفقۃ القریب فانہا تصیر دیناً ولو بعد القضاء والرضاء حتی لو مضت مدۃ بعدہما تسقط کما یاتی۔ [illegible] فقط

سوال (۱۳۴۱) | بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے

ہندہ کو زید نے طلاق دی۔ وہ زید کے یہاں سے بخوف گناہ اپنے باپ کے یہاں چلی آئی تو کیا زمانۂ عدت کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہوگا، اور بعد طلاق جو لڑکا زید سے پیدا ہوا اس کا نفقہ بھی زید ہندہ کو نہیں دیتا۔

الجواب:- نفقہ عدت کا مطلقہ کے لئے واجب ہوتا ہے۔ اور خاوند کی نافرمانی سے ساقط ہو جاتا ہے، شامی میں ہے ونفقۃ العدۃ کنفقۃ النکاح۔ وفی الذخیرۃ وتسقط بالنشوز[۲] ۱ھ باب النفقہ جلد ثانی شامی صفحہ ۶۶۹ وفی الدر المختار لا نفقۃ الخارجۃ من بیتہ بغیر حق[۳] ۱ھ اور چونکہ صورت مسئولہ میں عدت میں نکلنا مطلقہ کا بلا عذر ہے لہذا نفقہ اس کا ساقط ہے، اور لڑکا جو بعد طلاق کے پیدا ہوا، نسب اس کا زید سے ثابت ہے یعنی اس مدت میں پیدا ہوا کہ نسب اس کا زید سے ثابت ہے تو نفقہ اس کا بھی باپ کے ذمہ ہے، شامی میں ہے قال فی البحر وعلی ہذا یجب علی الاب ثلثۃ

---

[۱] رد المحتار باب النفقہ مطلب لا تصیر النفقۃ دیناً الا بالقضاء ص ۹۰۶ / ج ۲ ۱۲ ظفیر [۲] رد المحتار باب النفقہ تحت قولہ وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن مطلب فی نفقۃ المطلقۃ ص ۹۲۱ / ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۳۶ / ج ۲ و ص ۹۰۹ / ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

اجرۃ الرضاع واجرۃ الحضانۃ ونفقۃ الولد[۱] ۱ھ صفحہ ۹۳۱ جلد ثانی۔

سوال (۱۳۴۲) | گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

محمد خلیل زوج مسماۃ رحمت دونوں میں اتفاق نہ تھا، اس لئے محمد خلیل نے اپنی زوجہ مذکورہ کو اس کے میکہ میں پہنچا دیا، اور وہ بیس ماہ تک میکہ میں رہی، اس درمیان میں محمد خلیل نے اپنی زوجہ کو ایک حبہ نفقہ نہیں دیا، پس شرعاً زوجہ مذکورہ اپنے شوہر محمد خلیل سے نفقہ ایام گذشتہ بیش ماہ کا لینے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب:- والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء درمختار[۲] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نفقہ بدون حکم قاضی یا کسی مقدار معین پر صلح کرنے کے لازم نہیں ہوتا۔

سوال (۱۳۴۳) | بہن کا نفقہ بھائیوں پر

زید نے انتقال کیا ایک لڑکی نابالغ اور ایک عینی بھائی اور ایک اخیافی بھائی چھوڑے۔ تو عند الشرع لڑکی کا نفقہ اور اجازت نکاح کس کے ذمہ واجب ہے۔

الجواب:- لڑکی نابالغہ ہو یا بالغہ اگر وہ محتاج ہے، نفقہ اس کا بحالت مذکورہ دونوں بھائیوں پر بقدر ارث واجب ہے۔ سدس برادر اخیافی پر اور باقی عینی بھائی پر کہ حساب میراث بھی اسی طرح ہے صرح بہ فی الدر المختار بعد قولہ بقدر الارث ۱ھ ولو اخوۃ متفرقین فسدسہا علی الاخ لام والباقی علی الشقیق کارث[۳] ۱ھ اور ولایت نکاح باعتبار عصوبۃ ہے لہذا ولی نکاح نابالغہ

---

[۱] رد المحتار
[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ مطلب لا تصیر النفقۃ دیناً ص ۹۰۶ / ج ۲ ۱۲ ظفیر
[۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۳۰ / ج ۲ ۱۲ ظفیر

اس صورت میں عینی بھائی ہے کما فی الدر المختار الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الا علی ترتیب الارث والحجب[1] ۔

زید کے وعدہ کے عدم ایفاء پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیحدہ نہیں رکھ سکتی ہے

سوال (۱۳۴۴) زید ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، زید کے اور بیویاں موجود ہیں ہندہ کے ماں باپ زید سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی جائداد کا ایک حصہ ہندہ کے نام کرادے تاکہ آئندہ کے جھگڑوں کا احتمال باقی نہ رہے، زید ایک اقرار نامہ بحق ہندہ لکھ دیتا ہے کہ چونکہ مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ تا وقتیکہ میں ایک مکان دس ہزار روپیہ کا اور نیز اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے نصف حصہ ہندہ کے نام ہبہ نہ کردوں ازدواج اس سے نہ ہو سکے گا، لہذا میں بہ ثبات ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ لکھ دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ مکان نمبری فلاں مملوکہ فلاں جو میرے پاس مبلغ سات ہزار میں رہن بالقبض ہے، اور جس کی مدت رہن ختم ہونے کو ہے ایک سال باقی ہے، بفور وصول رقم رہن مکان مذکور کوئی دوسرا مکان یا کوئی اور جائداد ان کی حسب دلخواہ یا وہی مکان مرہونہ ان کو دلا دوں گا اور ان کے حق میں ہبہ کردوں گا ان کو کل حقوق مالکانہ اس دس ہزار کی خرید کردہ جائداد پر حاصل رہیں گے، اگر مستورات میں موافقت نہ ہوئی تو علیحدہ مکان میں رکھوں گا، اس کے علاوہ اپنی کل جائداد مسکونہ وذاتی کا نصف حصہ جس کی تفصیل اقرار نامہ ہذا میں درج ہے، مسماۃ ہندہ کے حق میں ہبہ کردیا، اور کل حقوق مالکانہ جو مجھے اس کے متعلق حاصل تھے وہ بذریعہ ہذا مسماۃ کی ذات پر منتقل کردیئے گئے، چونکہ میرا ازدواج اس شرط پر موقوف تھا، لہذا میں نے بہ خوشنودی خود و برضامندی دیگر ورثہ یہ تحریر لکھ دی ہے۔ اس اقرار کے بھروسہ پر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہو جاتا ہے اور ہندہ سے اولاد بھی پیدا ہوئی ہے مگر باوصف

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر۔

تقاضا زید اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہیں کرتا ہے، اس لئے ہندہ اپنے ماں باپ کے گھر آکر بیٹھ جاتی ہے، پس آیا زید کو اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہ کرنے تک حق طلب ہندہ ہو سکتا ہے یا نہیں، اور بصورت دعویٰ طلب زوجہ ہندہ کو یہ حق امتناع واصرار حاصل ہے یا نہیں کہ جب تک زید حسب اقرار خود مقدم یعنی اقرار نامہ کے بموجب تعمیل نہ کرے زید حق طلب زوجہ سے متمتع نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں باوصف اس کے کہ ہندہ اپنے ماں باپ کے یہاں مقیم رہے زید پر نفقہ ہندہ کا واجب الادا ہوگا یا نہیں ۔

الجواب :- مہر معجل اگر شوہر نہ دیوے تو اس کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو شوہر سے روک سکتی ہے، علاوہ مہر کے جو وعدہ شوہر نے مکان وجائداد وغیرہ دینے کا کیا یا اقرار نامہ لکھ دیا ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی، البتہ مہر نہ دینے کی وجہ سے اگر عورت شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ ساقط نہیں ہوتا، بخلاف صورت مذکورہ کے کہ اگر یہ وعدہ ہبہ مکان وغیرہ کا علاوہ مہر کے ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی قال فی الدر المختار ولو منعت نفسها للمهر الا لانه منع بحق فتستحق النفقة ولو هي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر[1] الخ

نفقہ کا دعویٰ شوہر پر

سوال (۱۳۴۵) ایک عورت کے نکاح کو تیرہ سال ہوئے، اس کا شوہر آج تک کسی طرح سے خبر گیراں نہیں ہے، نہ روٹی کپڑا دیتا ہے نہ پاس سوتا ہے، تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، عورت مذکورہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں ۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۸ ج ۲ و ص ۸۸۹ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر

الجواب: ـ بدون طلاق کے دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی[1]، لیکن نفقہ کا دعویٰ کرے اور بحکم سرکار اس سے خرچ کھانے کپڑے کا وصول کرے۔

جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں

سوال (۱۳۴۶) اگر والدین لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں اور لڑکی بوجہ عدم رضاء والدین کے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرے تو شوہر کے ذمہ نفقہ واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب: ـ اس صورت میں نفقہ اس کا بذمہ شوہر واجب نہ ہوگا اور وہ عورت ناشزہ یعنی نافرمان شوہر کی ہوگی اور عاصی ہوگی[2]۔

نفقہ کے ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں

سوال (۱۳۴۷) مابین زن و شوہر کے نہایت بدمزگی پیدا ہوگئی ہے، عورت کے وارثوں کے پاس شوہر کی جبر و تعدی ناقابل برداشت اور نان و نفقہ کی عدم خبرگیری کے بینہ موجود ہیں بدیں وجہ عورت اور اس کے ورثاء تفریق بین الزوجین کرانا چاہتے ہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: ـ ہمارے مذہب میں نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق بین الزوجین نہیں ہو سکتی، البتہ شوہر پر نفقہ کی نالش کی جا سکتی ہے۔ اور رفع تکلیف کی تدبیر سرکار سے کرائی جائے[3]۔

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المہر ص ۴۸۲/۲) ظفیر۔ [2] لا نفقۃ الخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۰/۲) ظفیر

[3] ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ (در مختار) قولہ بانواعہا الثلاثۃ وھی ماکول وملبوس ومسکن (رد المحتار ص ۹۰۳/۲) اب زوجہ متعنت کے لئے تفریق کی صورت نکل سکتی ہے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانوی ۱۲ ظفیر

جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۴۸) ایک شخص کی عورت اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور شوہر ہر چند کوشش کرتا ہے کہ میری زوجہ میرے پاس رہے لیکن وہ کسی طرح شوہر کے پاس نہیں رہتی اور اسے دو بچے بھی ہیں نہ ان بچوں کو باپ کے پاس بھیجتی ہے، اور عدالت سے اس نے چھ روپیہ ماہوار شوہر سے لینا مقرر کرا لیا ہے، شوہر نے مجبور ہو کر دوسرا نکاح کر لیا ہے، اس صورت میں شرعاً اس عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اور مسماۃ بوجہ اندیشہ جان کے مبلغ سات روپیہ شوہر سے طلب کرتی ہے۔

الجواب: ـ اس صورت میں اس زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے والناشزۃ لا نفقۃ لہا وھی اللتی خرجت من منزل الزوج بغیر اذنہ بغیر حق فتاویٰ قاضیخان[1]۔ وان نشزت فلا نفقۃ لہا (ہدایہ[2]) اور عورت کا یہ مطالبہ شرعی حیثیت سے ناجائز اور ناقابل قبول ہے۔ فقط

جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے

سوال (۱۳۴۹) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے، خود دوسرا نکاح کر لیا ہے، اس صورت میں عورت مہر مؤجل اور نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں، اور تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ـ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ بدون طلاق

[1] فتاویٰ قاضیخان باب النفقہ مصری ط ۳۶۱/۱۔ ظفیر

[2] ہدایہ باب النفقہ ص ۴۱۸/۲ ۱۲ ظفیر۔

دینے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی اور دوسرا نکاح لڑکی کا نہیں ہوسکتا، جس طرح ہو اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے اکراہ اور جبر کرکے بھی اگر اس سے طلاق لی جاوے گی اور بعد طلاق کے مہر مؤجل کے وصول کا دعویٰ بھی عورت کی طرف سے ہوسکے گا، اور گذشتہ نفقہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا، جب کہ حاکم کی طرف سے نفقہ ماہانہ وغیرہ مقرر نہ کیا گیا ہو، ھکذا فی الدر[1] المختار۔

جب خود شوہر نہ لے جائے تو اس پر نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۵۰) ہندہ زوجۂ زید اپنی چھوٹی ہمشیرہ کی شادی میں سسرال سے رخصت ہوکر میکہ چلی آئی بعد تقریب زید ہندہ کو رخصت کرا لے جانے سے انکاری ہوا، اور بالکل قطع تعلق کرلیا، ہندہ نے عدالت میں نان ونفقہ کا دعویٰ کیا، زید نے جوابدہی کی کہ ہندہ بدچلن ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ ہندہ ضرور بدچلن ہے، ایسی صورت میں وہ کھانا کپڑا اپنے شوہر زید سے ہرگز پانے کی مستحق نہیں ہوسکتی، ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اور زید سے مہر وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں شرعاً ہندہ کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے کیونکہ جب کہ ہندہ شوہر کی اجازت سے اپنے میکہ میں آئی اور پھر زید اس کو اپنے گھر نہ لایا باوجودیکہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کرتی تو اس صورت میں ناشزہ اور نافرمان نہیں[2] ہے، اور شوہر کے اس دعویٰ کرنے سے کہ ہندہ بدچلن

[1] والنفقۃ لاتصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۶ ج۲) ظفیر۔ [2] فتستحق النفقۃ بقدر حال العدالاولی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۸۹ ج۲) ظفیر۔

ہوگئی ہے اور عدالت سے اس کے موافق فیصلہ ہونے سے ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ہندہ کو بحالت موجودہ دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور مہر مؤجل بدون طلاق کے نہیں لے سکتی، فقط

جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۵۱) زید کی منکوحہ زید کے گھر میں نہیں رہتی اور مرتکب فعل شنیع کی ہو رہی ہے اس کا نان ونفقہ زید کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب :- جو عورت شوہر کے گھر میں نہ رہے اور نافرمانی کرے وہ ناشزہ اور نافرمان ہے، ایسی عورت کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقۃ لاحدی عشر الی ان قال وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی ناشزۃ[1] الخ اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کی زوجہ فاجرہ ہو تو اس کو طلاق دینا واجب نہیں البتہ اگر وہ باوجود سمجھانے کے اور تنبیہ کرنے کے بھی نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آوے تو پھر طلاق دیدینی چاہئے لیس علی الزوج تطلیق الفاجرۃ[2]۔ فقط

گذشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۵۲) زید وہندہ کی کمسنی میں ان کے والدین نے نکاح کردیا، نکاح کے بارہ برس کے بعد ہندہ کی والدہ نے ہندہ کو وداع کیا ہے، دو ایک ماہ بعد ہندہ کو پھر لے گئی، اب دوسری مرتبہ جب زید کے اقرباء ہندہ کو لانے کے لئے گئے تو اب اس کے والدین کہتے ہیں کہ بارہ برس کا نفقہ جو زید کے ذمہ ہے وہ ادا کردے تو لے جاؤ، تو کیا اس

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۸۹ ج۲ وص۸۹۰ ج۲ ظفیر
[2] باب المحرمات ص۴۰۲ ج۲ ظفیر۔

صورت میں زید پر گذشتہ بارہ برسوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے یا نہیں، اگر واجب ہے تو پورا یا نصف۔

الجواب: در مختار میں ہے لا تصیر النفقة دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] یعنی نفقہ پہلے زمانے کا شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہوتا، بدون حکم قاضی کے یا بدون رضامندی کے۔ اس لئے ہندہ کے والدین بارہ برس کا نفقہ زید سے نہیں لے سکتے، اور یہ عذران کا مسموع نہ ہوگا، اور اگر ہندہ بدون رضا شوہر کے والدین کے یہاں رہے گی تو وہ ناشزہ و نافرمان ہوگی، اور آئندہ کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا۔

مہر کی ادائیگی وسعت نہ ہو تو مہلت دی جائے اور نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۵۳) ایک عورت اور مرد کا نکاح ہوا جن کے مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ کے مقرر ہوئے، اسی غرض سے کہ دولہا پر دباؤ ہو، دولہن اپنے شوہر کے یہاں چلی گئی، مہر ادا کرنے کی طاقت نہیں اور بیوی معاف نہیں کرتی، اس صورت میں مسئلہ کیا اجازت دیتا ہے، بغیر صفائی مہر دونوں رہنے لگے، اور تمام خرچ شوہر نے برداشت کیا تو اس صورت میں عورت پر گناہ سود کا تو نہیں ہوا، یا سود کہا جاوے گا۔

الجواب: جب کہ شوہر میں قدرت اور وسعت مہر ادا کرنے کی نہیں ہے تو اس کو شرعاً مہلت دی جائے گی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة الآیہ[2] اور بدون ادا کرنے دین مہر کے اور بدون معاف کرانے کے شوہر کا نان و نفقہ دینا اپنی زوجہ کو سود نہیں ہے بلکہ نفقہ نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، کیونکہ شوہر کے ذمہ علاوہ دین مہر کے زوجہ کا نان و نفقہ بھی واجب

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] سورۃ البقرہ آیت ۲۸۰ ع ۳۸ ظفیر

ہوتا ہے[1] اور شوہر پر دباؤ ڈالنے کی وجہ سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔

عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے

سوال (۱۳۵۴) زید نے ہندہ کو طلاق دیدی اور صرفہ کا عدت میں وعدہ ادائی کرتا ہے مگر وعدہ خلاف ہے چونکہ ملازم پیشہ ہے، اس لئے رقم ملازمت خود وصول کر لیتا ہے، کیا زید ایسے فعل پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

الجواب: زید پر نفقہ عدت کا واجب ہے اور جب کہ زید میں وسعت ادا کرنے کی ہے تو وہ ادا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے[2]۔

بیوہ مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے

سوال (۱۳۵۵) ایک بیوہ عورت کا شوہر کچھ جائداد چھوڑ گیا ہے، نقدی کچھ نہیں چھوڑی ہے۔ آیا بیوہ مکان فروخت کر کے یا گروی رکھ کر اپنا گذارہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بیوہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: مکان گروی رکھنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں شرعاً کسی امر میں ممانعت نہیں ہے، لیکن مشورہ یہ ہے کہ اگر فی الحال خرچ کی ضرورت ہے اور یہ امید ہے کہ جس وقت جائداد کی آمدنی آوے گی اس آمدنی سے مکان گروی چھڑا لیا جاوے گا تو مکان گروی رکھ دیا جاوے اور اگر مکان متعدد ہیں۔ اگر مکان ایک ہی ہے تو پھر مکان کو گروی نہ رکھے اور نہ فروخت کرے،

[1] النفقة واجبة للزوجة علی زوجها اذا اسلمت نفسها الی منزله (هدایه باب النفقة ص ۴۱۷/۲) ظفیر۔

[2] اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسکنی فی عدتها رجعیا کان او بائنا (هدایه، باب النفقة ص ۴۲۳/۲) ظفیر۔

بلکہ جنگل کی زمین گروی رکھ دے یا فروخت کردے بقدر ضرورت ۔ فقط

قد تم الجزء الحادی عشر بعون اللہ تعالیٰ و
توفیقہ فی شہر ذی القعدۃ سنۃ اربع مائۃ والف
علیٰ ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی
الذی فوض الیہ الترتیب والتحشیۃ تحت اشراف
صاحب الفضیلۃ حکیم الاسلام مولانا القاری
محمد طیب دامت فیوضہ، رئیس الجامعۃ
الاسلامیہ دارالعلوم دیوبند ۔ ویاتی الجزء
الثانی عشر انشاء اللہ تعالیٰ